NEANDER'S MEMORIALS OF CHRISTIAN LIFE

PART II.

تذکرة المومنین

دوسرا حصہ

مسیحیوں کی زندگی سلطنت روم پر مسیحی

دین کے تسلط پانیکے بعد

جسکا

ترجمہ پادری تارا چند صاحب نے

کتاب میموریلز آف کرسچن لایف مصنفہ ڈاکٹر نینڈر صاحب سے

کیا

اور جو پنجاب رلیجس بک سوسیٹی

کی طرف سے شایع ہوا

اور لودیانہ مشن پریس میں پادری ویری صاحب کے اہتمام سے چھپا

دفعہ اول سنہ ۱۸۸۲ء جلد ۱۰۰۰

فہرست ابواب تذکرۃ المومنین

دوسرا حصّہ

مسیحیوں کی زندگی سلطنت روم پر مسیحی دین کے تسلّط پانیکے بعد

تذکرۃ المؤمنین

دوسرا حصہ

مسیحیوں کی زندگی سلطنت روم پر مسیحی دین کے تسلّط پانے کے بعد

پہلا باب

مُشرکین کِس کِس طرح سے مسیحی ہوئے

اِس زمانے میں کلیسیا کی حالت باعتبار تعلق حکام کے سابق کی نسبت بہت بدلی ہوئی نظر آتی ہے۔ سابق میں کلیسیا مظلوم تھی اور حکام اُسکی حمایت نہ کرتے تھے اور اب اُسکو غلبہ حاصل ہوگیا تھا۔ اُسکی پہلی ابتر حالت دنیوی شان وشوکت سے بدل گئی تھی اور اسلئے بہت سے آدمی جو دل سے مسیحی دین کیطرف رجوع نہ تھے کلیسیا میں شامل ہوجاتے تھے۔ اگرچہ ابتدا میں بھی جب مشرکین کو غلبہ تھا بعض اوقات لوگ برائے نام مسیحی ہوجاتے تھے مگر اس زمانے میں کلیسیا کے ظاہری عروج کے باعث برائے نام مسیحی ہونے کے لئے اور بھی زیادہ ترغیبیں تھیں کلیسیا کی حالت

کے تغیر کا سبب یہہ تھا کہ سلطنت روم کے فرمانروا مسیحی دین کے حامی اور مددگار
بنگئے تھے لیکن یہہ لوگ اگرچہ آپ کو مسیحی سمجھتے تھے اور مسیحی دین کی اشاعت اور
ترقی میں نہایت سرگرمی ظاہر کرتے تھے مگر ابتک مسیحی دین نے اُنکا باطن نہ بدلا تھا
اور اِس وجہ سے اکثر اُن کی بیجا دوستی سے فایدے کی جگہہ کلیسیا کو اِسقدر نقصان
پُہنچتا تھا کہ اُن کی دشمنی سے بھی نہ پُہنچتا ÷

شہنشاہوں میں سے اول قُسطنطین نے مسیحی دین اِختیار کیا تھا وہ شروع
سلطنت میں مُشرکین پر ظلم کرنا اور اُن کے مذہب کا دبانا اور مسیحی دین کا بزور پھیلانا
مطلق نہ چاہتا تھا چنانچہ جب اُس نے لِسِینیوس پر فتح پائی اور تنہا سلطنت روم
کا فرمانروا ہوا تو ایک اِشتہار شرقی صوبوں میں جاری کیا جس کی عبارت یہہ تھی قولہ جو
لوگ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں مومنوں کی طرح امن اور آسایش سے رہیں کیونکہ آپس
کا میل جول آدمیوں کو راہ حق پر لاسکتا ہی۔ کوئی اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پُہنچائے
بلکہ ہر شخص مختار ہی جو چاہے سو کرے۔ جو شخص صحیح عقیدہ رکھتا ہی وہ جانتا ہی کہ جنکو تو
ای خدا اپنی پاک شریعت کا آرام عطا کرتا ہی وہی پاکیزگی سے زندگی گذارتے ہیں لیکن
جو لوگ اِس پاک شریعت سے علیحدہ رہتے ہیں وہ اگر چاہیں تو اپنے باطل معبدوں
کو قایم رکھیں۔ ہم ایک جلیل الشان صداقت کا مکان رکھتے ہیں جو تو نے ہم کو روح
کی سیری کے لئے دیا ہی اور ہم چاہتے ہیں کہ مشرکین ہمارا اسا مزاج حاصل کر کے ہماری
خوشی میں شریک ہوں ÷

اگرچہ قُسطنطین نے جبرًا لوگوں کو مسیحی نہیں بنایا مگر تاہم اُس نے اپنا عملدرآمد
ہمیشہ اِن عمدہ خیالات پر نہ رکھا البتہ اُسکے عہد میں مشرکین پر ظلم نہیں ہوا اور نہ
اُن کی پرستش میں کسی طرح کی مزاحمت ہوئی مگر تاہم مسیحیوں کو طرح طرح کے فوایدحاصل تھے
اور جو لوگ مسیحی ہوجاتے تھے اُنپر حاکم بالخصوص مہربان ہوتے تھے اور اِسوجہ سے وہ
لوگ بھی جنکو یاتو دین کی مطلق پروا نہ تھی یا دنیوی چیزوں کے برابر نہ تھی کلیسیا میں
شامل ہوجاتے تھے۔ عہدہ داروں کی خاص غرض یہہ ہوگئی تھی کہ بہت سے آدمی
اُن کا مذہب اختیار کریں اور اعزاز و اکرام اور دنیوی تحریص و ترغیب اِس کام کے لئے
کافی تھی غرضنکہ اِس لحاظ سے مسیحی شہنشاہان قُسطنطین اور قُسطنطِس اور مُشرک
شہنشاہ جولیان کے عہد میں کچھہ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ ایسی حالت میں ہمیشہ بہت
سے اِس قسم کے آدمی پیدا ہوجاتے ہیں جو ایک مسیحی شہنشاہ جودیان کے قول کے
موافق نہ خدا بلکہ شاہ کی خدمت کرتے ہیں جنکو آسمانی باپ اپنی طرف نہیں کھینچتا
اور جو دل سے مسیحی ہونا نہیں چاہتے بلکہ اُن لوگوں کی مانند ہوتے ہیں جن کی
نسبت لکھا ہی کہ یسوع نے اپنے تئیں اُن پر نہ چھوڑا (یوحنا - ۲ - ۲۴) یا اُن نفسانی
لوگوں کی مانند ہوتے ہیں جنسے خداوند نے کہا تھا فانی خوراک کے لئے نہیں بلکہ
اُس کھانے کے لئے محنت کرو جو ہمیشہ کی زندگی تک ٹھہرتا ہی (یوحنا - ۶ - ۲۷)۔
اگستِنوس کہتا ہی قولہ بہت سے آدمی صرف دنیوی طمع سے مسیح کے طالب
ہوتے ہیں۔ کوئی مقدمہ رکھتا ہی اور پادریوں سے مدد چاہتا ہی۔ کوئی اپنے ظالم

ہمسایہ سے بچنے کو کلیسیا میں پناہ لیتا ہی۔ کوئی سفارش چاہتا ہی۔ الغرض کوئی کچھہ مطلب رکھتا ہی کوئی کچھہ ایسے آدمیوں سے کلیسیا روز بروز بھرتی جاتی ہی مگر خلوص دل سے مسیح کی خواستگاری بہت کم ہی انتہی۔ اُسی مصنف کے بیان کے موافق بہت سے آدمی اِس غرض سے مسیحی ہو جاتے تھے کہ کسی با اِختیار شخص کو اپنا مربی بنائیں یا مرضی کے موافق نکاح کر سکیں یا تکلیف سے بچیں یا کوئی بڑی یافت کا دینی علاقہ پائیں اگستنوس نے ایسے ہی آدمیوں کے خیال سے ایک نصیحت میں اُن مکاروں کا ذکر کیا ہی جو نہ خدا بلکہ آدمیوں کے خوش کرنے کو مسیحی دین اِختیار کرتے تھے۔ یہہ لوگ دو قسم کے تھے۔ اول وہ جو دین کی مطلق پروا نہ کرتے تھے بلکہ دیدہ و دانستہ اِس ذریعہ سے دنیوی مطلب نکالنا چاہتے تھے دوسرے وہ جو دین سے بالکل غافل نہ تھے مگر دنیوی چیزوں کا خیال زیادہ تر رکھتے تھے اور آپ کو سمجھا لیتے تھے کہ ہم مسیحی ہونے کی معقول وجہ رکھتے ہیں لیکن درحقیقت دنیا ہی کے خیال سے مسیحی ہوتے تھے۔ جب تک ایسے مکار لوگوں کے دل کی خباثت دور نہ ہو جاتی تھی اِنجیل کی پاک کرنے کی قدرت اُن میں نمایاں نہ ہو سکتی تھی۔ جب تک اُن کی روح خداوند کی طرف اُنکو مایل نہ کرتی تھی خداوند اُنکے لئے راستبازی اور پاکیزگی اور خلاصی نہ بن سکتا تھا۔ ایسے شخصوں کا مسیحی ہونا کلیسیا کو نہایت نقصان پہنچاتا تھا کیونکہ یہہ لوگ مسیحیوں کی صورت میں مشرکوں کے توہمات اور اُن کی بُرائیاں اپنے ساتھہ کلیسیا میں لاتے تھے اگستنوس کہتا ہی قولہ جو شخص پہلے برملا مشرک تھا اب مسیحی کہلاتا تھا مگر دینداری

کے لباس میں بھی بُرا ہی رہتا تھا انتہی اور جیروم کہتا ہی قولہ مسیحی دکھائی دینا بڑی بات نہیں بلکہ مسیحی ہونا بڑی بات ہی انتہی۔ بدی نیکی کی صورت میں زیادہ تر خطرناک ہوتی ہی۔ ہر ایک نیک معاملے کو کھلے دشمنوں کی نسبت جھوٹھے دوستوں سے زیادہ تر اندیشہ ہوتا ہی۔ بے دینی اپنی اصلی صورت میں دینداری کا مقابلہ مدت تک نہیں کر سکتی لیکن جب صورت بدلکر دھوکھا دیتی ہی اور دینداری میں مخلوط ہو کر اُسکی شکل بگاڑتی ہی اور اُسکا اثر روکتی ہی تب غلبہ پا لیتی ہی۔ ظلمت کے فرشتے نور کے فرشتوں کے لباس میں ہمیشہ پُر خطر ہوتے ہیں +

جو خطرے مسیحیوں کو شاہان وقت کے مسیحی ہو جانے پر دنیوی جاہ و منصب کے حاصل ہونے سے پیدا ہوئے تھے **اگستنوس** اُن کے باب میں بڑی خوبصورتی سے کہتا ہی **قولہ** شہنشاہ تو مسیحی ہو جاتے ہیں مگر کیا شیطان بھی مسیحی ہو جاتا ہی انتہی +

جو لوگ دنیوی مطلب سے مسیحی جامہ پہنتے تھے حکام کی توجہ کے بدل جانے پر اپنا لباس اُتار ڈالتے تھے چنانچہ جن لوگوں نے قسطنطین کے عہد میں طمع سے بپتسما پایا تھا وہ جولیان کے عہد میں دوبارہ مُشرک بنگئے تھے اور اُسکے مرنے پر پھر مسیحی ہو گئے تھے **امسیا** واقع **پنطُس** کے اُسقف **اِسٹرلویس** نے ایک نصیحت میں اِسی قسم کے واقعات کی طرف اشارہ کر کے طامع آدمیوں کا کمینہ پن ظاہر کیا **قولہ** کیا وجہ ہی کہ جو لوگ پہلے کلیسیا میں شامل تھے اور عشاء ربانی میں شریک ہوتے تھے اب بُت پرستی کرنے لگے ہیں۔ کیا یہی وجہ نہیں کہ وہ دنیوی چیزوں پر نظر رکھتے تھے اور پرائے

مال کی طمع کرتے تھے۔ جب اُن کو بڑی آمدنی کے عہدوں یا بہت سے روپیوں کا لالچ دیا گیا تب اُنہوں نے مذہب کو اپنے کپڑوں کی طرح بدل ڈالا۔ جو کچھ پہلے گذرا لوگوں کو ابتک یاد اور اُن کی زبان زد ہی لیکن اِس قسم کی بہت سی باتیں ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کیونکہ جب شہنشاہ نے اِتنے عرصے کے بعد اچانک مسیحی جامہ اُتار ڈالا اور بتوں کو علانیہ قربانی چڑھائی اور یہہ وعدہ کیا کہ جو کوئی بتوں پر قربانی چڑھائیگا اِنعام واکرام پائیگا تو بہت سے لوگ کلیسیا کو چھوڑکر بتوں کی قربانگاہوں پر دوڑ گئے۔ بہتوں نے علاقوں کی طمع سے مسیحی دین ترک کیا۔ ایسے لوگ عزت کھوکر پریشان اور حقیر پھرتے ہیں۔ سب اُن پر انگشت نمائی کرتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے تھوڑے سے روپیوں کی خاطر گویا مسیح کو پکڑوایا ہی انتہی۔ جولیان نے مسیحی دین کی تعلیم پائی تھی اور مدت تک اُس میں رہا تھا مگر اِسکے بعد مشرکین کا مذہب جسکی طرف اُس کی طبیعت مدت سے مایل تھی اُس نے بڑی سرگرمی سے اِختیار کیا اور اِس میں شک نہیں کہ شہنشاہ قسطنطین نے جس بیجا سرگرمی سے کلیسیا کی خدمت کی اُسی کے اثر سے جولیان جیسا شہنشاہ پیدا ہوا ✣

جو لوگ طمع سے مسیحی ہوجاتے تھے وہ سب کے سب ہمیشہ اسی حال میں نہ رہتے تھے بلکہ اکثر اوقات اُن کے ظاہر کا بدلنا اُن کے باطن کے بدلنے کا ذریعہ بنجاتا تھا۔ مسیحیوں کی عبادت میں شریک ہونے یا مسیحیوں سے صحبت رکھنے یا مسیحی دین سے زیادہ تر واقف ہوجانے سے اُن کے دل پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ وہ نجات دہندہ کی

طرف رجوع لاتے تھے اور مسیحی دین میں وہ شی پاتے تھے جسکا اُن کو خیال بھی نہ تھا۔ غرضکہ سچے مسیحی بنجاتے تھے۔ اگستنوس کہتا ہی قولہ جو لوگ طمع سے کلیسیا میں شامل ہوئے تھے اُن میں سے بہتوں کے دل واقعی بدل گئے ہیں انتہی۔ خدا تعالیٰ مختلف طریق سے آدمیوں کو اپنی طرف کھینچتا ہی وہ سب کے دلوں سے واقف ہی اور حصول نجات کے لئے جو چیز جسکے حق میں بہتر ہی وہ اُسکو خوب جانتا ہی اُسکے پاس ایسے اسباب ہیں جو اور کسی کے پاس نہیں وہ اپنی قدرت اور بیقیاس حکمت سے آدمیوں کی بُرائی کو بھی بھلائی کا ذریعہ بنا سکتا ہی لیکن پھر بھی کسی شخص کو بھلائی کی غرض سے بُرائی کرنی مناسب نہیں۔ جو لوگ آدمیوں کو راہ حق پر لانے کے لئے نفسانی وسایل کام میں لاتے ہیں اور اُن کی علت غائی اور کامیابی کی وجہ سے اُن کو درست ٹھہراتے ہیں بڑی غلطی کرتے ہیں رسول پولوس نے صاف صاف بتایا ہی کہ بُرائی نہ کرنی چاہیئے تاکہ بھلائی نکلے (رومی ۳-۸) اور اِس سے ظاہر ہی کہ جو کام بظاہر اَوروں کی بہتری کی خاطر محبت سے کئے جاتے ہیں مگر شریعت الٰہی اور انسانی حقوق کے خلاف ہوتے ہیں سب کے سب نادرست ہیں۔ گو بادی النظر میں بُرائی کبھی کبھی بھلائی کا موجب ہوتی ہی لیکن تاہم ایسے وسایل کے کام میں لانے سے اچھے نتیجوں کی نسبت بُرے نتیجے زیادہ پیدا ہوتے ہیں ✣

جو کلیسیا کے معلم مسیحی کلیسیا میں شامل ہونیوالوں کو تعلیم دیتے تھے اُنکو اِس بات کا جاننا ضرور ہوتا تھا کہ مختلف آدمی کس کس غرض اور نیت سے مسیحی

ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور تجربہ کار اور دانا معلم ایسے شخصوں کے دلوں پر بھی جو نفسانی غرض سے اُن کے پاس آتے تھے اپنی تقریر سے ایسا اثر پیدا کرتے تھے کہ وہ حق کی طرف رجوع لاتے اور اپنی خباثت کا اقرار کرتے تھے۔ اگستنوس ایک عمدہ کتاب میں جو دینی تعلیم کے باب میں ہی دینی معلموں کو یہہ ہدایت کرتا ہی قولہ جب کوئی شخص کسی فایدے کے لئے یا کسی تکلیف سے بچنے کی خاطر مسیحی ہوجاتا ہی تو وہ نہ سچا بلکہ صرف نام کا مسیحی ہوتا ہی کیونکہ ایمان زبان کے اقرار پر نہیں بلکہ قلب کی تصدیق پر موقوف ہی لیکن خدا تعالیٰ اکثر اپنی رحمت سے دینی معلم کی تقریر کے ذریعہ سے ایسا اثر پیدا کرتا ہی کہ جو شخص پیشتر مسیحی ہونے کا بہانہ کرتا تھا اب سچا مسیحی بننا چاہتا ہی جب تک اسکے دل میں یہہ خواہش پیدا نہیں ہوتی ہم اُسکو دیندار نہیں سمجھ سکتے مگر پھر بھی اُس سے ایسی طرح پیش آنا چاہیے کہ اگر اُسکے دل میں پہلے سے یہہ خواہش پیدا نہ ہوئی ہو تو اب پیدا ہو جائے۔ اِس سے کچھہ نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اگر وہ درحقیقت یہی خواہش رکھتا ہی تو ہماری تعلیم سے زیادہ تر مستقل ہوجائیگا حتی المقدور اُسکے پہلے تعلقات اور مزاج اور مسیحی دین اختیار کرنے کا سبب بھی معلوم کرنا چاہیئے اور اگر کوئی دوسرا شخص نہ ملے جس سے یہہ باتیں دریافت ہوسکیں تو اُسی سے دریافت کرنی چاہیئں اور وہ جو کچھہ جواب دے اُسکے موافق کلام کرنا چاہیئے اگر وہ مکاری سے آیا ہی تو ضرور جھوٹھہ بولیگا لیکن گو اُسکی بات جھوٹھی ہو مگر پھر بھی اُسی بات سے ہمکو کلام شروع کرنا چاہیئے نہ یہہ کہ جس حال میں تم از روی تحقیق کچھہ نہیں

کہہ سکتے اُسکو جھوٹھا بتاؤ لیکن اگر وہ ایسا مزاج ظاہر کرے جو درحقیقت تعریف کے لایق ہو تو خواہ وہ سچ بولے یا جھوٹھہ اُس کی تعریف کرو اور اُنپر ایسا اثر ڈالو کہ وہ جیسا ہونیکا بہانہ کرتا ہی درحقیقت ویسا ہی ہوجائے اور اگر ایسا مزاج ظاہر کرے جو مسیحی دین کی تعلیم پانیوالے کے لایق نہیں تو نادان سمجھکر شفقت اور نرمی سے اُسکی غلطی ظاہر کرو اور مسیحی دین کی اصلی غرض مختصر اور مُوثر طور پر اُسکے سامھنے بیان کرو انتہیٰ +

اکثر لوگ جو دین کی طرف سے غافل رہتے تھے ہولناک صدمات کے واقع ہونے پر خواب غفلت سے بیدار ہوجاتے تھے اور اپنے دلوں کے بےچین رہنے کے باعث انجیل کی طرف رجوع لاتے تھے چنانچہ عام آفتوں اور لڑائیوں اور بھاری زلزلوں کے وقت بہت سے آدمی بپتسما پانا چاہتے تھے بہت سے آدمی کسی حیرت انگیز خواب یا واقعے کے دیکھنے پر غضب الہٰی سے ڈرنے لگتے تھے یا نجات دہندہ کی ربانی قدرت سے آگاہ ہوجاتے تھے اگستنوس کہتا ہی قولہ بہت کم ایسا ہوا ہی کہ کوئی شخص جب تک کسی طرح سے خدا کا خوف اُسکے دل میں پیدا نہ ہوا ہو مسیحی ہونے پر مایل ہوا ہو انتہیٰ۔ پانچویں صدی کے شروع میں پاؤلینُس ایک نقل کرتا ہی جو یاد رکھنے کے لایق ہی۔ ایک غریب بوڑھا آدمی جو کسی جہاز پر نوکر تھا اتفاقاً جہاز کے ٹوٹ جانے پر دیر تک سمندر میں ٹکراتا رہا اگرچہ وہ مشرک تھا لیکن مسیحیوں میں رہنے کے باعث اُس نے مسیح کی ربانی قدرت کا ذکر سُنا تھا اور غالباً اُسکے دل پر کچھہ اثر بھی ہوگیا تھا وہ مایوسی کی حالت میں مسیح کی طرف رجوع لایا اور دعا سے اُسکو ایسی دلجمعی

کے ساتھ یہی آیت گا رہا ہوں اِس سے اُسکے دل پر بڑا اثر ہوا اور اُسکو یہہ آرزو ہوئی کہ میں بھی اپنی بی بی کی روحانی اور خوشی کی زندگی میں شریک ہوں اور اُسکی بی بی نے اُسکی آرزو کو خدا کا کام سمجھکر اپنی خواہش کے برلانے میں اُس سے مدد حاصل کی ٭

شہنشاہ قسطنطین غالباً اپنی اوایل عمر کی تربیت کے سبب مسیح کی ربانی قدرت کا مقر تھا اور جو مسیحی اُسکے پاس تھے اُسکے دل میں اس عقیدے کے جمانے کی کوشش کرتے تھے۔ اُسکو ایک مُشرک بادشاہ سے لڑائی پیش آئی جو جا دو سے یہہ اُمید رکھتا تھا کہ دیوتا اُسکی مدد کرینگے پس قسطنطین کے دل میں بھی یہہ خواہش پیدا ہوئی کہ مجھہ کو کسی طرح آسمانی مدد حاصل ہو۔ اِس حال میں اُسکو نیند آگئی اور اُسنے خواب میں دیکھا کہ مسیح اُسکو صلیب بطور فتح کی علامت کے دکھارہا ہی پس صلیب کے جھنڈے تلے فتح پانے سے وہ مسیح کی ربانی قدرت کا قایل ہوگیا ٭

بعض اوقات غلط خیالات بھی (جیسے صلیبی نشان کی قوت کا خیال) آدمیونکو مسیحی دین کی طرف رجوع کرنے کا باعث ہوجاتے تھے۔ ہمارا آسمانی باپ اپنی حکمت کاملہ سے آدمیوں کی غلطیوں اور کمزوریوں کو بھی اُن کی نجات کا ذریعہ بناتا ہی چنانچہ مشرق کے مجوسیوں نے ایک ستارے کے وسیلے سے معلوم کیا تھا کہ جو لڑکا بیت لحم میں پیدا ہوا تھا وہ وہی بڑا بادشاہ تھا جسکا وعدہ کیا گیا تھا خِرِیسُستم ایک نصیحت میں جو اس واقعے سے متعلق ہی بڑی خوبصورتی سے کہتا ہی قولہ خدا

کی دانائی پر غور کرو کہ اُس نے مجوسیوں کو کس طرح بُلایا اُس نے کسی نبی کو نہ بھیجا کیونکہ وہ نبی کو قبول نہ کرتے نہ کسی رسول کو بھیجا کیونکہ وہ اُسکی بھی نہ سُنتے نہ پاک نوشتے بھیجے جنکو وہ نہ جانتے تھے بلکہ روزمرہ کی مستعمل اشیاء کے وسیلے سے اُنکو غلطی سے بچایا۔ چونکہ مجوسیون کا فن ستاروں سے علاقہ رکھتا تھا اِسلئے ایک ستارہ دِکھایا تاکہ وہ ستاروں کی غلامی سے آزاد ہوں ٭

ہمکو ایسی نظیر سوِرِس کے قصیدے سے بھی ملتی ہی جو چوتھی صدی کے آخر میں لکھا گیا تھا باوجود نظم ہونے کے اُس میں ایسی بہت سی باتیں ہیں جو ظاہرا اُس زمانے سے لی گئی ہیں۔ ایک مُشرک گڈریا اِس سبب سے نہایت حیرت ظاہر کرتا ہی کہ مویشی میں وبا پھیل گئی ہی مگر مسیحیوں کے گلّے سلامت ہیں۔ ایک مسیحی اُس سے بیان کرتا ہی کہ یہہ صلیب کے نشان کا نتیجہ ہی اور کہتا ہی قولہُ یہہ اُس خدا کا نشان ہی جسکو اب بڑے بڑے شہروں میں سب آدمی مانتے ہیں اُس کی مدد حاصل کرنیکے لئے قربانیوں کی حاجت نہیں دعا اور ایمان کافی ہیں۔ اِسپر مشرک گڈریا مسیحی ہونے کا ارادہ اِسطرح ظاہر کرتا ہی قولہ میں اِس امر میں کیونکر شبہ کرسکتا ہوں کہ جو نشان وبا پر غالب آتا ہی وہی آدمیوں کی نجات کے لئے بھی کافی ہوگا انتہیٰ ٭

لیکن جو لوگ ایسے وسایل سے مسیحی ہوتے تھے اکثر اُن کا دل نہ بدلتا تھا اور وہ مسیحی دین کی اصل حقیقت کے اِدراک سے ناآشنا رہتے تھے۔ وہ اگستنوس کے بیان کے موافق نفسانی طور پر زندگی گذارتے تھے اور خدا سے ایسی چیزوں کی اُمید

رکھتے تھے جو بدآدمیوں کو بھی حاصل ہوتی ہیں اور اپنی خوشی کا مدار اُنہیں دنیوی نعمتوں
پر رکھتے تھے جن سے بدآدمی خوش ہوتے ہیں اور اگر دنیا میں اِن چیزوںکو ترک کرتے
تھے تو عاقبت میں اُن کے پانے کی اُمید رکھتے تھے اُنکا مزاج۔ اُنکی اُمید۔ اُنکی محبت
غرضنکہ اُن کی ساری چیزیں نفسانی تھیں۔ جب ایسے لوگوں کی دنیوی اُمیدیں بر
نہ آتی تھیں تو اُن کے گمراہ ہونے اور اِیمان سے پھر جانے کا اندیشہ ہوتا تھا اگستنوس
اِسباب میں کہتا ہے قولہُ جو لوگ دنیوی آسودگی اور اِقبالمندی کے طالب ہیں اور اُسی
کے لئے دعا مانگتے ہیں یہہ تو اچھا کرتے ہیں کہ خدا سے دعا مانگتے ہیں مگر تاہم بڑے
خطرے میں ہیں کیونکہ دنیوی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ
جن دنیوی نعمتوں کی اُن کو آرزو ہے وہ بیدین اور بدآدمیوں کو بکثرت حاصل ہیں تو یہہ
سمجھتے ہیں کہ ہمکو خدا کی پرستش کا عوض نہ ملا۔ اور پھر وہی مصنف کہتا ہے قولہُ اور لوگ
اُن سے بہتر ہوتے ہیں جو محض طمع سے مسیحی کلیسیا میں شامل ہوجاتے ہیں مگر پھر
بھی وہ کچھہ تھوڑے خطرے میں نہیں ہیں۔ یہہ لوگ اگرچہ خدا سے ڈرتے ہیں اور مسیحی
نام کی حقارت نہیں کرتے۔ مکاری سے کلیسیا میں شامل نہیں ہوتے مگر پھر بھی یہہ
اُمید رکھتے ہیں کہ ہم دنیا میں خوشی پائینگے اور جو خدائے برحق کی پرستش نہیں کرتے
اُن سے دنیوی معاملات میں زیادہ اِقبالمند ہونگے پس جب یہہ لوگ بد اور بیدین
آدمیوں کو دنیا میں اِقبالمند پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاس ایسے دُنیوی
اسباب کم ہیں یا جو کچھہ ہم رکھتے تھے وہ بھی کھو بیٹھے ہیں تو اِس گمان سے کہ

خدا کی پرستش لاحاصل ہے آزردہ خاطر ہوجاتے ہیں اور اِیمان سے گرجاتے ہیں۔
اگستنوس دنیوی صلے کے پانے کی بیہودہ خواہش کی طرف جس کی اُمید پر بہت سے
آدمی مسیحی دین اِختیار کرکے پھر اُسکو ترک کردیتے تھے اکثر اشارہ کیا کرتا تھا چنانچہ اُسنے
چونتیسویں زبور کی دسویں آیت کی تفسیر اِسطرح پر کی قولہُ دولتمند بھوکھے ہوتے اور
حاجتمند رہتے ہیں مگر جو خداوند کے طالب ہیں اُن کو کسی نعمت کی کمی نہیں (۳۴ زبور ۱۰ آیت) اگر اِس آیت کے ظاہری معنی پر لحاظ کروگے تو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ تمکو دھوکھا
دیتی ہے کیونکہ تم بہت سے آدمیوں کو دولتمندی کی حالت میں مرتے دیکھتے ہو تم نے
ایک دولتمند آدمی کو جو ہاتھی دانت کے پلنگ پر اپنے اہل وعیال میں مرا بڑی شان
سے دفن ہوتے دیکھا ہے اور دل میں کہتے ہو کہ یہہ شخص کیسا بد تھا مگر اُس نے بڑی
عمر پائی اور اپنے پلنگ پر مرا اور بڑے کرّوفر سے دفن ہوا۔ کتاب مقدس مجھہ کو دھوکھا
دیتی ہے جب میں اُس میں سے سُنتا اور گاتا ہوں دولتمند حاجتمند ہوتے اور بھوکھے
رہتے ہیں یہہ شخص کب حاجتمند ہوا۔ کب بھوکھا رہا۔ میں ہر روز گر جاتا ہوں۔ اپنے
گھٹنے ٹیکتا ہوں۔ خداوند کو ڈھونڈھتا ہوں لیکن کچھہ فایدہ نہیں پاتا اور اِس شخص
نے کبھی خداوند کو نہیں ڈھونڈھا مگر پھر بھی مرتے وقت اِسقدر مال کا مالک تھا۔ جو
شخص ایسے خیالات دل میں لاتا ہے پھندے میں پھنس جاتا ہے کیونکہ وہ نہ آسمان کا
حقیقی اِنعام بلکہ دنیوی فانی چیزیں طلب کرتا ہے۔ پس اِس آیت سے روحانی نعمتیں
مراد لو لیکن یہہ کہاں ہیں۔ یہہ آنکھوں سے نہیں بلکہ دل سے دیکھی جاتی ہیں تم

کہتے ہو کہ میں اُن کو نہیں دیکھتا - جو اُن کے طالب ہوتے ہیں اُن کو دیکھتے ہیں - کیا
جس حال میں تمہارے دل کا گھر راستبازی اور صداقت اور ایمان اور صبر کے جواہرات
سے پُر ہے تم آپ کو غریب سمجھہ سکتے ہو اگر ایسی دولت رکھتے ہو تو اُسکو باہر نکالو اور دولتمندلوگ
کی دولت سے مقابلہ کرو لیکن اُس نے تو عشاءِ ربانی کے وقت ایک قیمتی خنجر دیکھا اور
مول لیا اگر انجیل فروخت کیجاوے تو اُس کی کیا قیمت دوگے اور باوصف اِسکے کہ خدا
نے تمہیں مفت دی ہے مگر تم پھر بھی شکرگذار نہیں ہوتے - وہ شخص کسقدر مال رکھتا تھا
اور کس شے سے اُسکو سیری حاصل تھی وہ تو مفلس ہی مرا کیونکہ جسقدر مال اُسکو حاصل
تھا اُس سے زیادہ ہمیشہ اُسکو مطلوب رہا - وہ روٹی کا بھی محتاج تھا یعنے اُس روٹی
کا جس کی نسبت مسیح نے کہا کہ وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری میں ہوں اور
مبارک وہ ہیں جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ سیر ہونگے مگر جو
خداوند کے طالب ہیں اُن کو کسی نعمت کی کمی نہیں انتہیٰ - وہی مصنف کہتا ہے **قوله**
میرے بھائیو ہم خلوص دل اور نیک نیتی کے ساتھہ خدا سے محبت کریں - جو شخص کسی
اِنعام کی خاطر خدا کی پرستش کرتا ہے اُسکی نیت درست نہیں ہوتی پس کیا خداوند کی
پرستش سے ہم کچھہ انعام نہیں پاتے - اِنعام تو پاتے ہیں مگر یہہ اِنعام خود خدا ہی ہے
ہم اُسکو جیسا کہ وہ ہے ویسا ہی دیکھینگے چنانچہ ہمارا خداوند یسوع مسیح اُن کے باب میں
جو اُس سے محبت رکھتے ہیں کہتا ہے جس پاس میرے احکام ہیں اور وہ اُن پر عمل کرتا
وہی مجھہ سے محبت رکھتا ہے اور وہ جو مجھہ سے محبت رکھتا ہے میرے باپ کا پیارا ہوگا

اور میں اُس سے پیار کرونگا اور اپنے تئیں اُسپر ظاہر کرونگا اگر تم کو اُس کی محبت نہیں
تو یہہ چھوٹی بات معلوم ہوگی لیکن اگر اُس کی محبت اور آرزو ہے اور بیغرضی سے اُسکی پرستش
کرتے ہو جس نے بغیر کسی غرض کے تمکو نجات دی ہے (کیونکہ تم پہلے سے اُسپر کوئی ایسا
حق نہ رکھتے تھے کہ وہ تمکو بچاتا) اور اُسکا احسان یاد کر کے اُسکے اِشتیاق میں بیقرار
رہتے ہو تو تم کو اُسکے سوا کسی شے کی پروا نہ ہوگی بلکہ وہی تمکو کافی ہوگا تم کیسی ہی طمع کرو
مگر خدا تمہارے لئے کافی ہے طمع ساری دنیا پر قابض ہونا چاہتی ہے اُسپر چاہو آسمان کو
بڑھاؤ مگر زمین و آسمان کا خالق اِن دونوں سے بڑھکر ہے - خدا کی سچّی پرستش وہی ہے جو
اُسی کی خاطر کیجاتی ہے جو لوگ اُس سے املاک اور اموال کی ترقی اور عمر کی درازی اور
دیگر فانی چیزیں چاہتے ہیں وہ اُس کی سچّی پرستش نہیں کرتے ÷

اگستنوس نے دین کے معلموں کو ایسے لوگوں کے حق میں جنکو عاقبت کا
خیال عجیب ظاہری واقعات کے وسیلے سے ہوا تھا یہہ ہدایت کی کہ اِس امر میں
کوشش کرنی چاہئیے کہ اُن کی نظر صرف اُمور ظاہری پر نہ لگی رہے بلکہ وہ مسیحی دین
کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں **قولهُ** خدا کی سختی پر جس سے آدمیوں کے دل سلامت
بخش خوف سے پُر ہوتے ہیں اُس کی محبت کی بنا ڈالنی چاہئیے تاکہ انسان خدا کی
محبت کو پہچانکر خوش ہو اور بجائے خوف کے اُس سے محبت کرے اور اُسکی رضا کے
خلاف کوئی کام نہ کرے اگرچہ اُس میں سزا کا اندیشہ نہ ہو اور پھر کہتا ہے **قولهُ** ایسے شخص
کا دل بجائے معجزات اور خوابوں کے کتاب مقدس کی طرف متوجہ کرنا چاہئیے کیونکہ

اُس سے بہتر کوئی مستقل راہ اور معتبر سند نہیں تاکہ اُسکو یقین ہو کہ خدا نے اُسپر کیسا رحم کیا ہی کہ قبل اِسکے کہ پاک کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو سکتا تھا اُسکو ایسے وسایل سے متنبہ کیا اور اُسکو یہہ بھی بتانا چاہیئے کہ اگر خدا نے کتب مقدسہ میں اُسکے لئے مستقل راہ بہم نہ پہنچائی ہوتی تو وہ اُسکو ہوشیار کرکے مسیحی دین اختیار کرنے اور کلیسیا میں شامل ہونے پر ہرگز راغب نکرتا اور نہ ایسے علامات اور وسایل سے اُسکی تربیت کرتا کتب مقدسہ میں ہم کو کسی ظاہری معجزے کی اُمید نہ کرنی چاہیئے بلکہ ہمیشہ ایسی چیزوں کی اُمید رکھنی چاہیئے جو نظر نہیں آتیں اور خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں تعلیم پانی چاہیئے اِنتہیٰ +

اَوروں میں دین کی تحقیقات کا شوق اِس سبب سے پیدا ہو گیا تھا کہ اُنکا باطن دینی امور کی طرف متوجہ تھا اور وہ اپنے مذہب کی طرف سے شک کرنے لگے تھے اور اُنہوں نے مسیحیوں کی صحبت میں رہکر مسیحی دین کی باتیں سُنی تھیں۔ یہہ لوگ تعلیم پانے کے واسطے کسی خادم دین کی طرف رجوع کرنے سے پہلے آپ ہی کتاب مقدس کا اِمتحان بہت کچھہ کر لیتے تھے اور اپنے ملنے والوں پر اپنا دلی حال ظاہر کرکے اُن سے مشورہ کرتے تھے اِسواسطے مسیحیوں پر واجب تھا کہ ایسی واقفیت بہم پہنچائیں کہ کتاب مقدس سے اپنے اِیمان کا ثبوت دے سکیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو لوگ کسی اُسقف یا خادم دین کے سامھنے اپنے شبہات کے پیش کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے وہ بیدھڑک کسی مسیحی دوست کے پاس جاکر اپنے دل کی بیقراری

ظاہر کرتے تھے اور اپنے شکوک کے رفع کرنے میں مدد چاہتے تھے لیکن جس شخص نے کتاب مقدس کا مطالعہ اور اپنے اِیمان پر غور نہ کیا تھا وہ اُن کی کچھہ مدد نہ کر سکتا تھا اگستنوس نے اِس امر کی نسبت ایک وعظ میں کہا قولہٗ ایک پریشان خاطر دوست تیرے پاس آتا ہی اُسکو ابتک وہ حق بات معلوم نہیں ہوئی جسپر اُس کی نجات موقوف ہی۔ وہ دنیا سے بیزار ہی اور تجھہ کو مسیحی جانکر تیرے پاس آیا ہی اور کہتا ہی کہ میرے سامھنے اپنے اِیمان کی کیفیت معقول طور سے بیان کیجئے اور مجھہ کو مسیحی بنایئے لیکن چونکہ تو سیدھا سادا مسیحی ہی تیرے پاس اُسکے سوال کے پورا کرنے اور اُسکی بھوکھی جان کے سیر کرنے کو کچھہ نہیں جب تجھہ کو کوئی ایسا موقع پیش آتا ہی تو اپنی بیکسی معلوم کرکے تو سیکھنے کا آرزومند ہوتا ہی۔ ڈھونڈھنا اور پانا چاہتا ہی۔ لیکن کہاں ڈھونڈھنا چاہیئے کہیں نہیں مگر خدا کی کتاب میں۔ شاید سایل کا مدعا کہیں نہ کہیں اُسی میں موجود ہی مگر اُسکا سمجھنا دشوار ہی۔ شاید پولوس نے اپنے کسی خط میں اُسکا ذکر کیا ہی مگر ایسے طور پر کہ تو پڑھہ سکتا ہی لیکن سمجھہ نہیں سکتا تو اُسکو چھوڑ بھی نہیں سکتا کیونکہ سایل تیرے پیچھے پڑا ہوا ہی۔ اور خود پولوس یا پطرس یا کسی نبی سے تو بالمواجہہ پوچھہ نہیں سکتا کیونکہ وہ خداوند کے پاس آرام میں ہیں تاہم دنیا پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی ہی اور بھوکھا دوست تیرا پیچھا نہیں چھوڑتا اگرچہ تیرا سادہ اِیمان تیرے لئے کافی ہی لیکن اُس کی دلجمعی اُس سے نہیں ہو سکتی پس کیا تجھہ کو اِسکے سوا اور کچھہ بن نہیں پڑتا کہ تو اُسکو چھوڑ دے اور گھر سے نکال دے۔ تو خداوند کیطرف رجوع کر

جسکے پاس رسول اور نبی سب آرام کرتے ہیں وہ نہ اُس دوست کی طرح جسکا ذکر خداوند کی ایک تمثیل میں ہی تیرے تقاضے سے تنگ آکر بلکہ خوشی سے تجھے دیگا۔ اگر تو نے کھٹکھٹانے پر نہیں پایا تو پھر کھٹکھٹا وہ تجھہ کو دیگا وہ دینا چاہتا ہی مگر اسلئے دیر کرتا ہی کہ تجھہ کو خواہش زیادہ ہو پس سیکھہ اور سکھلا۔ روحانی غذا کھا اور کھلا ٭

اِسواسطے خِرِسیوستم جیسے کلیسیا کے سرگرم پیشوا ہمیشہ یہہ بات مسیحیوں کے دلنشین کرنی چاہتے تھے کہ کتاب مقدس سے خوب واقف ہونا چاہئے تاکہ ایمان کی حقیقت اور کلام الٰہی کے معنے عمدہ طور پر بیان ہو سکیں اور وہ صحیح کہتے تھے کہ اگر عام مسیحی اپنے کلام اور چال چلن سے مشرکین پر جو اُن میں رہتے سہتے اور اُن سے ملتے جُلتے ہیں اثر نہ ڈالیں تو صرف اُسقفوں کے وعظ و تقریر سے کیا ہو سکتا ہی چنانچہ خِرِسیوستم نے ایک وعظ میں کہا قولہٗ نہایت تعجب ہی کہ طبیب اپنے فن میں بڑی لیاقت سے تقریر کر سکے اور چمار جولاہے بلکہ سب پیشے والے ایسا کر سکیں لیکن جو شخص آپ کو مسیحی کہتا ہو اُس سے ایمان کا بیان معقول طور سے نہ ہو سکے حالانکہ اُسکو اُن اعلیٰ چیزوں سے علاقہ ہی جو روح سے متعلق اور نجات کے لئے ضروری ہیں۔ یہی سبب ہی کہ مشرکین پر اُن کی غلطیاں جلد تر ظاہر نہیں ہو سکتیں کیونکہ اگر باطل مذہب کے حامی اپنے مذہب کے نقصوں کے چھپانے میں کوشش کریں لیکن دین حق کے ماننے والے ایکبار بھی اُسکی حمایت میں نہ بولیں تو کیا ہمارا مذہب کمزوری کے اِلزام سے بچ سکتا ہی۔ اگر ہم دنیوی چیزوں کو دینی امور پر ترجیح دیں تو مشرکین کے کفر بکنے کا

عذاب ہمارے ہی ذمے پڑیگا انتہیٰ۔ وہی مصنف ایک اور وعظ میں کہتا ہی قولہٗ خدا ہمیں دنیا میں اسلئے چھوڑتا ہی کہ ہم نور ہوں (فلپی ۲-۱۵) اُستاد ہوں۔ خمیر ہوں آدمیوں میں فرشتوں کی طرح۔ بچوں میں بڑوں کی طرح رہیں۔ نفسانی لوگوں میں اُن کے فایدے کے لئے روحانی طور پر بسر کریں۔ بیج کا کام دیں۔ بہت سا پھل لائیں۔ اگر ہماری زندگی خود چمکتی ہی تو ہم کو بولنے کی حاجت نہیں۔ اگر ہم اپنے کام دکھاتے ہیں تو اُستادوں کی ضرورت نہیں اگر ہم ٹھیٹھہ مسیحی ہوں تو دنیا میں کوئی آدمی مُشرک نہ رہے اگر ہم مسیح کے حکموں کو مانیں۔ بُردبار اور صابر ہوں۔ لعن طعن کے عوض دعا دیں۔ بُرائی کے عوض بھلائی کریں تو کون ایسا احمق ہی کہ دینداری کی طرف رجوع نہ ہو۔ ذرا سوچو کہ ایک پولوس نے کتنے آدمیوں کو دین کی طرف رجوع کیا تھا اگر ہم سب کا بھی ایسا ہی مزاج ہو تو کتنی جانیں بچائیں۔ غور کرو کہ مسیحیوں کا شمار مشرکین سے زیادہ ہی اور دیگر فنون میں ایک آدمی سو لڑکوں کو تعلیم دے سکتا ہی مگر یہاں اُستادوں کا شمار بہت ہی اور طالب علموں کا تھوڑا تاہم کوئی مدرسے میں نہیں آتا کیونکہ طالب علم اُستادوں کی نیکی پر نظر کرتے ہیں پس جب وہ دیکھتے ہیں کہ جن چیزوں کے وہ طالب ہیں اُنہیں کے ہم بھی ہیں اور ثروت اور عزت پر جان دیتے ہیں تو وہ مسیحی دین کی تعریف نہیں کر سکتے وہ ہم میں ایسے آدمی دیکھتے ہیں جو عیبوں سے پُر ہیں اور نفسانی مزاج رکھتے ہیں۔ ہم اُن کے برابر بلکہ اُن سے بھی زیادہ دولت کو عزیز رکھتے ہیں ہم اُن کی طرح موت اور افلاس اور بیماری سے ڈرتے ہیں۔ ہم دنیا کے

غلام ہیں پس اُن کے لئے ایمان لانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کیا معجزے - لیکن یہہ
تو اب ہوتے ہی نہیں - کیا محبت - اسکا تو کہیں پتا بھی نہیں - اِسلئے نہ صرف اپنے
بلکہ اَوروں کے گناہوں کے بھی ہم جوابدہ ہیں انتہیٰ اور اگستنوس کہتا ہے قولہٗ
کوئی سچا مومن نہیں جو مسیح کی خبر نہیں دیتا کیا تم سمجھتے ہو کہ خادمان دین ہی مسیح کی
خبر دیتے ہیں پھر کیونکر ہمارے پاس ایسے آدمی آتے ہیں جنکو ہم نے نہ کبھی دیکھا اور
نہ اُن سے واقف ہیں نہ ہم نے اُن کے سامھنے منادی کی ہے - کیا کسی سے خبر پانے
کے بغیر وہ ایمان لائے ہیں - رسول کہتا ہے جسپر وہ ایمان نہیں لائے اُسکا نام کیونکر لیں
اور جسکا ذکر اُنہوں نے نہیں سُنا اُسپر کیونکر ایمان لائیں اور بغیر منادی کے کیونکر سنیں
(رومی ۱۰-۱۴) پس کُل کلیسیا مسیح کی خبر دیتی ہے - سب مومن وہ آسمان ہیں جو خدا کا
جلال ظاہر کرتے ہیں - وہ گمراہوں کو خدا کے پاس لانا چاہتے ہیں اور خالص محبت
سے اِس امر میں کوشش کرتے ہیں - تم ظاہر کرو کہ مسیح نے دنیا میں کیسے کام کئے ہیں
اور مسیح کی محبت پر آدمیوں کو مائل کرو - جیسے ہو سکے بچاؤ اور اُسکو مسیح کے پاس لاؤ جسکے
دیکھنے سے ہر شخص شاد کام ہوتا ہے اور دعا مانگو کہ وہ اُن کے دل روشن کرے +

جو ذکر گریگیری کی بی بی نونا کا اُوپر ہو چکا ہے اُس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسیحی پارسا
عورتیں دینداری کے ظاہر کرنے سے اپنے مشرک خاوندوں کو دین کی طرف کسطرح
رجوع کر سکتی تھیں اسی وجہ سے رسول پولوس نے کہا تھا کہ مشرک خاوند مسیحی بی بی
کے سبب پاک ہے اور اگر خاوندوں پر اثر نہ ہوتا تھا تاہم یہہ نیک بیبیاں دینداری کا

بیج اپنے بچوں کے دلوں میں جما سکتی تھیں اکثر یہہ بیج مدت تک دبا رہتا تھا لیکن
آخرکار پھل لاتا تھا اگستنوس کا حال جس نے اپنی ماں سے تعلیم پائی تھی اِس قول کا
مصداق ہے اگستنوس سالہا سال طرح طرح کی وقتوں جھگڑوں وسوسوں میں پھنسا
رہا لیکن بعد میں دین کی طرف رجوع لایا جس کی تعلیم اُس نے بچپن میں پائی تھی اور
جو خود بخود اُسکو اپنی طرف کھینچتا تھا - اور شہنشاہ جولیان اقرار کرتا تھا کہ عورتوں ہی
کے اثر سے اُس کی تدبیریں مشرکوں کے دین کے دوبارہ رواج دینے میں کامیاب
نہ ہوتی تھیں اور اُس نے نہایت افسوس کیا تھا کہ انطاکیہ میں مشرکین اپنی بیبیوں
کو غریب مسیحیوں کی امداد کے واسطے گھر کی ہر شے لیجانے دیتے تھے لیکن آپ دیوتاؤں
کی پرستش میں کچھہ خرچ نہ کرتے تھے اور ایک مُشرک لبنیوس نامی نے جو علم فصاحت
میں دسترس رکھتا تھا اُن مسیحیوں کے باب میں جنہوں نے خوف یا اَور کسی باعث
سے اپنا دین ترک کیا تھا اور پھر توبہ کی تھی یہہ کہا کہ یہہ لوگ بیبیوں کے رونے پیٹنے
کے باعث قربانگاہیں ترک کر کے اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرتے ہیں +

اِس زمانے میں بالخصوص دو امر لوگوں کو مسیحی ہونے سے روکتے تھے اول
اِس زمانے کے مسیحیوں کی زندگی جو پہلے مسیحیوں کی سی نہ تھی - دوسرے مشرکوں
کے ایسے خیالات جو ہر زمانے میں مسیحی دین کے خارج ہوا کرتے ہیں - پہلی صدی میں
مسیحیوں کی زندگی انجیل کی خوبی اور اُسکی قدرت ظاہر کرتی تھی اور اُسکی اشاعت
میں بڑی معاون تھی لیکن اب بہت سے نام کے مسیحیوں کی بدچلنی اُلٹا اثر پیدا کرتی

بھی اگستنوس کہتا ہی قولہ مشرکین کو دیکھو جب وہ ایسے نیک مسیحیوں سے ملتے ہیں
جو خدا کی خدمت کرتے ہیں تو وہ اُن کی تعریف کرتے ہیں اور ایمان کی طرف مایل
ہو جاتے ہیں اور جب وہ اُن مسیحیوں کو دیکھتے ہیں جنکا چال چلن خراب ہی تو کہتے ہیں
واہ تمہارے مسیحی بھی ہیں اِنتہیٰ - اور خرِیسوستُم کہتا ہی قولہ جس طرح نابینا آدمی آفتاب
کو تاریک نہیں بتاتا کیونکہ جس بات پر سارا جہان متفق ہو اُسکے خلاف کہنے سے
اُسکو شرم آتی ہی اِسیطرح کوئی شخص اچھوں کو بُرا نہیں کہہ سکتا - مشرکین ایسے لوگوں
کے عقاید پر اِلزام لگا سکتے ہیں لیکن اُن کی خصلت میں کلام نہیں کر سکتے - بلکہ اُور دل
کے ساتھہ اُس کی تعریف کرتے ہیں اِنتہیٰ اگرچہ خرِیسوستُم کا یہہ قول راست ہی -
لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض اوقات مسیحیوں کے خاص اوصاف بھی غلط فہمی
سے اعتراض کے لایق سمجھے جاتے ہیں اگستنوس ایک نصیحت میں جو اِس آیت
سے متعلق ہی میں مجمع میں خداوند کو مبارک کہونگا کہتا ہی قولہ میرے بھائیو ایسے طور سے
زندگی بسر کرو کہ تمہارے چال چلن سے خداوند کی حمد بڑھے کیونکہ جو شخص زبان سے
خداوند کی حمد کرتا ہی مجمع میں خداوند کو مبارک نہیں کہتا - زبان سے سب اُس کی حمد
کرتے ہیں لیکن افعال سے نہیں کرتے - جن لوگوں کے افعال اُن کے اقوال کے
مطابق نہیں ہوتے اُن کے باعث خدا کی نسبت کفر بکا جاتا ہی اور جو شخص گناہوں کو
چھوڑنا اور مسیحی بننا نہیں چاہتا ایسے مسیحیوں کو دیکھکر ایک عذر اُسکے ہاتھ لگجاتا ہی

اور وہ خوش ہو کر کہتا ہی کہ تم مجھے مسیحی ہونے کی فہمایش کیوں کرتے ہو ایک مسیحی نے مجھے
فریب دیا - ایک نے مجھہ سے جھوٹھی قسم کھائی مگر میں نے کبھی ایسا نہیں کیا +

اِس میں شبہہ نہیں کہ مشرکین کے طعن بے بنیاد نہ تھے - بہت سے خادمان
دین اور کلیسیا کے پیشوا خصوصاً بڑے بڑے شہروں کے اُسقف نفسانی خواہشونکو
دل میں جگہہ دیتے تھے اور خدا کی خدمت کا بہانہ کر کے عزّت و مقدرت حاصل کرنے
کو نہایت سرگرمی سے دنیا کے جھگڑوں میں پڑتے تھے پس ایسی باتوں کے دیکھنے
سے مشرکین کی طبیعت پھر جاتی تھی اور وہ ایسے حامیوں کو دین کے خلاف میں بطور
شہادت کے پیش کیا کرتے تھے - لیکن اُن کی یہہ ناانصافی تھی کہ مسیحی دین اور
مسیحیوں میں کچھہ تمیز نہ کرتے تھے اور سب مسیحیوں کو یکساں جانتے تھے اور اُنکو یہہ
خیال نہ تھا کہ بدی ہمیشہ زیادہ تر مشہور ہوتی ہی اور نیکی چھپی رہتی ہی اور بدون غور
کے معلوم نہیں ہوتی بلکہ اکثر نیکوں ہی کو نظر آتی ہی اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ مسیحی
دین رفتہ رفتہ باطن کو بدلتا ہی اور جو لوگ اُسکو دل سے قبول کرتے ہیں اُنہیں میں اُسکی
قدرت نمایاں ہوتی ہی اگستنوس کہتا ہی قولہ بعض آدمی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے
زمانے میں چوری ظلم بہت ہی لیکن تو صرف اُوپر کی مَیل دیکھتا ہی نیچے کے تیل پر نظر نہیں
کرتا - اگر پہلے زمانے کے لوگ ایسے چور نہ تھے تو ایسے سخی بھی نہ تھے تو ظاہر ہی پر
نظر نکر بلکہ تہ کو بھی دیکھہ ذرا غور کر کہ اب کتنے آدمی خداوند کے اِس قول پر عمل کرتے

ہیں جسکو سُنکر ایک دولتمند غمگین ہو کر چلا گیا تھا اگر تو کامل ہونا چاہتا ہی تو جا کر سب

کچھہ جو تیرا ہی بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے کہ تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا تب آکر میرے
پیچھے ہولے (متی ۱۹-۲۱) مگر تو کہتا ہی کہ بہت تھوڑے آدمی ایسا کرتے ہیں پس ان
تھوڑے آدمیوں کو بمنزلہ تیل کے سمجھنا چاہئے اور جو مال و دولت مناسب طور پر صرف
کرتے ہیں وہ بھی تیل ہی ہیں تو اگر ان سب کو اکٹھا کریگا تو تجھہ کو باپ کا گھر بہر انظر آئیگا
کیا تو ایسا چور دیکھتا ہی جیسا پہلے کبھی نہیں دیکھا تو دنیوی مال و دولت سے ایسا
بے پروا شخص بھی دیکھہ لے جیسا پہلے کبھی نہیں دیکھا - مکاشفات کی کتاب کا نوشتہ پو
ہوتا جاتا ہی جو ناراست ہی سو ناراست ہی رہے جو نجس ہی سو نجس ہی رہے جو راست
ہی سو راستباز ہی رہے اور جو مقدس ہی سو مقدس ہی رہے - نیکی اور بدی دونوں
بڑھتی جاتی ہیں انتہیٰ - وہی مصنف کہتا ہی قولہ خراب مسیحیوں سے بہت کچھہ نقصان
پہنچا ہی - جو مسیحی ہونا نہیں چاہتے اُن کو ایک بہانہ ملجاتا ہی - جب ایسے شخص کو مسیحی
ہونے کی فہمایش کی جاتی ہی تو وہ جواب دیتا ہی کیا میں بھی ایسا ہی بنجاؤں جیسا فُلاں
یا فُلاں مسیحی ہی اور پھر وہ ایک ایک کا نام لینا شروع کرتا ہی اور بعض اوقات حق
کہتا ہی لیکن تو اس سبب سے گمراہ نہ ہو بلکہ زیادہ تر اچھا بنجا تا کہ مشرکین طعن نکر سکیں
بدی کو ترک کر نہ کہ ایمان کو - جسقدر مشرکین طعن زیادہ کریں تو اُسیقدر زیادہ خلوص
حاصل کر برائی دور کر نہ کہ بھلائی - جب تیرا دشمن تجھہ کو تکلیف دیتا ہی تو سب دیکھتے ہیں
لیکن جب تو اُسکے حق میں دعا مانگتا ہی تو یہہ خدا ہی دیکھتا ہی تیرا دشمن تیرے دل
کو نہیں دیکھہ سکتا اور اسی سبب سے وہ اِسبات کا یقین نہیں کر سکتا کہ تو اُسکے حق

میں دعا مانگتا ہی پس جو شخص تکلیف پہنچاتا ہی وہ کلیسیا میں جسکو لہو سے تشبیہہ دی گئی
ہی سیل کی خاصیت رکھتا ہی جو اوپر ہوتی ہی لیکن تیل پوشیدہ راستے سے ہمیشہ اپنی جگہہ
پہنچتا رہتا ہی اور بعد میں بڑے فروغ سے ظاہر ہوتا ہی - دنیا کے ہنگاموں میں بہت سے
آدمی انتہا درجے کی برائیاں دیکھکر خدا کی طرف پھرے ہیں اور تارک الدنیا بن گئے ہیں
یا تو اوروں کا مال چھینتے تھے یا اُنہوں نے یکبارگی اپنا مال غریبوں کو بانٹ دیا ہی لیکن
پھر بھی ہر کہیں چور اور ظالم ہی نظر آتے ہیں کیونکہ وہ گویا گندہ پانی ہیں جو کلیسوں میں
بہتا ہی - وہ ظاہر میں اگرچہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں مگر دل سے ملے
رہتے ہیں ٭

مسیحی دین کے وہ مخالف جنکو غیر کی آنکھہ کے تنکے پر نظر ہو مگر اپنی آنکھہ کے شہتیر
کی خبر نہیں اکثر کہتے ہیں کہ اگر یہہ دین ربانی ہی تو چاہئے کہ مسیحی سب کے سب کامل ہو جائیں
اور چونکہ وہ ایسا نہیں پاتے پس دین کو باطل اور مسیحیوں کو مکّار ٹھہراتے ہیں لیکن وہ
یہہ نہیں سوچتے کہ اگرچہ انسان میں وہ بڑا تبدّل جسکو نئی پیدایش کہتے ہیں خاص
وقت پر ہوتا ہی مگر انسانی خواص کے موافق انسان یکبارگی پختگی حاصل نہیں کر سکتا
اور مسیحی دین رفتہ رفتہ ایسی تاثیر کرتا ہی جیسے آٹے میں خمیر - پس اگر مسیحی زندگی کی
عمارت میں باوجود ربانی بنیاد ہونے کے سونے چاندی - جواہرات کے ساتھہ
لکڑی گھاس پھونس وغیرہ بھی پائے جائیں یعنے بھلائی کے ساتھہ کسی قدر برائی
بھی لگی ہوئی ہو تو کچھہ تعجب نہ کرنا چاہئے سترھویں صدی کے ایک اہل معرفت پال سارپی

کا یہہ قول نہایت صحیح ہی قولہٗ گو خدا کی کلیسیا ایک عمارت ہی جس کی بنا ایسے بڑے معمار نے ڈالی ہی مگر پھر بھی اُسکے اجزا کی بُرائی کے سبب اُس میں ہمیشہ عیب پائے گئے ہیں اور پائے جائینگے لیکن اگر بنیاد قایم ہی تو ہم کو عیوب کی برداشت کرنی چاہیئے اور چونکہ وہ اِنسان کی ناتوانی کا نتیجہ ہیں اِسلئے اُن سے درگذر کرنی چاہیئے اِنتہیٰ یہہ قول نہایت صحیح ہی مگر تاہم مسیحیوں کو اُن عیوب کے دور کرنے میں جنسے مشرکین کو طعن کا بڑا موقع ملتا ہی نہایت کوشش کرنی چاہیئے +

اگستنوس نے صحیح کہا کہ جو لوگ مسیحی دین پر طعن کرتے تھے اُن کی طبیعت اکثر اِس امر پر مائل ہوتی تھی کہ ایسے وجوہات ملیں جن سے مسیحی دین کے قبول نکرنیکا عذر ہاتھ آئے یہہ لوگ مسیح کی کامل زندگی اور تعلیم پر غور نہ کرتے تھے اور نہ سچے مسیحیوں کا حال دریافت کر کے مسیحی دین کی اصلی تاثیر معلوم کرتے تھے بلکہ فقط نام کے مسیحیوں یا اُن بُرائیوں پر جو سچے مسیحیوں میں باقی رہتی تھیں نظر کرتے تھے اور اگر خود مخش بُرائیوں سے بچتے تھے اور اپنے روزمرہ کے فرایض عام خیالات کے موافق پورے کرتے تھے اور اِس حال میں اپنا مقابلہ اُن نام کے مسیحیوں سے کرتے تھے جو علانیہ بدی میں زندگی گذارتے تھے تو اُن کو یہہ گمان ہوتا تھا کہ ہم اپنی طاقت سے مسیحیوں سے بہتر بن سکتے ہیں اور وہ اپنے عیبوں کو مقتضائے بشریت سمجھکر یہہ کہتے تھے کہ ایسے عیب تو اچھے سے اچھے مسیحیوں میں بھی پائے جاتے ہیں غرضکہ وہ آپ کو نجات دہندہ کا محتاج خیال نہ کرتے تھے۔ اگر وہ خدا کی پاک

شریعت کا صحیح علم حاصل کر کے اُس سے اپنے باطن کا مقابلہ کرتے تو ایسا غلط خیال اُن کے دل میں نہ سماتا اگستنوس کہتا ہی قولہٗ اکثر آدمی اپنے اعمال پر فخر کرتے ہیں اور بہت سے مشرکین مسیحی ہونا نہیں چاہتے کیونکہ وہ نجات کے لئے اپنے نیک اعمال کافی سمجھتے ہیں ایسے لوگ کہتے ہیں کہ ضرور نیک بننا چاہیئے اور مسیح بھی یہی ہدایت کر سکتا ہی لیکن ہم تو خود ہی نیکی سے زندگی بسر کرتے ہیں پس ہم کو مسیح کی کیا حاجت ہی۔ ہم نے خون نہیں کیا۔ چوری رہزنی کسی کے مال کی طمع نہیں کی۔ حرامکاری میں کبھی آلودہ نہیں ہوئے۔ اگر کوئی ہم میں کسی طرح کا قصور نکال سکے تو ہم کو مسیحی بنائے اِنتہیٰ۔ وہ ایک اَور نصیحت میں کہتا ہی قولہٗ بہت لوگ عام خیالات کے موافق نیک سمجھے جاتے ہیں کیونکہ گو مسیحی نہیں ہیں مگر وہ بظاہر شریعت پر عمل کرتے ہیں ماباپ کی عزت کرتے ہیں زنا۔ خون۔ چوری وغیرہ نہیں کرتے جھوٹھی گواہی نہیں دیتے۔ اور پہلے زمانے کے فریسیوں کی طرح غرور سے کہتے ہیں کیا ہم بھی اندھے ہیں (یوحنا ۹-۱۰) اِنتہیٰ +

اگستنوس اُن شخصوں کے باب میں جو اپنی نیکی پر بھروسا کرتے تھے کہتا ہی قولہٗ نیک کام بغیر نیک نیتی کے نہیں ہو سکتا اور نیک نیتی بغیر ایمان کے نہیں ہو سکتی کام ہی کو نہ دیکھنا چاہیئے بلکہ جس نیت سے وہ کیا جائے اُسپر غور کرنا چاہیئے اگر کشتی بان کشتی چلانا خوب جانتا ہی لیکن جس بندرگاہ کو جاتا ہی اُسکی سمت سے آگاہ نہیں تو اُسکا کشتی کو اپنی مرضی کے موافق اِدھر اُدھر لیجانا کس کام کا ہم نے

مانا کہ وہ کشتی کو طوفان کے وقت سنبھال سکتا ہی اور جدھر چاہے پھیر سکتا ہی لیکن
اگر اُس سے پوچھئے کہ کہاں جاتا ہی تو جواب دیتا ہی کہ مجھے خبر نہیں یا کہتا ہی کہ سامھنے
کے بندرگاہ کو جاتا ہوں لیکن بندرگاہ کے عوض کسی چٹان پر ٹکر کھاتا ہی وہ جسقدر
کشتی چلانے میں زیادہ مستعد اور چالاک ہی کیا اُسیقدر اُسکے جلد ٹوٹ جانیکا خطرہ
نہیں۔ یہی حال اُس شخص کا ہی جو بڑا تیز چلنے والا ہی مگر راہ راست سے بہکا ہوا ہی کیا
یہہ بہتر نہیں کہ اگرچہ کشتی بان کشتی چلانے میں اور مسافر راہ چلنے میں تیز نہ ہو مگر
سیدھی راہ پر چلے اِنتہی۔ وہی مصنف اُن شخصوں کی نسبت جو اپنی نیکی کے زعم پر
آپ کو نجات دہندہ کا محتاج نہ سمجھتے تھے کہتا ہی قولہٗ اگرچہ کوئی مغرور آدمی ایسے
کام کرے جن میں آدمی عیب نہ پا سکیں مگر پھر بھی خدا اُسکا غرور ڈھائیگا ❊

دیگر مشرکین مسیحی تعلیم کے اعلیٰ ہونے کا اقرار کرتے تھے لیکن ساتھ ہی یہہ
بھی کہتے تھے کہ ایسی تعلیم پر عمل کرنا محال ہی اور اِس رائے کی تائید نام کے مسیحیوں کی
بدچلنی سے کرتے تھے۔ اگستنوس اِن لوگوں کے باب میں کہتا ہی قولہٗ مشرکین
پہلے کہا کرتے تھے کہ کیا تم ایک یہودی کی پرستش نہیں کرتے جو مُوا اور صلیب پر کھینچا گیا
اور کمزوری کے سبب موت سے نہ بچ سکا لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ مختلف قوموں
کے آدمی مسیح کے نام پر جمع ہوئے ہیں اور مصلوب کی قدرت سے مندر غارت ہو گئے
ہیں۔ بُت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ قربانیاں موقوف ہو گئی ہیں تو طنز سے باز آئے
اور مسیح کی تعریف کرنے لگے لیکن پھر اُنہوں نے لوگوں کو ایمان سے روکنے کا ایک

اَور حیلہ نکالا کیونکہ وہ کہنے لگے کہ البتہ مسیحی تعلیم نہایت عالی اور مُوثر اور ربّانی ہی
مگر اُسپر کون عمل کرتا ہی اِنتہی۔ وہی مصنف جواب دیتا ہی قولہٗ کاش یہہ لوگ ایماندار
ہوتے تو ایسا ہرگز نہ کہتے سچ ہی کہ اگر وہ اپنی طاقت پر بھروسا کرینگے تو اُسپر ہرگز عمل
نہ کر سکینگے لیکن اگر خدا کے فضل پر بھروسا کرینگے اور ایماندار ہونگے تو ترقی کر سکینگے اور
بجائے ہلاکت کے خدا سے مدد پائینگے۔ جہاں تک خداوند ایمانداروں کو توفیق بخشتا
ہی وہ ہر حالت میں مسیح کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہیں اور اپنی طاقت پر بھروسا نہیں
کرتے بلکہ خوب جانتے ہیں کہ خداوند ہی پر فخر کرنا چاہیئے کیونکہ وہ رسول کے اِس
قول کو یاد رکھتے ہیں تیرے پاس کیا ہی جو تو نے دوسرے سے نہیں پایا پھر تو کیوں
گھمنڈ کرتا ہی کہ گویا نہیں پایا (۱ قرنتی ۴-۷) یہہ نہ کہنا کہ کون اُن پر عمل کرتا ہی۔ جو
جو ہم میں رہتا ہی وہی اُن پر عمل کرتا ہی جو اگرچہ دولتمند تھا مگر غریبوں اور بھوکھوں کے
پاس غریب بنکر اُن کے سیر کرنے کو آیا تھا۔ اِس بات پر جو شخص غور کرتا ہی اور مسیح کی
غریبی پر حقارت سے نظر نہیں ڈالتا اُسپر مسیح کی دولت ظاہر ہوتی ہی اور دنیا ہی میں
اُسکو نجات حاصل ہو جاتی ہی اِنتہی ❊

مشرکین اِس سبب سے بھی مسیحی دین کے قبول کرنے سے رُکتے تھے کہ
مسیحیوں میں اِتفاق نہ تھا اور اُن میں بہت سے فرقے تھے۔ مشرکین کہتے تھے
قولہم ہم تم میں حق پانے کی کیا اُمید کر سکتے ہیں کیونکہ تم دین کے باب میں خود متفق
نہیں ہو۔ ہر شخص اپنی ہی بات حق بتاتا ہی پس ہم کس کی پیروی کریں کیونکہ ہم تو کُتب

مقدسہ سے واقف نہیں ہیں۔ انتھی خرلیسو ستم نے یہہ جواب دیا قولہ اگر عقل پر ہمارا
عملدرآمد ہوتا تو تمہاری پریشانی واجب ہوتی لیکن جس حال میں کتاب پر ہمارا مدار ہی
جسکی تعلیم صاف اور صحیح ہی تو تم بآسانی فیصلہ کر سکتے ہو کیونکہ جو شخص کتاب سے موافقت
کرتا ہی وہی مسیحی ہی اور جو مخالفت کرتا ہی وہ مسیحی نہیں۔ مُشرک پھر جواب دیتا ہی قولہٗ
لیکن ایک شخص آکر کہتا ہی کہ کتاب مقدس یہہ سکھاتی ہی اور تم اُسکے خلاف دوسری
بات بتاتے ہو۔ الغرض کتاب کے معنے جسطرح کوئی چاہتا ہی بیان کرتا ہی اور اِس
سے ہماری طبیعت پریشان ہوتی ہی۔ خرلیسوستم اِسکا یہہ جواب دیتا ہی قولہ کیا خدا
نے تم کو عقل اور تمیز نہیں دی ؎

لیکن مسیحیوں کا اِختلاف رائے اکثر اُنہیں لوگوں کو روکتا تھا جنکی طبیعت
اِنجیل کے مخالف تھی یا جو دینی اُمور کی طرف توجہ نہ رکھتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ
جو لوگ حق کی تلاش میں دُنیوی امور کی طرح شوق اور سرگرمی کام میں نہیں لاتے وہ
یہہ عذر کرتے ہیں کہ آدمیوں میں اِسقدر اِختلافات پائے جاتے ہیں کہ حق کا پانا
نہایت دشوار ہی اور اِس سبب یا تو وہ بالکل بے پروا ہو جاتے ہیں یا بے سوچے سمجھے
کسی ایک کی پیروی اِختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو جاننا چاہئے کہ اپنی ہی
طبیعت کے قصور سے اُن کو حق دریافت نہیں ہوتا کیونکہ اگسٹنوس صحیح کہتا ہی
قولہٗ جب تک حق دل و جان سے تلاش نہیں کیا جاتا معلوم نہیں ہوتا لیکن کما حقہ
تلاش کرنے پر اپنے طالبوں سے مخفی بھی نہیں رہ سکتا۔ مانگو تو تمہیں دیا جائیگا ڈھونڈھو

تو تم پاؤ گے کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا۔ کوئی شی پوشیدہ نہیں جو ظاہر
نہ ہو جائیگی۔ محبت ہی سے دعا مانگی جاتی ہی۔ محبت ہی سے ڈھونڈھا جاتا ہی محبت
ہی سے کھٹکھٹایا جاتا ہی۔ محبت ہی سے حق معلوم ہوتا ہی۔ محبت ہی حق میں آرام پاتی
ہی انتھی خرگسیوستم کہتا ہی قولہٗ جو کچھہ تجھہ کو کرنا چاہئے کر اور نیک نیتی کے ساتھہ خدا
سے حق کا طالب ہو لیس وہ ضرور تجھہ پر ظاہر ہوگا۔ وہ ایک اور نصیحت میں کہتا ہی قولہٗ
زندگی گویا ایک معرکہ ہی اور ہمکو نہایت ہوشیار رہنا چاہئے اور یہہ خیال نکرنا چاہئے
کہ نادان بےقصور ٹھہرینگے اگر کوئی شخص جان بوجھہ کر نادان رہتا ہی تو ضرور قصوروار
ٹھہرتا ہی۔ البتہ جس بات کا جاننا محال ہی اُسکے نہ جاننے میں تو قصوروار نہیں لیکن جب
ہم غفلت نہیں کرتے بلکہ سعی کرتے ہیں تو خدا ضرور حق کے معلوم کرنے میں ہماری مدد
کرتا ہی چنانچہ پولوس نے فلپی شہر کے رہنیوالوں کو لکھا کہ اگر کسی بات میں تمہارا اَور
طرح کا خیال ہو تو خدا اُسے بھی تم پر کھول دیگا (فلپی ۳-۱۵) اور یہہ سوال نہ کر کہ خدا فلانا
سیدھے سادے نیک آدمی کو کیوں شرک میں چھوڑتا ہی اول تو خدا اُسکے سوا جو دلوں
کا جانچنے والا ہی کوئی نہیں جان سکتا کہ کون سیدھا سادا آدمی ہی۔ دوسرے یہہ بھی
کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے کما حقہ محنت اور دلی شوق ظاہر نہیں کیا اور اگر تو کہے کہ ایسا
سیدھا سادا آدمی یہہ بات کب کر سکتا تھا تو غور کر کہ یہی آدمی دُنیوی امور میں کیسی
محنت کرتا ہی اگر وہ روحانی امور میں بھی اُسیقدر سعی کرتا تو خدا اُسپر ضرور مہربانی کرتا ؎
اگر مسیحی آپس میں محبت رکھتے تو خفیف اُمور میں اُن کا اِختلاف رائے چنداں

ضرر نہ پہنچاتا کیونکہ اُن کی محبت مشرکین کے دلوں پر اُن کے اختلافات کی نسبت کہیں
زیادہ اثر کرتی۔ خرسیسوستم ایک نصیحت میں کہتا ہی قولہ زرین کپڑوں اور جوتوں سے
شہنشاہ نہیں پہچانا جاتا بلکہ ارغوانی جامے اور تاج سے پہچانا جاتا ہی یہی کیفیت محبت
کی ہی جو بمنزلہ تاج کے ہی جس سے مسیح کے سچے شاگرد ہی نہیں بلکہ سب آدمی ہم کو
فوراً پہچان لیتے ہیں۔ محبت معجزوں پر بھی فضیلت رکھتی ہی۔ کیونکہ سچے شاگرد اُسی
سے پہچانے جاتے ہیں اگر وہ ہزار معجزے کریں مگر آپس میں دشمنی رکھیں تو لوگ اُن کو
حقارت ہی کی نظر سے دیکھینگے لیکن اگر کوئی معجزہ نہ کریں مگر آپس میں محبت رکھیں تو
اُن کی عزت ہوگی۔ اور کوئی اُنپر غالب نہ آئیگا انتہی۔ وہی مصنف کہتا ہی قولہ اگر تو گمراہوں
سے دشمنی رکھتا ہی تو کس طرح اُن کو راہ حق پر لائیگا۔ ایسے شخصوں کے حق میں جو ایمان
نہیں رکھتے کیونکر دعا مانگیگا اور یہہ بات کہ تجھہ کو اُن کے حق میں ضرور دعا مانگنی چاہئے
پولوس صاف صاف سکھاتا ہی اب میں التماس کرتا ہوں کہ سب سے پہلے مناجاتیں
دعائیں۔ سفارشیں۔ شکرگذاریاں سارے آدمیوں کے حق میں کیجاویں (۱ طمطاؤس
۲-۱) اور ظاہر ہی کہ اُس زمانے میں سارے آدمی ایماندار نہ تھے وہ آگے کہتا ہی بادشاہ
اور مرتبے والوں کے لئے اور بدیہی ہی کہ یہہ بھی مشرک تھے آگے رسول اس بات
کی وجہ پیش کرتا ہی ہمارے نجات دینے والے خدا کے آگے یہہ امر خوب اور پسندیدہ
ہی جو چاہتا ہی کہ سارے آدمی نجات پائیں اور حق کی معرفت تک پہنچیں اگر ہم بیدینوں
سے دشمنی رکھیں تو چاہئے کہ گنہگاروں سے بھی رکھیں لیکن اس حال میں تو ہم درند

سے بھی بدتر ہونگے کیونکہ فریسیوں کی طرح غرور سے پھولکر سب کی طرف سے مُنہہ پھیرینگے
لیکن پولوس اسکے خلاف ہدایت کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی کجرووں کو نصیحت کرو ضعیف دلونکو
دلاسا دو کمزوروں کو سنبھالو سب کی برداشت کرو (پہلا تسلونیقی ۵-۱۴) البتہ وہ یہہ
بھی ہدایت کرتا ہی کہ اگر کوئی ہماری اس بات کو جو خط میں ہی نہ مانے تو اُسے دل میں
رکھو اور اُس سے ملے نہ رہو (دوسرا تسلونیقی ۳-۱۴) لیکن ساتھہ ہی نرمی سے پیش
آنے کی بھی نصیحت کرتا ہی۔ لیکن اُسے دشمن نہ سمجھو بلکہ بھائی جانکر نصیحت کرو غرضکہ
رسول نہ انسان سے بلکہ اُسکے بُرے فعل سے دشمنی رکھنے کا حکم کرتا ہی۔ آپس میں
تفرقہ ڈالنا شیطان کا کام ہی وہ دل سے محبت کے نکالنے میں نہایت کوشش
کرتا ہی تاکہ تو خود دشمنی میں مبتلا رہے اور کوئی گمراہ راہ راست پر نہ آسکے۔ اگر حکیم
بیمار سے اور بیمار حکیم سے نفرت کرے تو بیمار کو شفا کیونکر حاصل ہوگی لیکن تو اُس سے
کیوں کنارہ کرتا اور دور بھاگتا ہی کیا اُس کی بے دینی کے سبب۔ اِس حالت میں تو
اُسکو زیادہ تر قبول کرنا اور اُس کی نجات کے لئے سعی کرنی چاہئے اگر اُسکی بیماری
لاعلاج ہو تو بھی سعی سے دریغ نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہوداکی بیماری لاعلاج تھی لیکن خداوند
نے اُسکی نجات کے واسطے بھی کوشش کی پس تجھہ کو بھی کوشش سے باز نہ آنا چاہئے
اگر تیری سعی پر بھی وہ بے دینی سے نہ بچیگا تو تیرے انعام میں کمی نہ ہوگی اور وہ تیرے
اخلاق کی تعریف کریگا اور ان سب باتوں سے خدا کی عظمت بڑھیگی اگر تو معجزے کرے
مُردے جلائے غرضکہ کچھہ ہی کیوں نہ کرے لیکن مشرک ہرگز تیری تعریف اِسقدر

نہ کرینگے جیسے کہ جب تجھ کو حلیم اور بردبار دیکھینگے اور یہہ کچھ چھوٹی بات نہیں کیو
اسطرح بہت سے آدمی بدی سے بچینگے - کوئی شی محبت کے برابر دلوں کو نہیں کھینچ
دیگر امور میں فضیلت حاصل ہونے سے لوگوں کے دلوں میں رشک پیدا ہو سکتا
لیکن محبت کو سب پسند اور پیار کرتے ہیں - اگر کوئی شخص فوراً ایماندار نہ بنجائے تو مح
نہ ہو - شتابی نہ کر کیونکہ سب باتیں یکبارگی نہیں ہو سکتیں لیکن اگر وہ تعریف کرتا ہی ا
تجھ سے محبت رکھتا ہی تو رفتہ رفتہ آگے بھی بڑھیگا انتہیٰ ❊

بہت سے دیندار اُسقف اور راہب جو مسیحی مزاج رکھتے تھے محبت کے ز
سے مشرکین کو نجات دہندہ کی طرف کھینچنا چاہتے تھے چنانچہ چوتھی صدی کے آ
میں ابراہیم نامے راہب نے ایک خطرناک بیماری سے شفا پانے پر یہہ چاہا کہ اپنی
شکرگذاری اِس طرح ظاہر کرے کہ انجیل کے مشتہر کرنے میں اپنی جان خطرے میں
ڈالدے پس وہ معہ چند ہمراہیوں کے سوداگر بنکر کوہ لبنان کے ایک گانوٴمیں جا
اخروٹ پیدا ہوتے تھے اور جسکے رہنیوالے مُشرک تھے بظاہر اخروٹ خریدنے کے
بہانے سے گیا اور اِس کام کیواسطے اپنے ساتھ تھیلے بھی لئے لیکن جب لوگوں
نے اُسکو اور اُسکے ہمراہیوں کو کرایہ کے گھر میں روحانی گیت گاتے سُنا تو بلوا کر کے
گھر کا دروازہ بند کر دیا - چھت اُتار ڈالی اور ملبہ پھینکنا شروع کیا جس میں مسیحیوں کے دبجا
کا اندیشہ تھا لیکن وہ موت کے اِنتظار میں دلجمعی سے دعا مانگتے رہے رفتہ رفتہ اُنکے
صبر اور توکل کے دیکھنے سے بعض نیک مزاج مُشرکین کا غصہ فرو ہوا اور اُنہوں نے

دروازہ کھولکر مسیحیوں کو ملبے کے نیچے سے نکالا اور اُن سے کہا کہ اِسیوقت چلے جاؤ
اس موقع پر شہنشاہی خراج کے محصل گانوٴمیں پہنچے اور اُنہوں نے لوگوں کی اِستطاعت
سے زیادہ روپیہ طلب کیا اور سختی اور بیرحمی شروع کی لیکن بزرگ راہب ابراہیم نے
اسکے کہنے کو بڑا اثر تھا اُن لوگوں کا بیچ بچاؤ کرا دیا جنہوں نے ابھی اُسکے مار ڈالنے کا
ارادہ کیا تھا اور اُن کا ضامن بھی بنا اور قریب کے شہر اِمسا میں جاکر روپیے
کی ایک بڑی رقم دوستوں سے قرض لی اور بیرحم محصلوں کو دیکر راضی کیا گانوٴ والوں
کے دل اُسکا سلوک اور محبت دیکھکر احسان مندی اور ادب سے بھر گئے اور اُنہوں
نے ابراہیم سے درخواست کی کہ ہمارے گانوٴمیں کوئی مہتمم نہیں آپ ہی اِس عہدے
کو قبول کیجئے - اُس نے اِس شرط پر اُن کی درخواست منظور کی کہ وہ ایک گرجا بنائیں
چنانچہ تھوڑے سے عرصے میں گرجا طیار ہو گیا تب اُس نے لوگوں کو فہمایش کی کہ
گرجا کے لئے ایک خادم دین بھی مقرر کرنا چاہئے - اُنہوں نے بمنت کہا کہ آپ ہی
ہمارے روحانی باپ اور چرواہے بنیں اور ملکی معاملات میں بھی مہتمم رہیں اُس نے
تین برس کی محنت میں اُس جگہہ ایک کلیسیا قایم کی جہاں اب مرونیوں کی مسیحی قوم
بستی ہَے ❊

چوتھی صدی میں شہنشاہ وَلِنز نے اَیڈسا شہر کے ایک قسیس بردُ تھیس کو
جو اریوس کی بدعت کا مخالف تھا جلاوطن کیا اور مصر کے شہر انتونس کو بھیجا
اُس نے یہاں کے گرجاؤں کو خالی پایا کیونکہ یہاں کے اکثر باشندے مُشرک تھے

پس اُس نے اپنی دلی محبت کے سبب ایک ایسی تدبیر سوچی کہ مُشرکین کے لڑکوں
کے دلوں میں کلام الٰہی کا بیج بویا جاوے وہ قصیر خط میں مہارت رکھتا تھا جس میں
الفاظ کی جگہہ اشارات کا اِستعمال ہوتا ہی اور اِسلئے عبارت جلد لکھی جاتی ہی پس
اُس نے اِس خط کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کھولا اور وہ مشق کے طور پر زبور اور
انجیل کی آیتیں مشرکین کے لڑکوں کے سامھنے پڑھکر اُن سے لکھواتا تھا اور وہ
اُن کے دلوں پر نقش ہو جاتی تھیں - ایک لڑکا بیمار پڑا پروٹجنس اُسکے دیکھنے کو گیا
اور مربیانہ محبت سے پیش آیا اور اُس نے اُسکے پلنگ کے پاس دعا مانگی اور
بیمار نے شفا پائی اِس سے لوگوں کے دلوں پر نہایت ہی اثر ہوا ÷

رومی شہنشاہ تھیوڈوسیوس دویم نے اہل فارس سے جو مسیحی دین کے
سخت دشمن تھے جنگ کی اور رومی سپاہیوں نے سات ہزار آدمی قید کئے جن کی
حالت قابل ترحم تھی مِسوپوٹامیہ کا شہر اُمِدا رومی سلطنت کی سرحد جانب فارس پر
واقع تھا اُسکے اُسقف اکیثیوس نے خادمان دین کو بُلا کر کہا قولہٗ ہمارے مسیحی
بھائیوں نے اپنی دینی محبت سے کلیسیا کو سونے چاندی کے برتن دئیے ہیں لیکن
خدا سونے چاندی کی حاجت نہیں رکھتا - پس ہم اِن سے اِن خستہ حال آدمیوں
کی مدد کریں پس وہ برتن گلائے گئے اور قیدی رہا ہی نہیں کئے گئے بلکہ اپنے
اپنے گھروں تک پہنچنے کے لئے اُن کو روپیہ اور سامان سفر بھی دیا گیا اِس سے
اہل فارس کے دلوں پر جو مسیحی دین کے دشمن تھے نہایت عمدہ اثر پیدا ہوا ÷

کیُرس واقع ساحل دریائے فرات کے معزز اُسقف تھیوڈورٹ
نے شہر کے ایک مشرک باشندے کو ایک ضیافت میں جو ایک گرجا کی تقدیس
کی یادگار میں ہوئی تھی بُلایا اور اپنی محبت کا اِس طرح اِظہار کیا قولہٗ میں نہایت
خوش ہوتا اگر نہ صرف ہم وطن بلکہ دینی برادر ہونے کی وجہ سے تم کو بُلا سکتا لیکن
تمہاری طبیعت اِسبات کی اِجازت نہیں دیتی اِسواسطے ہم وطنی ہی کی وجہ سے
پاک نبیوں اور رسولوں کی برکت میں جنکے نامزد یہہ گرجا ہی تم کو شریک ہونے کے
لئے بُلاتا ہوں کیونکہ کوئی جُدائی اِس امر کی مانع نہیں ہو سکتی اِنتہیٰ ÷

رسول پولوس لکھتا ہی یہودی نشان چاہتے ہیں اور یونانی حکمت کی تلاش
میں رہتے ہیں اِسکے موافق ہر زمانے میں دو قسم کے آدمیوں کی طبیعتیں مسیحی دین
کے مخالف ہوتی ہیں - اوّل وہ جو صرف ظاہری اور محسوس امور کو خیال میں لا سکتے
ہیں - دوسرے وہ جنکو خیالی امور کا شوق اِسقدر ہوتا ہی کہ اُن کی روح کی اصلی
خواہش دب جاتی ہی ÷

اِس زمانے کے مُشرکین میں اوّل قسم کے وہ لوگ تھے جو یہہ کہا کرتے
تھے کہ جب تک ہم اپنی آنکھہ سے کوئی معجزہ نہ دیکھینگے ایمان نہ لائینگے اور چونکہ اب
معجزے نہ ہوتے تھے اِسلئے مسیح اور اُسکے رسولوں کے معجزوں کے نسبت شک
ظاہر کرتے تھے وہ اُس اعلیٰ معجزے کی قدر نہ کرتے تھے جو ہر دم اُنکے سامھنے
موجود تھا یعنے مسیحی جماعت جو مسیح کے معجزانہ ظہور اور ربّانی قدرت پر دلالت کرتی

تھی کیونکہ اُسکے بغیر اِس جماعت کا قایم ہونا محال تھا۔ وہ یہہ نہ سمجھتے تھے کہ مسیحی
دین نے جو تبدّل آدمیوں میں کیا تھا وہ کیسا بڑا معجزہ تھا اگستنوس ایسے
آدمیوں سے کہتا ہی قولہٗ تم کہتے ہو کہ اب معجزے کیوں نہیں ہوتے وجہ یہہ ہی
کہ اگر وہ عجائبات سے نہ ہوں تو دل پر کچھ اثر نہ کریں اور اگر ہمیشہ ہوا کریں تو عجائبات
سے نہ ہوں۔ فرض کرو کہ کوئی شخص اوّل مرتبے رات دِن کا تبدّل۔ اجرام فلکیہ کی
باترتیب گردش۔ موسموں کا اُلٹ پھیر۔ پتّوں کا خزاں میں درختوں سے جھڑنا۔ بہار
میں اُن کا پھر نمو پانا۔ روشنی کا جمال طرح طرح کے رنگ وغیرہ دیکھے تو اُسکو اِسقدر
کثرت سے معجزے نظر آئیں کہ حیران ہو جائے۔ لیکن ہم اِن چیزوں کا مطلق خیال
نہیں کرتے نہ اِس سبب سے کہ وہ بآسانی بیان ہو سکتی ہیں کیونکہ کسی شی کا بیان
اِن سے زیادہ دشوار نہیں بلکہ اِس سبب سے کہ ہم اُن کے ہمیشہ دیکھنے کے
عادی ہو گئے ہیں۔ پس دیگر معجزے مناسب وقت پر ہوئے تاکہ مومنوں کی جماعت
قایم ہو اور دنیا میں پھیل جائے اور بعد ازاں جو باتیں اوّل مرتبے معجزوں سے
آدمیوں میں جاری ہوئیں وہ اُن کی عادت میں داخل ہو جائیں اور ظاہر ہی کہ
عادت بڑا اثر رکھتی ہی چنانچہ جو بُرائی ہماری عادت میں داخل ہو جاتی ہی ہم اُسکو
مکروہ اور مذموم جانتے ہیں لیکن چھوڑ نہیں سکتے۔ مسیحی دین نے یہہ کچھہ تھوڑا
فایدہ آدمیوں کو نہیں پہنچایا کہ نہ صرف چند علماء اِس بات کو ثابت کرتے ہیں
بلکہ مختلف قوموں کے جاہل مرد اور عورتیں بھی یہی یقین رکھتی ہیں اور اَوروں پر

ظاہر کرتی ہیں کہ کسی شی کی عزت خدا کے برابر نہ کرنی چاہیئے بلکہ خدا ہی کی پرستش
روحانی طور پر کرنی چاہیئے انتہیٰ۔ اِسکے بعد اگستنوس اِس بات کا ذکر کرتا ہی کہ مسیحی
دین کے اثر سے آدمیوں میں پرہیزگاری اور نکوکاری نے کس طرح ترقی پائی۔ خوف
مرگ دور ہوا۔ دنیوی محبت کم ہو گئی۔ حیات ابدی کا شوق دلوں میں پیدا ہوا اور پھر
کہتا ہی قولہٗ البتہ اِس تعلیم پر پورا پورا عمل کرنیوالے تھوڑے ہی آدمی ہیں اور جو لوگ
دانائی اور مناسب طور سے اُسپر عمل کرتے ہیں وہ اَور بھی کم ہیں لیکن پھر بھی لوگ
اِن باتوں کو سُنتے ہیں اور اچھا جانتے ہیں بلکہ اُن کو اپنی ناتوانی پر افسوس آتا
ہی جسکے باعث وہ اعلیٰ درجے تک نہیں پہنچ سکتے اور اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ
اُن کی روح خدا کی طرف مایل ہی اور اُس میں نیکی کی روشنی کسی قدر موجود ہی۔ اگستنوس
کی رائے میں دین کے اصول پر لوگوں کا متفق ہونا مسیحی دین کی قدرت پر دلالت
کرتا تھا کیونکہ اُسی کے اثر سے لوگوں کے خیالات اِسقدر بدل گئے تھے کہ اُنہوں
نے اصول دین پر اِتفاق کیا تھا۔ اور وہ اپنی ایک کتاب میں جو دین حق کے باب
میں ہی انجیل کی عمدہ نصیحتیں نقل کر کے کہتا ہی قولہٗ یہہ نصیحتیں ہر جگہہ ادب سے
سُنی جاتی ہیں اور باوصف اِسکے کہ لوگ اِسقدر قتل ہوئے ہیں اور آگ میں جلائے
گئے ہیں مگر پھر بھی کلیسیائیں دور دور تک بلکہ وحشی قوموں میں بھی پھیل گئی ہیں
اور یہہ تعلیم اِسقدر لوگوں کے دلنشین ہو گئی ہی کہ پہلے ایسی نصیحتوں کا زبان پر لانا
تعجب دلاتا تھا مگر اب اگر کوئی بات اُن کے خلاف کہی جاتی ہی تو تعجب ہوتا ہی۔

شہروں اور دیگر مقاموں میں دنیوی چیزوں کی محبت ترک کرنے اور خدا پر دل
لگانے کی خواہش اسقدر پیدا ہوگئی ہے کہ لوگ روزمرہ بالاتفاق ہر جگہہ عشاء ربا
کے وقت جواب دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے دل خداوند کی طرف رجوع کئے۔ پس ج
یہہ کیفیت ہے تو ہم اُسی پچھلی پریشانی میں کیوں پڑے رہیں۔ کیوں مُردہ جانورو
وسیلے سے حق معلوم کرنا چاہیں۔ کیوں ہر وقت افلاطون کا نام زبان پر لائیں اور ا
دل معرفت الہی سے معمور نہ کریں ٭

جو عجایب پرست لوگ مسیحی کلیسیا کی حالت پر جو پچھلے معجزوں پر دلالت کرتی تھ
غور نہ کرتے تھے بسا اوقات مسیحیوں کے اخلاق دیکھکر اور مسیحی دین کی قدرت
آگاہ ہوکر مخالفت سے باز آتے تھے۔ جب سنہ ۴۱۰ع میں گوتھہ قوم کے سرد
اُلرک نے روم پر قبضہ کیا تو بہت سے رومی مشرکین نے جن کو مسیحی دین کا فر
ناگوار تھا مسیحیوں میں آکر مقدس پطرس اور مقدس پولوس کے گرجاؤں میں پنا
لی کیونکہ اِس عام تباہی اور بربادی کے وقت یہی عمارتیں بچی ہوئی تھیں۔ مسیحیو
اُن لوگوں کو امن میں رکھا اور وہ نہایت شکرگذار ہوئے اور ہنگامے کے فرو ہونے
جب وہ اِن گرجاؤں سے نکلے تو اُن کی طبیعتیں بہت بدل گئی تھیں۔ اگستنوس
کہتا ہے قولہٗ اُس شخص کو اندھا سمجھنا چاہیئے جو نہیں دیکھہ سکتا کہ یہہ مسیح کے نا
اور مسیحی دین کے فروغ پانے کا نتیجہ ہے اور جو یہہ دیکھکر خدا کا شکرگذار نہیں ہ

وہ بڑا نا احسان مند ہے۔ اگستنوس خیال کرتا تھا کہ ایسے واقعات اِسبات پر دلالت
کرتے ہیں کہ مسیح کا نام وحشی طبیعت والوں پر بھی غلبہ رکھتا ہے ٭

دوسری قسم کے وہ مخالف لوگ تھے جو فلسفے کی تربیت پانے سے خیالی
باتوں کے حد سے زیادہ شایق ہوگئے تھے۔ یہہ لوگ کتب مقدسہ کی سادی تعلیم
کی قدر نہ کرسکتے تھے اور اُن کو گمان تھا کہ ایسے عام پسند مذہب کے علاوہ جسکی
رسوم بڑی شان وشوکت سے اداکیجائیں تربیت یافتہ آدمیوں کے لئے حکیمانہ اور
پیچیدہ عقاید کا ہونا بھی ضرور ہے۔ یہہ دونوں باتیں افلاطون کے فلسفہ ثانی سے
حاصل ہوئیں اور اِسواسطے بہت سے آدمی مدت تک اِس فلسفے کی پیروی میں
نہایت سرگرم رہے ٭

چوتھی صدی کے شروع میں اِن لوگوں میں سے ایک شخص وکٹورینوس
تاسے نے جو نظم ونثر کی پرانی کتابوں سے خوب واقف تھا اور فلسفے کا درس دیتا
تھا شہر روم میں بڑی شہرت حاصل کی اور وہ مدت تک مشرکین کے مذہب کا
جو فلسفے سے مخلوط ہوگیا تھا پیرو رہا اور پھر بڑھاپے میں اُسکو کتب مقدسہ کا علم
حاصل ہوا اور جسقدر اُس نے زیادہ تر اُنکا مطالعہ کیا اُسیقدر اُن کی حقیت کا یقین
اُسکے دل میں جما۔ اوّل وہ مسیحی دین کو اپنے پہلے عقاید میں ملانا چاہتا تھا اور اِنجیل
کی نسبت اعتقاد ظاہر کرنے سے شرماتا بھی تھا کیونکہ اِسکے نامی گرامی دوست اِنجیل
کو حقارت سے دیکھتے تھے اور وہ اُن کی ناراضی نہ چاہتا تھا لیکن اکثر علیحدگی میں

اپنے مسیحی دوست سمپلشیان سے کہدیتا تھا کہ میں مسیحی ہوں اور اُسکا دوست یہہ
جواب دیتا تھا کہ میں جب تک تم کو گرجا میں نہ دیکھونگا ہرگز یقین نہ کرونگا اور نہ تم کو
مسیحی سمجھونگا۔ وکٹورینوس اِس بات کے جواب میں بطور طنز کے کہا کرتا تھا کیا گرجا
کی دیواریں آدمیوں کو مسیحی بناتی ہیں۔ غالبًا وہ اُس شخص کی طرح جسکا ذکر اگستنوس
نے ایک نصیحت میں کیا ہی یہہ سمجھتا تھا کہ دل سے خدا کی پرستش کرنی کافی ہی گرجا
جانا اور مسیحیوں میں بظاہر شامل ہونا ضرور نہیں لیکن جب اُسکا ایمان زیادہ ترپختہ
اور مضبوط ہوا تو اُس کی طبیعت نے علانیہ اِقرار کرنے پر اُسکو مجبور کیا اور اُسنے ایک
روز آکر سمپلشیان سے کہا آؤ گرجا چلیں میں مسیحی بنونگا جب وہ بپتسما پانے کے
وقت عقیدے کے اِقرار کی عبارت پڑھنے کو تھا جس میں ایسے الفاظ ڈالے گئے
تھے کہ اُن کی دوسری تاویل نہ ہو سکتی تھی اور اُسنے ازبر کی تھی تو لوگ چاہتے تھے
کہ بجائے بہت سے آدمیوں کے تھوڑے ہی آدمیوں کے سامھنے وہ اُسکو پڑھ
دے مگر اُس نے نہ مانا اور کہا کہ جو باتیں مجھہ کو نجات نہ بخش سکتی تھیں جب میں
اُن کے عام درس سے نہ شرمایا تو جو باتیں مجھہ کو نجات بخشنی والی ہیں اُنکے علانیہ
اِقرار سے کیوں شرماؤں۔ غرض اُسنے بڑی خوشی اور دلجمعی سے ایمان کا علانیہ اقرار
کیا۔ شہنشاہ جولیان کے عہد میں جب مُشرکین کے دین نے پھر رونق پائی تو یہہ شخص
اُسوقت بھی گمراہ نہ ہوا جب اِس شہنشاہ نے مسیحیونکو مدارس علم اِنشا اور علم بلاغت

کے بند کرنیکا حکم دیا تو وکٹورینوس نے بخوشی تعلیم دینی موقوف کی اور مسیحی دین کی تائید
میں کتابیں لکھنی شروع کیں +

مشرکین میں جو مذہب افلاطونی فلسفے کی آمیزش سے بنا تھا اُس کے
پیرووں میں ایک نہایت لایق اور دیندار شخص سنشیوس نامے کرینی واقع افریقیہ کا
رہنیوالا تھا وہ دیگر مشرکین کی طرح بعض ریاکار مسیحیونکی بدچلنی دیکھکر مسیحی دین پر عیب
نہ لگاتا تھا بلکہ اُس دین میں اُسکو کوئی ربانی شے معلوم ہوتی تھی لیکن وہ اِسطرح جملہ
مذاہب کو حصول معرفت الٰہی کا ذریعہ سمجھتا تھا اور جن دینی حقایق کو سب بالاتفاق
مانتے ہیں اُن کی جستجو میں سرگرم رہتا تھا اور ہر شخص کو جس میں دینی جوش دیکھتا تھا
نہایت پسند کرتا تھا چنانچہ جب وہ مُشرک تھا تو اُس نے ایک دوست کو جو راہب
بن گیا تھا یہہ لکھا قولہ شروع خط میں مجھہ کو تیری عافیت کی دعا مانگنی ضرور نہیں
کیونکہ تو نے ہم لوگوں کو جو ضلالت اور گناہوں میں دبے اور دنیا کے جنجالوں میں
پھنسے رہتے ہیں چھوڑ دیا ہی اور ہم پر شرف حاصل کیا ہی اور باوجود دنیا میں رہنے
کے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی ہی اور مبارک حیات پائی ہی کیونکہ ایک دوست
نے مجھے خبر دی ہی کہ تو راہب بنا ہی اور شہر میں صرف دینی کتابیں لینے کیخاطر آتا
ہی اور کالا چُغہ پہنتا ہی (یہہ لباس مسیحی راہبوں کا تھا جیسا کہ سفید جامہ مشرکین میں
حکیموں اور درویشوں کا تھا) اگر تو سفید جامہ پہنتا تو بہت ہی اچھا ہوتا کیونکہ جو شئے
لطیف اور نورانی ہی معرفت الٰہی سے خاص مناسبت رکھتی ہی لیکن چونکہ تو نے

اپنے بعض بزرگوں کی تقلید کرکے سیاہ چغہ پہننا اختیار کیا ہی میں اُسکو بھی ہرشی کی
طرح جو خدا سے علاقہ رکھتی ہی پسند کرتا ہوں کیونکہ جس غرض سے کوئی کام کیا جاتا ہی
اُسی پر اُسکی خوبی موقوف ہوتی ہی اور نیکی نیّت ہی پر منحصر ہی انتہی سنشیوس ایسے
خیالات بھی مُشرکین کے مذاہب کی طرف منسوب کرتا تھا جو مسیحی دین کے اثر سے
اُسکے دل میں پیدا ہوئے تھے کیونکہ مسیحیوں کی صحبت میں رہنے سے اُسکو بہت
کچھہ فایدہ حاصل ہوا تھا مگر پھر بھی اُسکو اب تک وہ باطنی انکسار حاصل نہوا تھا
جو آدمیونکو مسیح کی طرف کھینچتا ہی۔ وہ اپنے خیالات میں مصروف اور خوش رہتا تھا
مطالعہ کتب۔ یکدل دوستوں کی صحبت۔ فرحت بخشنیوالے اشغال اور اپنے مال
و مقدرت سے مسکینوں اور مظلوموں کی دستگیری کرنے میں چین سے گذران
کرتا تھا۔ وہ اِسقدر آسودہ اور فارغ البال تھا کہ آدمیوں کی محتاجی۔ مصیبت۔ بیکسی
بہت کم اُسکو یاد آتی تھی۔ اور جسطرح اُسکو ایسے صدمے بہت کم پہنچتے تھے جن سے
اُسکو اپنے گناہ کا اِدراک ہوتا اِسیطرح اُس کی طبیعت بھی اِس قسم کی تھی کہ اُسمیں
اِس اِدراک کا پیدا ہونا ہی دشوار تھا۔ وہ حریص اور شہوت پرست نہ تھا عموماً اُسکی
طبیعت کے جذبوں میں حدّت نہ تھی۔ اُسکو زیادہ تر فلسفہ کا شوق تھا اور یہہ
بات اگرچہ بذاتہ نہایت عمدہ ہی لیکن تاہم جو انسان اپنے دل کی بُرائی سے واقف
نہیں ہوتا اُسکے دل میں نجات کا جھوٹھا بھروسا اُس سے پیدا ہو سکتا ہی۔ البتہ
جب سنشیوس روحانی امور پر غور کرنا چاہتا تھا تو اُسکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خارجی

قوت اُس کی طبیعت کو زمین کی نفسانی چیزوں کی طرف کھینچتی ہی لیکن وہ اُسکو
نہ اپنے دل کی بُرائی بلکہ اُس کثیف مادے کی طرف جس میں اُس کی روح مقید تھی
منسوب کرتا تھا وہ اُسکو پلید روحوں کے اثر کا نتیجہ سمجھتا تھا جنکا کثیف مادے کے
تعلق کے سبب انسان تابع ہو جاتا ہی اور اِن پلید روحوں کی نسبت یہہ خیال نہ کرتا
تھا کہ وہ خدا سے برگشتہ ہونے کے سبب ناپاک ہو گئی ہیں بلکہ اُسکا یہہ گمان تھا
کہ چونکہ وہ کثیف مادے سے پیدا ہوئی ہیں اِسلئے عقل و آئین و ضوابط کی معارض اور
جلوہ الٰہی کی روکنے والی ہیں اور جو لوگ اِس مادے کے تعلق کی وجہ سے اُنکے
اختیار میں آجاتے ہیں وہ اُن میں اپنی بُری آرزوئیں اور نفسانی خواہشیں ڈالتی
ہیں غرضکہ سنشیوس نہ گناہ سے بلکہ کثیف مادے اور ناپاک روحوں کے غلبے سے
بچنا چاہتا تھا۔ روح جسم کی غلامی سے نکلنا چاہتی تھی لیکن وہ اِس ذریعہ سے بھی
اپنی ناتوانی اور نجات کی ضرورت سے آگاہ ہو سکتا تھا ✦

جس وقت سنشیوس کی طبیعت بیقرار ہوتی تھی اور وہ ربانی اُمور پر دل لگانا
دشوار پاتا تھا تو اُس خدا کی درگاہ میں جو گناہوں سے بچانیوالا اور پاک کرنیوالا اور
سب پر شفقت رکھنیوالا ہی بڑی عاجزی سے دعا مانگتا تھا اور آسمانی باپ نے
جو کسی قوم کے ایسے لوگوں سے دور نہیں جو اُسکا خوف اور اُسکی محبت دل میں
رکھتے ہیں اور حتی الوسع نیکی کرتے ہیں اُنکو اپنی رحمت سے محروم نہ رکھا۔ خدا نے
جو آدمیوں کے دل اپنے بیٹے کی طرف مایل کرتا ہی اور اُس میں اُنھیں آرام بخشتا ہی

ایسے واقعات کے ذریعے سے سنشیوس کو اپنی طرف رجوع کیا جو اسکی طبیعت کو
اُسوقت ناگوار تھے۔ چونکہ اُس نے اپنے شہر کی طرف سے سفیر بنکر شہنشاہی دربار
میں آنا قبول کیا تھا اِسلئے اُسکو قسطنطنیہ میں تین برس فکر اور تردد کی حالت میں
گذارنے پڑے۔ اُس کی طبیعت جیسی اب دق ہوئی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی وہ ہر ایک
عمدہ آدمی کی طرح آزادی کو نہایت عزیز رکھتا تھا لیکن یہاں بہت سی باتیں اُس کی
آزادی میں خلل ڈالتی تھیں اُسکو عمایداور شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑتا تھا اور
راتیں شہنشاہی محل کے سامھنے کاٹنی پڑتی تھیں۔ وہ اِس حالت میں خدا کی یاد سے
اپنے دل کو تسلی دینی چاہتا تھا۔ وہ سب گرجاؤں میں گیا اور گریہ وزاری سے اپنے
سفر کی کامیابی کی دعا مانگی اُسکو خرِیسوستم جیسے شخص کی تقریروں کے سُننے کا موقع
بھی ملا اور یہہ غیر ممکن تھا کہ وہ تقریریں اُسکے دل پر اثر پیدا نہ کرتیں غرضکہ جو تسکین
اُسکو مسیحی گرجاؤں میں جانے اور مسیحیوں کی عبادت میں شامل ہونے سے حاصل
ہوئی اُس سے اسکا دل مسیحی دین کی طرف ازبس مایل ہوا اور جب وہ اپنے وطن
کو واپس آیا تو اگرچہ ابتک اُسکو مسیحی دین کا خالص علم حاصل نہ ہوا تھا لیکن اُسنے
یہہ آرزو کی کہ خدا اُسکو بپتسما کے وسیلے سے زیادہ تر اپنا اِتصال بخشے اور اسطرح
دعا مانگی۔ اے آسمانی باپ دانش کے چشمے اپنا روحانی نور میرے دل میں چمکا۔
مجھہ کو اپنے پاس پہنچانے والی پاک راہ دکھا۔ مجھے نشان دے مجھہ پر اپنی مہر کر۔
چونکہ سنشیوس پر اُسکے شہر کے لوگ نہایت اعتماد رکھتے تھے اِسلئے اگرچہ

اب تک اُسکو مسیحی دین کا پورا پورا علم حاصل نہ ہوا تھا بلکہ اُسکے عقیدے میں فلسفہ
افلاطون اور مسیحی دین کی آمیزش تھی مگر تاہم انہوں نے اُسکو طولمائس کا اُسقف
مقرر کیا۔ اُس نے اِس عہدے کے قبول کرنے میں تامل کیا کیونکہ اِس صورت میں
جن باتوں پر اُس نے تنہائی میں غور کیا تھا یا چند دوستوں کے ساتھہ باہم گفتگو کی
تھی وہ اُسکو عادت کے خلاف سب کے روبرو عام فہم طور پر بیان کرنی پڑتیں اور
چونکہ اُسکو یقین تھا کہ خدائے برحق کی رضامندی راستی پر موقوف ہے پس اُس نے
یہہ امر پوشیدہ نہ رکھا کہ اُسکے عقاید کئی باتوں میں کلیسیا کی تعلیم کے برخلاف تھے
بلکہ جن لوگوں کے اِختیار میں یہہ عہدہ تھا اُن کے سامھنے اپنے عقاید صاف
صاف بیان کر دیئے۔ لیکن یہہ خداترس لوگ قوی اُمید رکھتے تھے کہ خدا اپنے
قاعدے کے موافق اِس شخص میں بھی اپنے فضل کا کام پورا کریگا اور جس مزاج سے
سنشیوس نے یہہ عہدہ آخرکار قبول کیا اُس سے اُن کی اُمیدوں کا درست ہونا
ثابت ہوا کیونکہ جب اُسکو یقین ہوا کہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ میں اُس عہدے کو اختیار
کروں تو پھر اُس نے اپنی طبیعت کا کچھہ لحاظ نہ کیا بلکہ دل و جان سے خدا کی فرمانبرداری
کا عزم کیا چنانچہ اُس نے کہا قولہٗ اگرچہ میں اِس قسم کے عہدوں اور بکھیڑوں سے
نہایت نفرت رکھتا ہوں لیکن جب خدا اِس عہدے کا بوجھہ مجھہ پر ڈالیگا تو باوجود
دقت کے اُسکو اپنے اُوپر لونگا نہی۔ اگرچہ غیر ممکن تھا کہ اِس عہدے کے سبب
اُسکے آرام و فرصت میں خلل نہ پڑتا لیکن اُسکو یقین تھا کہ اگر خدا میری مدد کریگا تو

اِس عہدے کے وسیلے سے جس دانش کا میں طالب ہوں اُسکے اعلیٰ درجے پر
پہنچونگا - اُس کی یہہ اُمید بھی بیجا نہ تھی کہ جو باتیں غور و مطالعہ سے ابتک معلوم نہوئی
تھیں وہ لوگوں سے ملنے جُلنے اور زیادہ تر تجربہ حاصل کرنے اور پاک چیزوں
میں مشغول رہنے سے روشن ہوجائینگی - جن لوگوں نے اُسکے واسطے یہہ عہدہ
پسند کیا تھا اُن کو سنشیوس نے یہہ لکھا قولہ میں تم پر غالب نہ آسکا جب میں نے
اِس عہدے سے بچنا چاہا اور اب یہہ خیال نہ کرو کہ تم مجھہ پر غالب آگئے ہو کیونکہ
یہہ امر خدا نے اپنی کارسازی سے اِس انجام کو پہنچایا ہی میں جان تک دیدیتا
مگر یہہ عہدہ قبول نہ کرتا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ میں اُس کی محنت کا متحمل نہ ہوسکونگا
لیکن چونکہ خدا نے میرا چاہا نہ کیا بلکہ اپنا چاہا کیا اِسلئے میری یہہ دعا ہی کہ جسنے
اِس قسم کی زندگی میرے لئے مقرر کی ہی وہی اُسکے فرایض متعلقہ کے بجالانے
میں بھی مجھے ہدایت کرے کیونکہ جس حال میں میں نے اپنی عمر جوانی سے فلسفے
کے مطالعہ اور حق پر اطمینان سے غور کرنے میں گذاری ہی اور مجھہ کو کبھی کوئی خاص
فکر لاحق نہیں ہوئی پس میں اُن متواتر فکروں کو کس طرح برداشت کرسکتا ہوں
اور جب میں طرح طرح کے جھگڑوں میں پڑونگا تو اُن روحانی اور اعلیٰ اُمور پر جنکے
واسطے فرصت درکار ہی کس طرح غور کرسکونگا میں نہیں جانتا کہ یہہ کس طرح ہوسکتا
ہی لیکن کہا گیا ہی کہ خدا کے نزدیک سب کچھہ ممکن ہی پس اُسی سے ہاتھہ پھیلاکر
میرے حق میں دعا مانگو اور شہر اور بیرونجات کی ساری کلیسیائیں بھی میرے

حق میں دعا مانگیں کیونکہ جب خدا مجھہ کو نہ چھوڑیگا تو کہانت فلسفے سے محروم کرنے
کی جگہہ بالضرور مجھہ کو اُسکے اعلیٰ درجے پر پہنچائیگی سنشیوس کی یہہ آرزو پوری ہوئی
لیکن نہ ایسے طور سے جس کی اُسکو اُمید تھی کیونکہ خدا کی حکمتیں آدمیوں کی سی
نہیں - خدا نے اُسکو صلیب (تکلیف) کی راہ سے سلامت بخش دانش کے درجہ
پر پہنچایا - جب وہ اُسقف تھا اُسکو ایسے صدمے پہنچے جنسے دل اُس خدائے
قادر کی طرف مایل ہوتا ہی جسکے سوا ایسے وقت میں کوئی مدد نہیں کرسکتا - چنانچہ
ملک میں لڑائی پھیلی اُسکے سارے بچے فوت ہوئے کلیسیا پر طرح طرح کی مصیبتیں
پڑیں - ہم کو معلوم نہیں کہ مسیحی دین میں اُس نے آیندہ کسقدر ترقی کی - اُس نے
جو سرگرمی تثلیث کے مسئلے میں ظاہر کی جسکے قبول کرنے میں اُسکو کچھہ تامل نہ ہوا
تھا اور جسکو وہ فلسفہ افلاطون سے بآسانی اپنے طور پر بیان کرسکتا تھا اُس سے
کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کیونکہ اِس مسئلے کو کسی فلسفے کے موافق بیان کرنے سے
کوئی شخص مسیحی نہیں بنجاتا لیکن یہہ امر سنشیوس کی دینی پختگی پر زیادہ تر دلالت کرتا
ہی کہ اُس نے اپنے ایک خط میں اِنسان کے شرف کی وجہہ یہہ بیان کی ہی کہ مسیح
نے اِسکے واسطے صلیب پر جان دی ہی نہ یہہ کہ وہ خدا کی روح کا ایک ٹکڑا ہی ÷

سنشیوس رفتہ رفتہ افلاطونی فلسفے سے مسیحی دین میں آیا لیکن ایک اَور
شخص اگستنوس نام جو ِمن بعد کلیسیا کا ایک نہایت مشہور پیشوا ہوا مدت کی
طیاری کے بعد دفعتاً مسیحی ہوگیا اور اُسکا حال گویا ایک آئینہ ہی جس میں اِنسانی

پختگی کے درجے صاف صاف نظر آتے ہیں اور اُس سے یہہ بھی عیان ہوتا ہی
کہ حکیم علی الاطلاق کیسی کیسی عجیب ترکیبوں سے لایق بندے اپنی خدمت کے
لئے پیدا کر سکتا ہی *

ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اگستنوس کی شفیق اور دیندار ماں مُنکا نے اُسکے
دل میں لڑکپن سے مسیحی دین کا بیج بویا لیکن یہہ بیج دفعتاً نہ اُگا اور پھل نہ لایا
اُس کی طبیعت میں بڑا زور تھا مگر روح القدس سے اِصلاح پائے بغیر وہ زور
وحشیانہ تھا۔ اُس کی طبیعت میں ایک نفسانی آگ تھی جو بغیر صاف ہونیکے آسمانی
نور نہ بن سکتی تھی۔ جو بیج اُسکے دل میں بویا گیا گویا کانٹوں میں پڑا اور کچھہ عرصہ تک
اُن میں دبا رہا (متی ۱۳) جب جوانی کا زور اُسپر غالب ہوا تو ہوا و ہوس نے اُسکی
طبیعت کو اُبھارا اور وہ شہر کرتاگو میں عیش و عشرت میں مستغرق ہوا یہیں اُسنے
علم بلاغت تحصیل کیا اور رفتہ رفتہ اپنے بچپن کی تعلیم اور اُس خدا سے جسکی نذر
اُس کی دیندار ماں نے اُسے کیا تھا جدا ہوا اور چونکہ دنیا میں اب اُسکو کسی
طرح کی قید نہ رہی اِسواسطے وہ بیدھڑک نفسانی خواہشونکی پیروی کرنے لگا *

اکثر اوقات جب اِنسان اپنے کو گناہوں کے اندھیرے میں ڈالدیتا ہی تو
خدا اپنے فضل سے اُسکے دل میں روشنی کی ایسی شعاع ڈالتا ہی جو ظاہری اور
باطنی وسایل سے اُس کی روح کو تربیت کرتی ہی اور اگر وہ اُس شعاع کو اپنے دل
میں جگہہ نہیں دیتا اور فضل خداوندی کو قبول نہیں کرتا تو اِس حال میں بھی اُسکے

دل میں ایک طرح کی بیقراری پیدا ہو جاتی ہی اور جب تک وہ خدا کی طرف رجوع نہیں
کرتا اور باطنی آرام سے اُسکی روح سیر نہیں ہوتی اُسوقت تک اُسکو چین نہیں آتا
چنانچہ جب اگستنوس اُنیسویں سال میں علم بلاغت تحصیل کرتا تھا [illegible] کی ایک
کتاب کے مطالعہ سے جس میں فلسفے کی تعریف تھی تمام دُنیوی چیزیں اُسکو ہیچ
نظر آنے لگیں اور یقین کلی ہو گیا کہ معرفت حق کے سوا اِنسان کی کوئی شی اُسکے لایق
کوئی شی نہیں چنانچہ وہ خود اپنی کتاب اِقرارات میں کہتا ہی قولہٗ یکبارگی ہر ایک
باطل ہوس جاتی رہی اور غیر فانی معرفت کا عجیب شوق میرے دل میں بھر گیا اور اے
خدا میں تیری طرف رجوع لانے کو طیار ہوا اِس اِشتیاق سے اگستنوس کی طبیعت
بغیر اُسکے آگاہ ہونے کے خدائے برحق کی طرف مایل ہوئی جس سے اُسکو حق کی
معرفت اور دانش حاصل ہو سکتی تھی اور لڑکپن کی تعلیم بھی اُسکو اُسیطرف کھینچتی تھی
قولہٗ چونکہ میں نے بچپن سے جب میرا دل نرم تھا نجات دہندہ کا نام ماں کے
دودھہ کے ساتھہ پایا تھا اور وہ میرے دل پر نقش ہو گیا تھا اِسواسطے کیسی ہی
کوئی شی خوبصورت اور لطیف ہوتی تھی مگر تیرے نام کے بغیر میری طبیعت کو اپنے
اُوپر فریفتہ نہ کر سکتی تھی۔ پس وہ کتاب مقدس کی طرف متوجہ ہوا جسکا اثر لڑکپن
ہی سے اُسکے دل پر ہوا تھا لیکن چونکہ اُسکے مزاج میں سادگی اور فروتنی نہ تھی اور
اُسکو ظاہری امور پر نظر بہت تھی اِسواسطے وہ مسیح کی خادمانہ صورت میں اُس کی
اصلی بزرگی نہ پہچان سکا قولہٗ میں اپنے غرور کے سبب تیرے پیچھے پن سے [illegible]

کرتا تھا اور میری نظر تیری اندرونی حقیقت تک نہ پُہنچ سکتی تھی۔ تو اپنی عظمت چھوڑ[کر]
پر ظاہر کرتا ہی لیکن مجھہ کو چھوٹا بننے سے شرم آتی تھی اور میں غرور سے پھولکر آپ[کو]
بڑا سمجھتا تھا اِنتہی۔ اور وہ ایک وعظ میں کہتا ہی قولہٗ جب میں نے جوانی میں کتب
مقدسہ کا مطالعہ شروع کیا تو میری طبیعت تیز تھی اور نئی باتوں کی ازحد شایق [تھی]
لیکن دینداری اور تلاش حق پر مایل نہ تھی۔ میں نے اپنے دل کی بُرائی سے خدا
کا دروازہ اپنے اُوپر بند کرلیا۔ بجائے اِسکے کہ اُسکو کھٹکھٹا کر کھُلواتا میں نے ایسا
طریق اِختیار کیا کہ وہ میرے لئے بند رہے کیونکہ جو شی فروتنی سے مل سکتی تھی میں
غرور سے اُسکے حاصل کرنے کی جُرات کی۔ اِس اثناء میں اگستنوس کی ملاقات
منکھی فرقے کے لوگوں سے ہوئی جو عام مسیحیوں پر یہہ طنز کرتے تھے کہ تم دینی ا[مور]
میں تحقیق کام میں نہیں لاتے بلکہ اپنے پیشواؤں کی تقلید کرتے ہو۔ اور اُنہوں نے
اُس سے یہہ وعدہ کیا کہ ہمارے فرقے میں شامل ہونے سے تجھہ کو ایسا عرفان
حاصل ہوگا کہ تیرے سارے شکوک رفع ہوجائینگے اور دل کے عقدے کھُل جائینگے
چونکہ اگستنوس کے دل میں جوانی کے سبب سے نئی باتوں کے معلوم کرنے کا
ازبس جوش تھا اِسلئے یہہ وعدہ نہایت پسند آیا اور اُس فرقے کی دقیق اور انوکھی
باتوں نے اَور بھی اُسکو اپنی طرف کھینچا کیونکہ اُس کی طبیعت اُن لوگوں کی سی نہ
تھی جو ظاہری اور سہل باتوں کو تو فوراً مان لیتے ہیں لیکن غور طلب اور گہری باتوں

سے گھبراتے ہیں بلکہ اُن لوگوں کی سی تھی جو دشوار اور پیچیدہ باتوں کو بڑی عقل کی
باتیں تصور کرتے ہیں مگر اُس دینی تعلیم کی قدر نہیں کرسکتے جو سادی اور صاف ہوتی ہی +
منکھیوں میں دو درجے تھے ایک وہ لوگ جن سے اِس فرقے کے
راز مخفی رکھے جاتے تھے۔ دوسرے وہ جن پر معرفت کی اعلیٰ باتیں پوری پوری
ظاہر کیجاتی تھیں۔ اگستنوس کی آنکھہ اُسوقت پر لگی ہوئی تھی جب اُسکو اُمید تھی
کہ میں بھی اعلیٰ درجے میں شامل ہونگا اور سارے بھید مجھہ کو بتائے جائینگے اور
اِسلئے اُس نے بڑے شوق سے اوّل درجے کی تعلیم پائی لیکن اُس تعلیم سے
اُسکو کچھہ فایدہ نہ ہوا اور وہ ایسی پریشانی اور تردد میں رہا جیسا رسول نے اپنے
تجربے سے رومی ۷ باب میں بیان کیا ہی۔ وہ آٹھہ برس تک اِسی خلجان میں رہا اور
اِس عرصے میں اُسپر ثابت ہوگیا کہ منکھی فرقے میں بھی بہت سی مشکلات ہیں پس وہ
گرتا گویں اِس فرقے کے ایک پیشوا فاسٹس نامے کے پاس گیا جو ذکاوت
اور طبیعت کی تیزی میں مشہور تھا لیکن اگستنوس کو اُس سے بھی دلجمعی نہ ہوئی اور
چونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ جب کوئی شخص حق اور دلجمعی کے حاصل کرنے کی اُمید سے
کوئی مذہب اِختیار کرتا ہی مگر اُسکا مقصد حاصل نہیں ہوتا تو وہ ہر ایک مذہب کی نسبت
شبہ کرنے لگتا ہی پس ایسا ہی اگستنوس بھی مذہب کے اعتبار سے بالکل شکّی
ہوجانے کے قریب قریب تھا مگر چونکہ اُسکے دل میں حصول معرفت کی آرزو جمی ہوئی
تھی اسواسطے وہ مایوسی سے بچا اور اِس وجہ سے کہ ہر حال میں خدا پر اُسکا ایمان

مضبوط رہا تھا اُسکو اِس اُمید سے کہ جو آرزو خدا نے میرے دل میں پیدا کی ہے وہ اُسکو
ضرور پورا کریگا نہایت تشفی ہوتی تھی اِسلئے وہ اکثر بکمال گریہ وزاری خدا سے یہہ دعا
مانگا کرتا تھا کہ وہ راہ حق میں اُس کی ہدایت کرے اور بچپن کے خیالات اُسکو مسیحی
دین کی طرف مایل کیا کرتے تھے ۔ اُس نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر خدا اِس دین
کو تلون مزاج آدمیوں کے لئے جنکے خیالات ڈانواں ڈول رہتے ہیں حصول معرفت
اور نجات کا ذریعہ نہ ٹھہراتا تو وہ باوجود ایسے بڑے معرکوں کے دنیا میں غلبہ نہ پاتا
اور آدمیوں کے دلوں کی اِسقدر اِصلاح نہ کرتا اِس حال میں میلان کے معزز
اُسقف امبروس کے وعظوں نے اگسٹنوس کے دل پر نہایت اثر کیا وہ ایمان
لانا چاہتا تھا مگر پھر دھوکھا کھانے سے ڈرتا تھا اور ربانی امور میں ایسا بدیہی
یقین حاصل کرنا چاہتا تھا جیسا اُسکو تین اور سات کے ملنے سے دس ہو جانے
کا یقین تھا ؎

وہ اِس حال میں افلاطون کے فلسفہ ثانی سے آگاہ ہوا جو اُسکے حق میں
منکھی فرقے اور بدعقیدتی سے بچکر مسیحی دین میں آنے کا وسیلہ ہوا اِس فلسفے
کی بہت سی باتیں مسیحی دین سے کسی قدر ملتی تھیں مگر وہ مسیحی دین کی طرح تاریخی
محکم بنیاد نہ رکھتا تھا اِس فلسفے کی مدد سے یوحنا کی انجیل کی پہلی آیت ۔ اِبتدا میں
کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اُسکے فہم میں آئی لیکن اُسکو
اُس کلمے کی راہ نہ ملی جو مجسم ہو کر دنیا میں آیا اور آدمیوں میں رہا اور جنہوں نے

اُسے قبول کیا اُن کو خدا کے فرزند ہونے کا اِقتدار بخشا قولہ یہہ بات کہ روحیں
ازلی کلمے ہی کی معموری سے شادمانی اور ازلی حکمت ہی کے اختلاط سے دانش
پاسکتی ہیں اُس میں پائی جاتی ہے ۔ لیکن یہہ بات کہ وہ کلمہ خاص وقت پر گنہگاروں
کے لئے مرا اور تو نے اپنے بیٹے سے دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کے واسطے اُسے حوالہ
کیا اُس میں نہیں پائی جاتی کیونکہ یہہ بات تو نے داناؤں اور ہوشیاروں سے
پوشیدہ رکھی ہے مگر بچوں پر ظاہر کی ہے تاکہ سب تھکے اور بھاری بوجھ کے تلے دبے
ہوئے اُسکے پاس آئیں اور وہ اُنہیں قبول کرے کیونکہ وہ غریب اور فروتن ہے اور
غریبوں پر اپنی راہ ظاہر کرتا ہے اِسواسطے کہ ہماری فروتنی اور خستہ حالی پر مہربانی سے
نظر کرتا ہے اور ہمارے سب گناہ بخشدیتا ہے ۔ لیکن جو لوگ ایسی تعلیم پر جو اعلیٰ سمجھی جاتی
ہے غرور کرتے ہیں وہ اُس کی آواز نہیں سُنتے جو کہتا ہے مجھ سے سیکھو کیونکہ میں
حلیم اور فروتن ہوں تو تم اپنے جیوں میں آرام پاؤ گے ۔ وہ اگرچہ خدا کو جانتے ہیں
مگر اُسکی تعظیم لایق طور پر نہیں کرتے اِسلئے اُنکے خیالات بگڑ جاتے ہیں انتہیٰ ۔
اگسٹنوس نے اِس فلسفے کو جس سے اُسکے دل میں ربانی باتوں کا شوق پیدا ہوا
تھا اپنے بچپن کے دین سے ملانا چاہا چنانچہ اُس نے مسیح کو صرف خدا کا ایک
نہایت برگزیدہ بندہ سمجھا اور ایک مذہب جو صرف چند خیالات پر مشتمل تھا ایجاد کیا
گو وہ تجربہ نہ رکھتا تھا مگر ربانی باتوں کا ذکر بڑے تجربہ کار آدمی کی طرح کیا کرتا تھا
قولہ میں چاہتا تھا کہ فلاسفر سمجھا جاؤں اور غرور کی سزا اپنے دل میں پاتا تھا مگر

پھر بھی نہ روتا تھا جس محبت کی بنیاد فروتنی یعنے یسوع مسیح ہی وہ اُسوقت کہاں تھی
اِنتھی ۔ فلسفۂ افلاطون میں ایسی قوّت نہ تھی کہ اُسکی مدد سے اگستنوس اپنی اُن
نفسانی خواہشوں پر غلبہ پاتا جنکو دباتے دباتے اُسکو دس برس گذر گئے تھے۔
وہ اب بھی گویا خدا اور دنیا کے بیچ میں لٹکا ہوا تھا۔ اُسکے خیالات بڑھتے ہوئے
تھے اور بعض اوقات اُسکو اپنے دلی جوش کی وجہ سے یہہ گمان ہوتا تھا کہ میرا
مقصد برآیا لیکن جب دنیوی امور میں پھر مشغول ہوتا تھا تو اِس حالت کا نشان
تک باقی نہ رہتا تھا کیونکہ اصلی روحانی حیات صرف کلمے پر ایمان لانے سے جو مجسّم
ہوا تھا حاصل ہو سکتی ہی نہ کہ کبھی کبھی دل میں دینی جوش کے پیدا ہو جانے سے ۔
اگستنوس کہتا ہی قولہٗ میں وصل اِلٰہی کا سرور حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن جب تک
میں نے اُسکو قبول نہ کیا جو خدا اور اِنسان کا درمیانی ہی یعنے اِنسان یسوع مسیح
جس نے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں اُسوقت تک میرا مدّعا حاصل نہوا ۔ میں نے
فروتنی سے آپ کو فروتن (یسوع مسیح) پر نہیں ڈالا اور میں نہ سمجھا کہ اُسکی ناتوانی
سے کیا کچھہ تعلیم ملسکتی ہی کیونکہ تیرا کلمہ جو ازلی اور برحق ہی اور کُل مخلوقات پر شرف
رکھتا ہی اُنہیں لوگوں کو اپنے پاس کھینچتا ہی جو اُس سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور اُسنے
اپنے لئے ادنیٰ مسکن زمین کی خاک سے بنایا تاکہ ہمکو فروتن بناکر نفس کی غلامی
سے چُھڑائے ۔ اپنی طرف کھینچے ۔ غرور کو ڈھائے محبّت کو بڑھائے تاکہ ہم آیندہ تکبّر
نہ کریں بلکہ خدا پر خوض کرنے سے جس نے آپ کو ناتوان بنایا ناتوان بنکر عاجزی

سے آپ کو اُسکے سامھنے ڈالدیں اور تب تو ہم کو اُٹھائے ۔ چونکہ اگستنوس اپنی بیکسی
اور ناتوانی سے آگاہ ہوئے بغیر نجات دہندہ کی طرف رجوع نکر سکتا تھا اور اُس سے
قوت نہ پا سکتا تھا لیس خدا نے مختلف وسایل سے اُس کی عاجزی اور ناچاری
سے اُسکو آگاہ کیا ❖

فلسفہ افلاطون کے مطالعہ کے بعد اگستنوس نے پھر کتاب مقدّس کا
مطالعہ شروع کیا جس سے وہ گیارہ برس پہلے رُک گیا تھا اب بھی اُس کو یہہ
یقین نہ تھا کہ یہی کتاب معرفت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہی لیکن چونکہ اُس کی
طبیعت اپنے بچپن کے دین کی طرف رجوع کرتی تھی اِسلئے اُسکو یہہ گمان تھا کہ
فلسفہ افلاطون کی اعلیٰ دانش اُسکو ایک نئی صورت سے اِس کتاب میں ملیگی اور
اِس ذریعے سے اُسکا عقیدہ زیادہ مضبوط ہو جائیگا ۔ اور اوّل اُسکو رسول پولوس
کی مقدّس تحریروں سے واقفیت ہوئی جسکے مزاج اور زندگی کو اگستنوس سے خاص
مناسبت تھی اور جس کی تحریروں میں بہت سے ایسے خیالات تھے جو موجودہ حالت
کے لحاظ سے اگستنوس کے حق میں نہایت مفید تھے اور فلسفۂ افلاطون میں نہ پائے
جاتے تھے ۔ پولوس کی تحریرات سے اگستنوس کو اپنے دل کی اصلی کیفیت معلوم
ہوئی اور وہ سمجھا کہ سُستی سے دینی اُمور کے خیال میں خوش رہنا اور بات ہی اور
خدا میں زندگی گذارنا دوسرا امر ہی ۔ کمال کے خیال اور کمال کے حصول میں زمین
و آسمان کا فرق ہی ۔ اُسپر یہہ بات ثابت ہوگئی کہ جس حال میں اِنسان اپنی نفسانی

خواہشوں پر غلبہ نہیں پا سکتا خدا کی شریعت کی خوبی سے اُسکا خوش ہونا محض
بیکار ہی اور بڑی بات اِنسان کے لئے یہہ ہی کہ ایسا راستہ اُسکو ملے کہ وہ دور
ہی سے خدا کو دیکھکر خوش نہ ہو بلکہ اپنے گناہوں سے پاک ہو کر پاک خدا کا مسکن
بنجاوے غرضنکہ اُس نے یہہ کہنا سیکھا قولہٗ خراب و خستہ حال آدمی کیا کر سکتا
ہی کون اُسکو خستہ حالی سے بچا سکتا ہی۔ صرف خدا کا فضل یسوع مسیح کے وسیلے
سے جس نے اُس نوشتے کو جو ہمارے خلاف تھا مٹا یا ہی انتہی ÷

اگستنوس فلسفہ افلاطون اور رسول پولوس کی تعلیم کے مقابلے میں مشغول
تھا کہ ایک روز اُسکا ہموطن پُنطِشیان نامے جو شہنشاہی دربار میں ایک اعلیٰ عہدے
پر ممتاز تھا اُس کی ملاقات کو آیا اُس نے اُس کی میز پر رسول پولوس کی تصنیفات
پائیں اُسکو حیرت ہوئی اور دینی باتوں کا ذکر ہونے لگا۔ اِسی اثنا میں رہبانیت کا
ذکر بھی ہوا جسکا چرچا اُس زمانے میں بہت تھا کیونکہ اکثر سرگرم مسیحی دنیا پرست
لوگوں کے خلاف یہہ طریق اِختیار کرتے تھے پنطشیان نے اپنے دوست کے
سامھنے حکایت ذیل بیان کی اور اُس نے بڑی توجہ سے سُنی قولہٗ میں شہنشاہ
کی ہمرکاب ترویز کو آیا بادشاہ تماشا دیکھنے کو گیا تھا اور میں سہ پہر کو تین ہم خدمتوں
اور دوستوں کے ساتھہ شہر پناہ کے متصل باغوں میں چہل قدمی کو گیا ہم دو دو
چلے جاتے تھے دو ہم میں سے آگے بڑھہ گئے اور ایک راہب کے حُجرے پر
پُہنچے یہاں ہم نے راہبوں کے پیشوا اَنتھنی کا تذکرہ پایا ایک ہم میں سے پڑھنے

لگا اور اُسکے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اُسکو کامل یقین ہو گیا کہ جو سعی اُس نے ابتک
دنیوی ثروت و عزت کے حصول کے لئے کی تھی وہ سب ہیچ تھی اور اُس نے
پُکار کر کہا قولہٗ ہم کیوں محنت کرتے ہیں دربار میں شہنشاہ کی مہربانی سے بڑھکر
ہمکو کونسی شے حاصل ہو سکتی ہی اور معلوم نہیں کہ یہہ بھی کب حاصل ہو لیکن اگر میں
خدا کا دوست بننا چاہوں تو ایک لمحے میں بن سکتا ہوں انتہی۔ اُسنے فوراً
شہنشاہی ملازمت ترک کی اور راہب بنکر وہیں رہنا اِختیار کیا تاکہ صرف دینی
اُمور میں مشغول رہے ÷

اِس حکایت کے بیان کرنے سے اگستنوس کے دوست کا کوئی خاص
مطلب نہ تھا لیکن اگستنوس کے دل کی حالت ایسی تھی کہ اِس حکایت نے
اُسپر نہایت اثر کیا جو کچھہ اِس شخص نے ایک لمحے میں کر دکھایا وہ اگستنوس سے
باوجود کمال سعی کے بارہ برس کے عرصے میں بھی نہ ہو سکا تھا۔ اِسی واسطے
اگستنوس نے کہا قولہٗ ہم کتنی مدت تک علم کے وسیلے سے نفس کے ساتھہ
لڑتے رہینگے اِس شخص نے بغیر فلسفے کے ایک لمحے میں اپنی ساری نادانیاں
ترک کر دیں انتہی۔ اِس خیال سے وہ نہایت ندامت اور رنج کی حالت میں باغ
میں گیا اور ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اُسوقت اُس کی باطنی حالت اُس کی
آنکھوں میں بھر گئی اور اُس نے رو رو کر خدا سے دعا مانگی مگر اُسکے دل کو قرار نہوا
اِس حال میں اُس نے پاس کے ایک مکان میں سے ایک بچّے کی آواز سُنی

جو بار بار پُکار پُکار کر کہہ رہا تھا (لے اور پڑھ) اُس نے اِن کلمات کو ہدایت
اِیزدی تصور کیا اور جو کتاب مقدس اُس نے ایک تختے پر رکھدی تھی اُسے
اُٹھایا اور کھولکر پڑھا۔ جو کلمات اوّل اُس کی نظر پڑے یہہ تھے۔ خداوند یسوع
مسیح کا جامہ پہن لو (رومی ۱۳-۱۴) اِن کلمات سے اُسکے قلب کو فوراً تسکین
اور تقویت حاصل ہوئی پس اُس نے سب پچھلے خیالات چھوڑکر خودی کو دل سے
بُھلایا۔ اور اپنے کو نجات دہندہ کے حوالے کیا اور اُس کی اِطاعت قبول کی
اگرچہ یہہ کام بظاہر چند لمحوں میں ہوا لیکن درحقیقت اگستنوس کی ساری گذشتہ
زندگی کی طیاری کا نتیجہ تھا جس میں اُس کی پختگی کے کئی درجے صاف صاف
نظر آتے ہیں ؞

دوسرا باب

اصلی اور نام کے مسیحی - اور بعض سرگرم مسیحیوں کا علیحدگی اِختیار کرنا - اور بچّوں پر اُنکی دیندار ماؤں کی تربیت کا اثر -

چونکہ بہت سے آدمی جیسا ذکر ہو چکا ہی دنیوی طمع سے مسیحی ہو جاتے
تھے یا محض عادت کے زور سے کلیسیا میں شامل رہتے تھے پس ایسے لوگوں
میں مسیحی دین کی پاک کرنیوالی قدرت کا نمایاں نہ ہونا تعجب میں داخل نہ تھا
اسیوجہ سے کلیسیا میں بہت سے ایسے آدمی پائے جاتے تھے جو مسیحی دین کی
اصل حقیقت سے آگاہ نہ تھے اور یہہ سمجھتے تھے کہ صرف بڑی عیدوں پر گرجا
میں جانا کافی ہی اور دینی امور میں زیادہ تر غور کرنا خادمان دین اور راہبوں کا کام ہی
اِسی سبب سے خرسوستم نے اِس امر کی شکایت کی کہ گرجائیں عیدوں پر تو آدمیوں
سے بھر جاتی ہیں مگر اَور موقعوں پر خالی نظر آتی ہیں قولہٗ عیدوں پر جن لوگوں کا
ہجوم رہتا تھا اب وہ کہاں ہیں۔ جب میں غور کرتا ہوں کہ بہت سے بھائی بہک
گئے اور جنکو نجات کی فکر ہی وہ بہت تھوڑے ہیں اور کلیسیا کا بڑا حصہ ایک لاش

کی مانند ہی تو مجھہ کو نہایت رنج ہوتا ہی انتہی - وہ ایک اَور نصیحت میں اُن لوگوں
کی طرف جو پاک کتاب کا مطالعہ کرنا اپنا کام نہ سمجھتے تھے اشارہ کر کے کہتا ہی
قولہٗ میں ہمیشہ یہہ نصیحت کرتا رہا ہوں اور کرتا رہونگا کہ کتاب مقدس کو گرجا ہی
میں نہیں بلکہ گھر میں بھی پڑھنا چاہیئے اور میں یہہ بھی چاہتا ہوں کہ خانگی مجلسوں
میں بھی اُسپر توجہ کیجائے - کوئی شخص بے پروائی سے ایسے بیجا کلمات مُنہہ سے
نہ نکالے کہ مجھے کچہری میں رہنا ہوتا ہی - دُنیوی کاروبار کا اہتمام میرے ذمے ہی
کام سے فرصت نہیں - بی بی اور بچے پالتے ہیں - گھر کے دھندوں سے چھٹکارا
نہیں - کاروباری آدمی ہوں - پاک کتاب کا پڑھنا میرا کام نہیں بلکہ یہہ اُنکا
کام ہی جو دنیا کو چھوڑکر پہاڑوں پر جا بیٹھتے ہیں - ذرا دیکھہ تو سہی جبکہ تو ہزارہا
افکار میں گھرا ہوا ہی تو کیا کتاب مقدس کا پڑھنا تیرا کام نہیں - تجھہ کو تو اَوروں
کی نسبت اُسکے پڑھنے کی زیادہ تر ضرورت ہی جن لوگوں نے تنہائی اِختیار
کی ہی وہ تو گویا آرام سے بندرگاہ میں ہیں لیکن ہم جو زندگی کے سمندر میں غوطے
کھارہے ہیں ہر وقت کتاب مقدس کی حاجت رکھتے ہیں - وہ لڑائی کے میدان
سے دور ہیں مگر تو لڑائی میں تازے زخم کھا رہا ہی اِسواسطے تجھہ کو وسایل نجات کی
زیادہ تر ضرورت ہی - بہتیرے افکار - غصے یا غم کی پیدا کرنیوالی بہت سی چیزیں
نمود اور غرور کی بہت سی ترغیبیں - بہت سی تکلیفیں ہمکو چاروں طرف سے
گھیرے ہوئے ہیں - ہزاروں برچھیاں ہر جانب سے ہمپر پڑتی ہیں اِسواسطے

ہمکو کتب مقدسہ کے سارے ہتھیار ہمیشہ درکار ہیں انتہی جیسے رسولوں کے زمانہ
میں مُشرکین اُن مسیحیوں کو جو پرہیزگاری سے زندگی گذارتے تھے دیوانہ بتاتے
تھے اِسیطرح اِس زمانے میں نام کے مسیحی اُن لوگوں پر ہنستے تھے جو نہ صرف
زبان سے نجات دہندہ کا اِقرار کرتے تھے بلکہ لایق طور پر اُس کی پیروی بھی
کرنی چاہتے تھے اگستنوس کہتا ہی قولہٗ جیسے اُس شخص کو جو مُشرکین میں سے
مسیحی بنتا ہی بہت سی سخت کلامی سہنی ہوتی ہی اِسی طرح اُن مسیحیونکو جو اَوروں سے
بہتر بننا اور دین کا پابند ہونا چاہتے ہیں دیگر مسیحیوں سے ملامت اُٹھانی پڑتی
ہی - ای بھائی اگر تو ایسے مقام پر رہتا ہی جہاں کوئی مُشرک نہیں تو کیا - یہاں
مسیحیوں کی کوئی بدگوئی نہیں کرتا مگر مسیحی - کیونکہ یہاں کوئی مشرک نہیں لیکن
ایسے مسیحی بہت سے ہیں جو بدی میں زندگی گذارتے ہیں اور جو کوئی اُن کے
ہمسایوں میں مسیحی طور پر زندگی گذارنی چاہتا ہی - بے اعتدالی کرنیوالوں میں اعتدال
سے - بدکاروں میں پرہیزگاری سے بسر کرتا ہی - نجومیوں سے صلاح مشورہ لینے
والوں میں سچے دل سے خدا ہی کی پرستش کرتا ہی اور ایسے بُرے کاموں سے
بچتا ہی - تماشوں کے شایقوں میں صرف گرجا جانا چاہتا ہی تو مسیحیوں ہی میں
بہت سے اُسے بُرا کہنے لگتے ہیں جنکی سخت کلامی اُسکو اُٹھانی پڑتی ہی وہ طنز
سے کہتے ہیں ای بڑے مقدس تو ضرور کوئی الیاس یا پطرس ہی جو آسمان سے
اُتر آیا ہی انتہی - وہی مصنف ایک اَور نصیحت میں کہتا ہی قولہٗ جو شخص دینداری

اختیار کرتا ہے دنیا کو ہیچ سمجھنے لگتا ہے۔ تکلیفوں کا بدلا نہیں لیتا۔ دولت کی پروا نہیں
کرتا۔ دنیوی نعمتوں کی تلاش میں نہیں رہتا بلکہ اُن کو حقیر جانتا ہے ہمیشہ خداوندی
کا خیال رکھتا ہے۔ مسیح کی راہ سے نہیں پھرتا ایسے شخص کو تُشرک ہی دیوانہ نہیں
بتاتے بلکہ زیادہ تر افسوس یہہ ہے کہ کلیسیا میں بھی ایسے بہت سے غافل آدمی
موجود ہیں جو اُسکو کہتے ہیں کہ تجھہ کو کیا ہوگیا ہے۔ تو اِس طرح کیوں بسر کرتا ہے۔ کیا
صرف تو ہی مسیحی ہے جو کچھہ اَور لوگ کرتے ہیں تو کیوں نہیں کرتا۔ نجومیوں اور فال
بتانیوالوں کی طرف اَوروں کی طرح کیوں رجوع نہیں کرتا ہے۔ ایک اَور مقام پر یہی
مصنف لکھتا ہے قولہٗ جو شخص نہ اقوال سے بلکہ افعال سے یہہ ظاہر کرتا ہے کہ دنیا
مجھہ سے مصلوب ہوئی اور میں دنیا سے۔ وہی مسیح کا نام لایق طور پر لیتا ہے۔ ایسا
شخص دنیا کو ناچیز سمجھتا ہے۔ جو چیزیں آدمیوں کو پیاری لگتی ہیں اُن کی قدر نہیں
کرتا۔ تکلیفوں کو خیال میں نہیں لاتا۔ ایذا کا بدلا نہیں چاہتا۔ اپنے دشمنوں کے
حق میں بھی دعا مانگتا ہے جب کوئی شخص ایسا طریق اختیار کرتا ہے تو اُس کے سب
قرابتی اور دوست غُل مچاتے ہیں دنیا پرست لوگ کہتے ہیں کہ تو کیوں دیوانوں
کی سی باتیں کرتا ہے تجھہ کو جنون ہوگیا ہے کیا اَور لوگ مسیحی نہیں ہیں۔ یہہ تو حماقت
اور دیوانہ پن ہے نہیں۔ یہہ وہی باتیں تھیں جنکا تجربہ خود اگستنوس کو ہو چکا تھا اور
جو لوگ عوام کی پیروی نہ کرنی چاہتے تھے اُن کے فایدے کے لئے اُس نے
اپنے تجربے سے یہہ بھی کہا قولہٗ میں جو کچھہ کہتا ہوں اُسکا تجربہ میرے سوا اور

مسیحیوں کو بھی ہو چکا ہے کیونکہ کلیسیا ایسے لوگ ہمیشہ پیدا کرتی رہتی ہے۔ جب کوئی
مسیحی دینداری سے زندگی بسر کرتا ہے۔ نکوکاری میں سرگرمی ظاہر کرتا ہے۔ دنیا کو ہیچ
سمجھتا ہے چونکہ اُسکا طریق اَوروں کو انوکھا معلوم ہوتا ہے پس لوگ اُسپر طعن کرتے
ہیں اور مقابلے سے پیش آتے ہیں لیکن اگر وہ اپنے استقلال اور تحمل سے اُن پر
غلبہ پاتا ہے نیکی کرنے میں سُست نہیں ہو جاتا تو وہی لوگ جو پہلے مخالفت کرتے تھے
اب اُس کی نقل کرنے لگتے ہیں کیونکہ جب تک اُن کو یہہ اُمید رہتی ہے کہ یہہ شخص
کہا مان جائیگا تو اُس میں عیب نکالتے ہیں اور بدزبانی سے پیش آتے ہیں لیکن جب
اُسکے استقلال سے مغلوب ہو جاتے ہیں تو بدلکر کہنے لگتے ہیں کہ یہہ بڑا بزرگ اور
مقدس ہے۔ جسے خدا ایسی توفیق دے وہ بڑا خوشحال ہے۔

کیا اچھا ہوتا اگر ایسے مسیحی جنکے دلوں میں محبت کی حرارت تھی اُن مسیحیوں
نے جن کی طبیعتیں ٹھنڈی پڑگئی تھیں اپنی روشنی چمکاتے اور جس نے اُنکو تاریکی
سے اپنی عجیب روشنی میں بُلایا تھا اپنے اقوال و افعال سے اُسکی خوبیاں ظاہر
کرتے۔ لیکن بعض مسیحی اپنی محبت کے ولولے میں جنگلوں میں جاکر گوشہ نشینی اختیار
کرتے تھے کیونکہ دینی اُمور میں عام مسیحیوں کی لاپروائی نہ دیکھہ سکتے تھے اور جو
لوگ بظاہر مسیحی تھے مگر اُن کے اخلاق و اطوار بُرے تھے اُن سے اُن کو نفرت
آتی تھی اور بعض مسیحی اگرچہ تنہائی اختیار نہ کرتے تھے مگر تاہم عام لوگوں سے
میل جول چھوڑ دیتے تھے اور چند ہم مزاج آدمیوں کے ساتھہ خانقاہوں میں رہنا

اِختیار کرتے تھے اور بعض کلیسیا سے بالکل دست بردار ہوجاتے تھے کیونکہ وہ
یہہ خیال کرتے تھے کہ بُرے آدمیوں کے خلط ملط کے سبب یہہ کلیسیا مسیح کی
سچی کلیسیا نہیں جو پاک ہیں وہ اپنے لئے ایک پاک کلیسیا علیحدہ قایم کرنی
چاہتے تھے یہہ لوگ اِس بات سے بیخبر تھے کہ مسیحیوں کو دنیا سے بھاگ جانا
نہ چاہئے بلکہ وجلیبا نشوس کے قول کے موافق خداوند کی مدد پر بھروسا کر کے بدی
کا مقابلہ کرنا چاہئے جس نے اپنے شاگردوں سے کہا تھا میں نے تمہیں یہہ
باتیں کہیں تاکہ تم مجھہ میں اِطمینان پاؤ تم دنیا میں مصیبت اُٹھاؤ گے لیکن خاطر جمع
رکھو کہ میں نے دنیا کو جیتا ہی (یوحنا ۱۶-۳۳) اور یہہ دعا اُن کے حق میں مانگی تھی
میں یہہ درخواست تجھہ سے نہیں کرتا کہ تو اُنہیں دنیا سے اُٹھائے مگر یہہ کہ تو
اُنہیں بدی سے بچائے (یوحنا ۱۷-۱۶) اِن لوگوں نے یہہ بات خیال میں نہ رکھی
کہ جب تک ہم دنیا میں ہیں ہر طرحکی اندرونی اور بیرونی بُرائی سے لڑنا ہم پر فرض ہی
اور اندرونی بُرائی جو ہمارے دل سے پیدا ہوتی ہی زیادہ تر خطرناک ہی کیونکہ اُسکے
بغیر کوئی بیرونی بدی ہمکو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اِن لوگوں نے نہ سوچا کہ جس طرح
دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں پایا جاتا جو اپنی ذات سے پاک ہو۔ اِسی طرح کوئی
ایسی جماعت بھی نہیں پائی جاتی جو اپنی ذات سے پاک ہو اور پاکیزگی صرف اُسکو
حاصل ہوتی ہی جو خداوند سے اُسکا طالب ہوتا ہی کیونکہ خداوند اُسکو اپنی پاکیزگی
میں شریک کرتا ہی اور چونکہ ہر شخص اور جماعت میں گیہوں کے ساتھہ کڑوے دانے

اُگتے ہیں اِسلئے ہر ایک مسیحی کا یہہ کام ہی کہ گیہوں کی حفاظت کرے اور کڑوے دانوں کو
نہ پھیلنے دے لیکن ساتھہ ہی اُس خود پسند اور ناعاقبت اندیش سرگرمی سے بھی بچنا
چاہئے جو فصل کے کٹنے سے پہلے کڑوے دانے گیہوں سے جدا کرنا چاہتی ہی ایسی
سرگرمی کی نسبت شہر نزیانزس کا گریگری کہتا ہی قولہ ممکن ہی کہ تو کڑوے دانوں کے
ساتھہ چھپے ہوئے گیہوں بھی اُکھاڑ ڈالے اور کچھہ عجب نہیں کہ وہ تیری ذات سے بھی
کہیں زیادہ قیمتی ہوں انتہی۔ اور اگستنوس کہتا ہی قولہ سچا مسیحی کہاں چلا جائے
تاکہ اُسکو جھوٹھے بھائیوں کے سبب افسوس کرنا نہ پڑے۔ کیا جنگل میں۔ وہاں بھی
ٹھوکریں موجود ہونگی جس مسیحی نے اعلیٰ درجے پر ترقی کی ہی کیا وہ اَوروں سے علیحدہ
ہو جاوے تاکہ کسی کی برداشت نہ کرنی پڑے۔ اگر کوئی اِسیطرح اُسکی بھی برداشت
نہ کرتا تو اُسکو ایسی ترقی کیونکر حاصل ہوتی۔ اگر وہ کسی کی برداشت نہیں کرسکتا تو اِس
سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ ابتک اعلیٰ درجے کی ترقی سے محروم ہی دیکھو رسول کیا کہتا
ہی کمال خاکساری اور فروتنی کے ساتھہ صبر کر کے محبت سے ایک دوسرے کی
برداشت کرو (افسی ۴-۳) رسول سب کو ایک دوسرے کی برداشت کی ہدایت
کرتا ہی لیکن غور کر کیا تجھہ میں کوئی ایسی شی نہیں جسکی اَور لوگ برداشت کریں۔
اگر نہیں تو بڑے تعجب کی بات ہی لیکن مانا کہ نہیں تو اِس صورت میں تو اَوروں کی
برداشت کی زیادہ طاقت رکھتا ہی۔ تجھہ کو تو ضرورت ہی نہیں کہ کوئی تیری برداشت
کرے پس تو ہی اَوروں کی برداشت کر۔ تو کہتا ہی کہ میں نہیں کرسکتا۔ پس تجھہ میں

ایسی شے موجود ہو جس کی اَوروں کو برداشت کرنی ضرور ہو کیونکہ لکھا ہو محبت سے ایک
دوسرے کی برداشت کرو تو آدمیوں سے ایسا الگ رہتا کہ کوئی تجھہ کو نہیں دیکھہ
سکتا۔ پس تجھہ سے کسکو فایدہ پُہنچیگا اگر کسی سے تجھہ کو بھی فایدہ نہ پُہنچتا تو تجھہ کو
یہہ حالت کیونکر نصیب ہوتی۔ اِسکے بعد اگستنوس خاص اُن لوگوں سے خطاب کرتا
ہو جو دنیا سے علیحدگی اِختیار کرتے تھے مگر مسیحی صحبت کی غرض سے ہم مزاج آدمیوں
کے ساتھہ رہبانخانوں میں رہتے تھے قولہٗ وہ دنیا کے جھنجالوں سے بچکر گویا
بندرگاہ میں پُہنچے ہیں کیا اُن کو وہاں وہ خالص خوشی حاصل ہوتی ہو جس کا
وعدہ ہوا ہو۔ نہیں بلکہ وہ آہیں بھرتے ہیں بُری خواہشوں سے اُن کو چین نہیں
ملتا۔ کیا بد آدمی آسانی سے اُن میں شامل نہیں ہو سکتے ہیں۔ کیا سب کے دل
کا حال معلوم ہو سکتا ہو جبکہ آنے والے خود اپنی ذات کو نہیں پہچان سکتے پھر
تو اُن کو کیونکر پہچان سکتا ہو۔ کیا تو اچھوں کی صحبت سے بُرے آدمیوں کو نکالنا
چاہتا ہو۔ تو پہلے بُرے خیالات اپنے دل سے دور کر۔ ہم سب چاہتے ہیں کہ ہمارے
دل ایسے زور آور ہوں کہ بُرائی اُن میں دخل نہ پاوے۔ لیکن معلوم نہیں کہ بُرائی
کہاں سے دخل پاتی ہو اور ہمکو اپنے دلوں کی بُرائیوں کا ہر روز مقابلہ کرنا پڑتا ہو
حقیقت یہہ ہو کہ زندگی کی کسی حالت میں اَمن نہیں اَمن اُسی اُمید میں ہو جو خدا
کے وعدوں سے دل میں پیدا ہوتی ہو۔ جب ہم وہاں پُہنچینگے تو کامل اَمن حاصل
ہوگا۔ جب آسمانی یروشلم کے دروازے بند ہو جائینگے تو اُس وقت کامل خوشی

اور بڑی عید ہوگی انتہی۔ یہہ کلمے کیا اچھے ہیں۔ جو لوگ اَوروں سے نیکی کی حدّ
سے زیادہ اُمید رکھتے ہیں وہ اپنے دل سے واقف نہیں ہوتے اور نہیں سوچتے
کہ خود اُن کے دل میں کسقدر بُرائی بھری ہوئی ہو جسپر اُن کو افسوس کرنا اور جسکے
دور کرنے میں اُن کو کوشش کرنی ضرور ہو اور نہ وہ اِس بات کا خیال کرتے ہیں کہ
دنیا جو تکلیف کا گھر ہو اُس میں اِنسان کو کامل راحت حاصل نہیں ہو سکتی یہہ تو
آسمان ہی میں حاصل ہوگی۔ اگستنوس یہہ بھی بتاتا ہو کہ جو لوگ اِس بات کا خیال
نہیں رکھتے کہ دنیا میں نیکی اور بدی دونوں پاس پاس رہتی ہیں اور کلیسیا کی آسمانی
اور دنیوی حالت اور سچّے اور نام کے مسیحیوں میں فرق نہیں کرتے وہ پہلے تو
مسیحیوں کی حد سے زیادہ تعریف کرتے ہیں اور جب اُن کو اپنی غلطی معلوم ہوتی
ہو تو حد سے زیادہ اُن کی مذمت کرنے لگتے ہیں قولہٗ لوگ مسیحی کلیسیا کی تعریف
کرتے ہیں کہ مسیحی کیا اچھے آدمی ہیں آپس میں محبت رکھتے ہیں اور تا بمقدور ایک
دوسرے کو مدد دیتے ہیں پس جو شخص مسیحیوں کی تعریف ہی تعریف سُنتا ہو اور یہہ
نہیں جانتا کہ جو کچھہ بُرائی اُن میں ہو وہ مذکور نہیں ہوئی تو اُس کی طبیعت اُنکی طرف
از حد مایل ہوتی ہو لیکن جب وہ مسیحیوں میں بد آدمی بھی پاتا ہو جنکا ذکر اُسنے کبھی
نہ سُنا تھا تو وہ ٹھوکر کھاتا ہو اور سچّے مسیحیوں سے بھی کنارہ کرنے لگتا ہو اور اُسکے
دل میں ایسی دشمنی اور نفرت پیدا ہو جاتی ہو کہ وہ سب مسیحیوں کو بُرا کہنے لگتا ہو وہ کہتا

ہر کہ یہہ مسیحی کیسے لوگ ہیں کیا یہہ وہی نہیں جو تماشوں کے دن تماشا گاہوں
میں اور عیدوں کے دِن گرجاؤں میں بھر جاتے ہیں ÷

جو لوگ کسی کو سرگروہ بناکر علیحدہ کلیسیا قایم کرتے تھے وہ اکثر خاص خاص
شخصوں اور اِنسانی نیکی پر جھوٹھا بھروسا کرنے لگتے تھے۔ چنانچہ اگستنوس نے
ڈونٹس کے پیرووں میں یہہ بات پائی کہ اُن میں جو کچھہ تھا ڈونٹس ہی تھا
قولہٗ جب وہ کسی مُشرک کی زبان سے مسیح کی مذمت سُنتے ہیں تو اُسکے متحمل ہوتے
ہیں مگر ڈونٹس کی مذمت کی برداشت نہیں کر سکتے اِنتہی۔ اگستنوس ایسے لوگوں
کے برخلاف عمدہ طور پر کہتا ہی قولہٗ اِنسان پر کوئی بھروسا نہ کرے کیونکہ اِنسان
اُسیوقت تک کوئی چیز ہی جب تک اُسکا بھروسا خدا پر ہی اور جب وہ خدا سے
الگ ہوگیا تو پھر کچھہ بھی نہیں تجھہ کو اِنسان سے اِسطرح ہدایت پانی چاہیے کہ خدا
کی طرف بھی تیری نظر لگی رہے جو اِنسان کے دل کا روشن کرنیوالا ہی کیونکہ جو اِنسان
کے ذریعے سے تجھے ہدایت کرتا ہی اُسکے پاس تو خود بھی بے وسیلے آسکتا ہی اور یہہ
نہیں ہوسکتا کہ خدا اُسکو تو اپنے پاس آنے دے اور تجھے نہ آنے دے۔ اور
جو شخص خدا کے پاس ایسی طرح آتا ہی کہ خدا اُس میں رہتا ہی اُسکو ایسے لوگ بُرے
معلوم ہوتے ہیں جو خدا کے سوا دوسرے پر بھروسا کرتے ہیں۔ جو شخص آدمیوں
میں علیحدہ گروہ قایم کرنی چاہتا ہی وہ اُن پہاڑوں میں سے نہیں جنکو خداوند
روشن کرتا ہی وہ خداوند میں نور نہیں بلکہ اپنے میں تاریکی ہی ÷

جو لوگ اَوروں کی نجات سے غافل تھے اُن کے خلاف خرسیسٹم کہتا ہی قولہٗ
یہہ بات کہ ہر شخص کو اپنی ہی نجات کی نہیں بلکہ اَوروں کی نجات کی بھی فکر کرنی
چاہیے مسیح کے کلمات سے ثابت ہی کیونکہ اُس نے مسیحیوں کو نمک اور خمیر اور نور
کہا جو نہ اپنے لئے بلکہ اُن کے لئے چمکتا ہی جو تاریکی میں رہتے ہیں۔ اور تو بھی نور ہی
نہ اِسلئے کہ آپ ہی روشنی کا لطف اُٹھائے بلکہ اِسلئے کہ اَوروں کو بھی راہ راست
پر لائے وہ نور کس کام کا جس سے تاریکی میں رہنیوالوں کو فایدہ نہ پہنچے اِسی طرح
ایسا مسیحی بھی کس کام کا جو ایک گمراہ کو بھی ہلاکت سے نہ بچائے اور نیکی کی طرف
نہ لائے۔ نمک بھی دوسری چیزوں کو سڑنے اور بگڑ جانے سے روکتا ہی تو بھی ایسا
ہی کر جس حال میں خدا نے تجھے روحانی نمک بنایا ہی تو اعضا کو بگڑ جانے سے
روک۔ اور اُن کو کلیسیا کے صحیح و سالم تن میں شامل کر اِسیواسطے تجھہ کو خداوند نے
خمیر کہا کیونکہ تھوڑا سا خمیر بہت سے آٹے کو خمیر بنا دیتا ہی یہی کیفیت تمہاری
ہی اگرچہ تم تعداد میں کم ہو مگر اِیمان اور ربانی سرگرمی کے وسیلے سے شمار میں زیادہ
اور زور آور بن سکتے ہو۔ اگرچہ خمیر تھوڑا ہوتا ہی تاہم وہ اپنی ذاتی گرمی اور اثر سے
دخل کر لیتا ہی۔ اِسیطرح تم بھی اگر چاہو تو بہتوں کو اُبھار کر سرگرم بنا سکتے ہو اِنتہی ÷

جن لوگوں کے ذریعے سے مسیحی دین نے ترقی پائی اُنکے حالات پر غور
کرنے سے یہہ بات زیادہ تر ظاہر ہوتی ہی کہ خدا تعالیٰ اپنی عجیب کارسازی سے
کس کس طرح آدمیوں کو سچے دین کی طرف رجوع کرتا ہی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کی

ژکیپن کی مادری تربیت نے اکثر اُن پر بڑا اثر پیدا کیا چنانچہ گرگیری نزیانزدین کا احوال اِسکا مصداق ہی اُس کی دیندار ماں نوناکا ذکر ہو چکا ہی وہ اپنے پہلوٹے کو جسقدر جلد ہو سکا گرجا میں لیگئی اور اُسکو خدا کی نذر کیا تاکہ اُس کی زندگی دین ہی کی خدمت میں بسر ہو اور علامت کے طور پر انجیلوں کا ایک نسخہ بچّے کے ہاتھہ پر رکھا جب گرگیری کو یہہ بات یاد آتی تھی تو اُسکے دل پر بڑا اثر ہوتا تھا اور وہ آپ کو سموئیل سے تشبیہہ دیا کرتا تھا جسے حنا نے بچپن ہی میں خدا کی نذر کیا تھا وہ جوانی میں ایک بڑے سمندر کے ایک خطرناک طوفان میں مبتلا ہوا اور قریب تھا کہ اُسکا جہاز ٹوٹ جائے پس اُسوقت اِس خیال سے اُسکو نہایت رنج ہوا کہ میں بپتسما پائے بغیر مرونگا اور اُس نے بڑی سرگرمی سے رو رو کر دعا مانگی کہ خدا میری جان بچائے تاکہ میں اُس کی خدمت کروں جب اُس نے دیکھا کہ دعا قبول ہوئی اور جان بچ گئی تو اُس نے سوچا کہ میں اب دوبارہ گویا خدا کی نذر ہوا ہوں اور اِسواسطے اپنی ساری زندگی خدا کی خدمت میں بسر کرنی مجھہ پر از سرِ نو فرض ہوئی۔ وہ اپنی ماں کو ہمیشہ بڑی شکرگذاری سے یاد کیا کرتا تھا خاصکر اِس سبب سے کہ اُسکے ذریعے سے اُسکو دینداری کی نعمت حاصل ہوئی تھی وہ اُسکا احوال اِس طرح بیان کرتا ہی قولہٗ وہ کبھی تماشاگاہوں میں نہ جاتی تھی اور اگرچہ اُس کو اَوروں کی تکلیفوں کا نہایت خیال رہتا تھا تاہم وہ غم سے مغلوب نہ ہو جاتی تھی اور کیسا ہی سخت حادثہ اُسپر گذرتا تھا مگر وہ ہر حالت میں خدا کا شکر بجالاتی تھی

اور کسی عید پر ماتمی لباس نہ پہنتی تھی کیونکہ اُسکا دینی جذبہ اُسکے سارے جذبوں پر غلبہ رکھتا تھا اور آدمیوں کی نجات کا خیال اُسکے دل میں اپنے ذاتی اُمور سے زیادہ جوش پیدا کرتا تھا وہ گرجا میں بڑے ادب سے پرستش کیا کرتی تھی چنانچہ اُسکے ظاہری اطوار سے یہہ بات ثابت ہوتی تھی۔ نہ وہ گرجا میں کبھی کھانستی تھی نہ قربانگاہ کی طرف اپنی پُشت پھیرتی تھی انتہی۔ اگرچہ فی نفسہ یہہ کچھہ بڑی بات نہیں مگر چونکہ اُسکی خداترسی کا نشان ہی اِسلئے قدر کے لایق ہی۔ مرتے دم تک نونا کا یہی حال رہا چنانچہ وہ گرجا میں دعا مانگتی ہوئی مری ÷

نونا کی تربیت کا اثر اُسکے پہلوٹے بیٹے ہی پر نہیں بلکہ اُسکے دوسرے بیٹے سیزَرئیس پر بھی ہوا۔ اُس کی زندگی اُسکے بھائی گرگیری کی زندگی سے مختلف طور پر بسر ہوئی۔ وہ دنیا کے جھگڑوں میں زیادہ تر پھنسا رہا اور قسطنطنیہ میں بادشاہی طبیب بنا اور جب جولیان تخت پر بیٹھا تو وہ شاہی خدمت پر رہا۔ یہہ شہنشاہ مسیحی دین سے نہایت مخالفت رکھتا تھا اور سب ذی اِستعداد آدمیوں کو کلیسیا سے کھینچکر مُشرکین کے دین کا معاون بنانا چاہتا تھا۔ اُس نے سیزرئیس کو بھی مسیحی دین کے ترک کرنے کے لئے بہت سی فہمایش کی اور اُس سے بڑے وعدے کئے اور اِس وجہ سے اُسکے کُنبے کے لوگ اُسکے لئے نہایت فکرمند ہوئے چنانچہ اُسکے بھائی گرگیری نے لکھا قولہٗ جس حالت میں تیرے باپ کو جو اُسقف ہی اپنے گھر ہی میں خوشی اور دلجمعی حاصل نہیں تو وہ اَوروں کو زمانے کے خطروں سے

بچنے کی کیا ہدایت کرسکتا ہی اور تقصیرواروں کو کیونکر سزا دیسکتا ہی انتہی۔ اُنہوں نے
یہہ حال اُسکی ماں سے مخفی رکھا کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ اگر سنزریس شہنشاہ
کے کہے میں آجائیگا تو اُس کی ماں کو سخت صدمہ ہوگا لیکن چونکہ سنزریس یہہ سمجھا
تھا کہ اِنجیل ایک نہایت بیش بہا موتی ہی جسکی خاطر سب چیزوں کو چھوڑ دینا چاہئے
پس اُس نے شاہی خدمت ترک کردی مگر دین کو نقصان نہ پہنچایا جب شہنشاہ
جولیان کے مرنے کے بعد وہ پھر دربار میں آیا تو ایک عجیب ماجرے کے ذریعے
سے اُسکو دینداری کی تازہ ترغیب حاصل ہوئی۔ جب لبطونیا کا شہر نِسیا جہاں
وہ ایک معزز عہدے پر مامور تھا ایک زلزلے کے آنے سے غارت ہوا تو اُسکا
گھر بھی گر گیا اور وہ اُسکے نیچے دب گیا لیکن زندہ نکالا گیا اور اُسکے کچھہ چوٹ
نہ لگی۔ اُسکے دوست سِزریا کے بَسِیل نے اِس موقع پر اُسکو لکھا کہ مسیحیوں کو
ایسے واقعات سے کیا فایدہ حاصل کرنا چاہئے قولہٗ اب یہہ بات باقی ہی کہ
ہم اِحسانمند بنیں اور ایسے کام نہ کریں جنسے ثابت ہو کہ ہم خدا کی ایسی بڑی
رحمت کے مستحق نہیں ہیں بلکہ حتی المقدور خدا کی عجیب حکمتیں ظاہر کریں اور
اقوال ہی سے نہیں بلکہ افعال سے بھی اُسکے شکرگذار ہوں اور یقین ہی کہ ایسے
عجیب واقعات کے دیکھنے سے تمہاری طبیعت اِسطرف مایل ہوگی۔ اگرچہ ہم سب
پر خدا کی خدمت لازم ہی کیونکہ روح کے اِعتبار سے ہم سب گویا مُردے تھے اور
خدا نے ہمکو ازسرِنو زندہ کیا ہی مگر تاہم جن لوگوں نے اِسطرح موت کے پنجوں سے

خلاصی پائی ہی اُن پر ایسا کرنا زیادہ تر فرض ہی۔ میری رائے میں یہہ بات جب
حاصل ہو کہ ہمارا ہمیشہ ویسا ہی مزاج رہے جیسا خطرے کے وقت تھا کیونکہ اُس
وقت زندگی کے ہیچ ہونے کا خیال ہمارے دل پر ضرور نقش ہو رہا تھا اور سب
دنیوی چیزیں جو دم کے دم میں بدل جاتی ہیں بے بنیاد معلوم ہوتی تھیں غالباً
اُسوقت ہم نے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اقرار کیا تھا کہ اگر خدا نے ہمکو بچایا تو
ہم اُس کی خدمت نئے سرے سے کرینگے اور گناہوں سے بچنے کے لئے زیادہ تر
اِحتیاط کام میں لائینگے۔ پس ہمکو اپنا قرض ادا کرنا چاہئے اِنتہی۔ سنزریس کے دل
پر اِس عجیب حادثہ سے درحقیقت ایسا ہی اثر ہوا اور جب اُس نے بپتسما پایا تو
اُس زمانے کے اکثر لوگوں کی طرح گویا اُس کی زندگی کا ایک نیا حصہ شروع ہوا جو
دینی جوش سے پُر تھا لیکن وہ تھوڑی ہی مدت تک اپنے نئے ارادے پر عمل کر سکا
کیونکہ خدا نے اُسکو حیات ابدی پانے کو اپنے پاس بُلا لیا اُسکے آخری کلمات
یہہ تھے میں اپنا سارا مال غریبوں کے لئے چھوڑتا ہوں اِنتہی ✣

سِزریا کے بَسِیل نے اوایل عمر میں پنطُس کے ایک علیحدہ مقام میں اپنی
دادی امِلیا سے تربیت پائی جس نے چھٹپن ہی سے اُسکے دل میں سچی دین
کا وہ بیج بویا جو اُس نے نوسزریا کے معزز اُسقف گریگری تھومترگس سے
پایا تھا جب وہ اتھنی میں علم تحصیل کرکے اپنے وطن سزریا کو واپس آیا تو جو
تعریف اُس کی لیاقت کی ہوتی تھی اُس سے اُسکے بہک جانے کا اندیشہ

تھا لیکن اُسکی دیندار دادی کی تعلیم کے اثر نے اُسکو روکا اور اِس بارہ میں اُسکی
بہن مکرِنا سے بھی اُسکو تقویت حاصل ہوئی جسے اُسی بزرگ دادی نے چھوٹی
عمر میں کتب مقدسہ کے پڑھنے کی عادت ڈلوائی تھی اور جو خلوت میں دینداری
سے زندگی بسر کرتی رہی تھی۔ بیسل کے بپتسما پانے پر اُسکی زندگی کا گویا ایک
نیا حصہ شروع ہوا اور اُس نے تنہائی میں باہم مزاج آدمیوں کی صحبت میں رہکر
دعا اور کتب مقدسہ اور پیشوایان کلیسیا کی تصنیفات کے مطالعہ کے وسیلے
سے اپنے کو دینی عُہدے کے واسطے طیار کیا وہ اپنی نسبت لکھتا ہی قولہٗ میں نے
اپنا بہت سا وقت بیفایدہ چیزوں میں ضایع کیا تھا اور اپنی جوانی اُس دانائی
کے حاصل کرنے میں جو خدا کے نزدیک نادانی ہی بسر کی تھی پس جب میں نے
گویا بھاری نیند سے بیدار ہو کر انجیل کے حقایق کی عجیب روشنی دیکھی تو مجھہ کو
معلوم ہوا کہ دنیا کے معزز لوگوں کی دانائی بالکل ہیچ ہی اور میں نے اپنی گذشتہ
زندگی پر افسوس کیا اور مدد مانگی اور اُس حق سے جو خدا نے ظاہر کیا ہی فائدہ
اُٹھانا چاہا اور خاصکر اپنے باطن کے درست کرنے میں جسکو مدت تک بدوں
کی صحبت سے نقصان پہنچا تھا کوشش کی انتہیٰ +

اِسیطرح تھیوڈورٹ پر اُسکی دیندار ماں کی تربیت نے اثر کیا جسنے
شہر انطاکیہ میں جو شرقی اضلاع سلطنت روم کا صدر مقام تھا تربیت پائی
تھی اور جب تئیس برس کی عمر میں اُسکی بینائی میں خلل آیا تو وہ دینداری کے

سنجیدہ خیالات کی طرف متوجہ ہوئی اُس نے انطاکیہ کے ایک معزز راہب
پطرس سے استدعا کی کہ وہ اپنی دعا کے وسیلے سے اُس کی آنکھیں اچھی
کردے۔ اُس نے اُسے ملامت کرنا شروع کیا کیونکہ وہ لباس فاخرہ پہن کر
اُسکے سامھنے آئی تھی قولہٗ کیا تو خالق کی حکمت پر عیب لگانا چاہتی ہی کہ اُسکی
صنعت کو اپنی مصنوعی آرایش سے زیب و زینت دینے کا ارادہ کرتی ہی۔ پھر
اُس نے کہا کہ میں بھی تمہاری مانند فانی اور گنہگار آدمی ہوں۔ میں معجزے نہیں
کرسکتا اور نہ خدا میری خاطر ایسی باتیں کرتا ہی۔ جب اُس نے رو رو کر زیادہ منت
کی تو پطرس نے کہا قولہٗ شفا خدا ہی کے ہاتھہ میں ہی جو ایمانداروں کی دعا سُنتا
ہی پس اب وہ یہہ نعمت نہ مجھے بلکہ تمہیں بخشیگا بشرطیکہ تم میں ایمان دیکھیگا۔ اگر
تمہارا ایمان مضبوط ہی تو خدا سے شفا پاؤ اور اُس نے یہہ کہکر اپنا ہاتھہ اُس کی
آنکھوں پر پھیرا اور اُن پر صلیب کا نشان کیا۔ بلاشبہ نہ راہب کے چھونے سے
بلکہ ایمان کے وسیلے سے جو راہب کی باتوں سے مضبوط ہو گیا تھا اُس نے
شفا پائی اور اِس جسمانی صحت سے اُس کی روحانی صحت کی بنیاد پڑی۔ وہ مدت
تک بے اولاد رہی تھی اور اگرچہ آپ خدا کی رضا پر قانع تھی لیکن اُسکے خاوند
نے سب راہبوں سے اولاد کے لئے دعا چاہی اُن میں سے ایک مَسدُنیوس
نامے نے اُس سے کہا کہ اگر تو دعا مانگیگی تو تیرے بیٹا ہوگا مگر دیکھہ اُسکو خدا کی
نذر کرنا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں تو اپنی روح کی بہتری کے سوا دنیا میں کچھہ

نہیں چاہتی۔ راہب نے کہا کہ خدائے کریم تجھ کو بیٹا بھی دیگا کیونکہ جو لوگ صدق
دل سے دعا مانگتے ہیں وہ اُن کو مانگنے سے دُگنا دیا کرتا ہی۔ اُسکو حمل رہا اور جب
جننے کے وقت حمل کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہوا تو اُسی راہب نے آکر کہا دل
کو مضبوط کرو جس نے تم کو یہہ نعمت بخشی ہی وہ اُسکو تم سے ہرگز واپس نہ لیگا بشرطیکہ
تم اپنا اقرار نہ توڑو۔ بلکہ جو کچھہ اُس نے تم کو دیا ہی اُسے اُسکی نذر کرنے پر قایم رہو
ماں نے اپنے بیٹے کو لڑکپن ہی میں یہہ حال تبایا اور اُسکو ہفتہ وار مقدس
راہبوں کے پاس لیجاتی تھی اِس غرض سے کہ وہ اُن سے برکت پائے اور
اُن کی صورت کے دیکھنے اور اُن کی باتوں کے سُننے سے دینداری اُسکے
دل میں پیدا ہو۔ راہب پطرس اُسکے بہلانے کی خاطر اپنے گھٹنوں پر بٹھا کر اُسکو
روٹی اور انگور دیا کرتا تھا اور مسٹرنیس اُس سے اکثر اوقات کہا کرتا تھا قولہ بیٹا
تمہاری پیدایش کے واسطے ہم نے بڑی محنت کی ہی اور راتوں بیدار رہ کر خدا
سے دعا مانگی ہی پس تم کو لازم ہی کہ ہماری کوششوں کے لایق زندگی بسر کرو۔
تم پیدایش ہی سے خدا کی نذر ہوئے ہو (تہوڈورت کے معنے خداداد کے
ہیں اور اُسکے ماں باپ نے یہہ نام اِسی غرض سے رکھا تھا کہ اُسکو عمر بھر
یاد رہے کہ وہ بچپن ہی سے خدا کی نذر کیا گیا تھا) لیکن جو چیز خدا کی نذر کیجائے
اُسکی عزت واجب ہی پس تم بُری خواہشوں کو اپنے دل میں جگہہ نہ دو بلکہ
وہی کام کرو جو خدائے پاک کی عظمت کا باعث ہوں۔ ایسی مؤثر نصیحتوں

سے تہوڈورت کے دل میں وہ دینداری جمی جو تمام عمر زمانے کی بُرائیوں کے
مقابلے میں اُس میں نمایاں رہی ✣

جس طرح خرِیسوستُم کا دل اپنی ماں انتہوزا کے اثر سے جو ایک جوان بیوہ
تھی اور اپنے بیٹے ہی کی تربیت میں مشغول رہتی تھی دینداری کی طرف مایل ہوا
اِسیطرح اگستنوس نے بھی اپنی ماں مُنیکا کی کوشش سے جو مسیحی بیبیوں اور
ماؤں کا ایک عمدہ نمونہ تھی خدا کا کلام سُنا اور پڑھا وہ نہایت تحمل اور نرمی سے
خاوند کی برداشت کرتی تھی جو ایک نہایت سخت اور تُندمزاج آدمی تھا۔ وہ اُس
سے نہایت محبت رکھتی تھی اور اگرچہ دین کے باب میں اُس سے چنداں گفتگو نکرتی
تھی مگر اپنے طور و طریق کے دکھانے سے اُسکو راہ حق پر لانا چاہتی تھی اور آخر کار
اُس کی کوششیں کارگر ہوئیں۔ اُس نے اپنے خاوند کے مرنے کے بعد اپنی مزدوری
کے روپیہ سے اگستنوس کو کرتاگو میں علم تحصیل کرایا لیکن جب وہ علم تحصیل کر کے
واپس آیا تو مُنیکا کو نہایت قلق ہوا کیونکہ اُس نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو اُس شے
سے محروم پایا جو اُسکو سب چیزوں سے زیادہ عزیز تھی اور جسپر اُس کی دنیا اور عاقبت
کی ساری اُمیدیں مبنی تھیں وہ اکثر بگریہ وزاری خدا سے دعا مانگتی تھی اور دانا
اور خداترس آدمیوں سے مدد چاہتی تھی ایک اُسقف نے جو کسی زمانے میں
مانکھی فرقے میں شامل تھا اُسکو اپنے تجربے سے یہہ نیک صلاح دی کہ تو اپنے
بیٹے کے پیچھے نہ پڑ۔ اب وہ جوانی کے غرور میں پھول رہا ہے اور اپنی دلیلوں سے

سیدھے سادے آدمیوں کو دبا لیتا ہی۔ اِس حال میں اُس سے گفتگو کرنی بیفایدہ ہی لیکن جب اُسکا جوش فرو ہوجائیگا تو اُس تعلیم کی خامی آپ ہی اُسپر ظاہر ہوجائیگی چونکہ مُنیکا پھر بھی منت کرتی رہی اِسلئے اُسقف نے دق ہوکر کہا قولہٗ خاطر جمع رکھو جس بیٹے کے واسطے تم نے اِتنے آنسو بہائے ہیں وہ ہرگز کھویا نہ جائیگا اِن کلمات کے سُننے سے اُسکو بڑی تشفی ہوئی +

مُنیکا نے رات دِن اپنے بیٹے کا خیال کرتے کرتے ایک خواب دیکھا جس سے اُسکے دل کو بہت تقویت ہوئی اُس نے دیکھا کہ میں ایک لکڑی کے کٹھرے کے پاس کھڑی ہوں اور ایک جوان آدمی نورانی شکل کہہ رہا ہی خاطر جمع رکھہ اور پھر کر دیکھہ کہ تو اپنا بیٹا اپنے پاس کھڑا پائیگی۔ جب اُس نے بڑی خوشی سے یہہ خواب اگستنوس کے سامھنے بیان کیا تو اگستنوس نے جواب دیا کہ اس خواب کی یہہ تعبیر ہی کہ تم منکھی ہوجاؤگی اُس نے فوراً کہا۔ نہیں۔ اگر یہہ تعبیر ہوتی تو وہ کہتا کہ تم اُسکے پاس کھڑی ہوگی نہ کہ اُسکو اپنے پاس کھڑا پاؤگی۔ جب وہ اپنے بیٹے کے پاس میلان کو گئی تو اُس میں تبدیلی کے دیکھنے سے اُسکو نہایت خوشی ہوئی۔ کیونکہ اُس نے نئی زندگی کے آثار اُس میں پائے اور جب اُسکے بیٹے کو بجائے اِضطراب اور تردد کے ایمان اور اطمینان حاصل ہوا اور وہ محبت کے جوش میں اُسکے پاس آیا تو وہ اَور بھی خوش ہوئی اور خدا کا شکر بجالائی جو ایسا قادر ہی کہ آدمیوں کی خواہش اور امید سے کہیں زیادہ دیسکتا ہی۔ اگستنوس نے

خود اِس موقع پر اپنی ماں سے کہا میں یقین کرتا ہوں کہ یہہ تمہاری ہی دعاؤں کا اثر ہی کہ خدا نے مجھے ایسا مزاج بخشا ہی کہ تلاش حق کو سب چیزوں سے زیادہ عزیز رکھوں اور اُس کے سوا کسی شی کی پروانہ کروں۔ اگستنوس ایک تنہا مقام پر بپتسما پانے کے واسطے طیار ہونے کو گیا تھا اور وہاں اپنے دوستوں سے دینی باتیں کیا کرتا تھا جو منیکا کو نہایت پسند آتی تھیں اور وہ اکثر اوقات بڑی سادگی سے صحیح خیالات عجیب طور سے ظاہر کیا کرتی تھی مثلاً جب یہہ سوال کیا گیا کہ کیا ہر شخص اپنی تمنا کے پورے ہونے پر خوشحال ہوتا ہی تو اُس نے جواب دیا کہ اگر کسی اچھی چیز کی تمنا کرتا ہی اور اُسکو پاتا ہی تو خوشحال ہوتا ہی اور اگر بُری چیز کی تمنا کرتا ہی تو اُسکے پانے پر بھی خوشحال نہیں ہوتا۔ جب تقریر اِس خاتمے پر پہُنچی کہ خدا ہی کی قربت سے خوشی حاصل ہوسکتی ہی تو اُس نے اپنا اِتفاق رائے ایک گیت کے الفاظ پڑھکر جو اثنا رتقریر میں اُسکو یاد آیا تھا ظاہر کیا قولہٗ جو زندگی کا مل ہی وہی مبارک ہی اور ہمکو مضبوط ایمان اور دل کی خوش رکھنیوالی اُمید اور جوش محبت سے اُس کی پیروی کرنی چاہئے۔ جبکہ منیکا کی دلی مراد حاصل ہوئی اور دنیا میں اُسکی کوئی تمنا باقی نہ رہی تو اُس نے خیال کیا کہ اب مجھے آسمانی حیات اور کامل خوشی حاصل ہونیوالی ہی۔ اُسکو وطن میں مرنے اور اپنے خاوند کی قبر میں دفن ہونے کی بڑی آرزو تھی۔ لیکن اب اُس نے اِس امر کو بھی خدا کی مرضی پر چھوڑا چنانچہ کہا قولہٗ جو

خداوند ہمکو زندہ کریگا وہ ہماری ہڈیاں ہر کہیں سے جمع کر سکتا ہی۔ غرضکہ اُس نے
بڑی دلجمعی اور خوشی سے اپنی آخری مراد کے برآنے کے بعد اِنتقال کیا +

نِوِرِسیو ششم مسیحی عورتوں کے اثر کے باب میں جس کی مثالیں اُوپر گذریں اپنی
ایک نصیحت میں کہتا ہی قولہٗ بیبیاں اپنے خاوندوں کی نسبت اُس مسیحی دانشمندی
کے حاصل کرنے کا زیادہ موقع رکھتی ہیں جو روزمرہ کار آمد ہوتی ہی کیونکہ وہ فراغت
سے گھر میں بیٹھی رہتی ہیں لیکن تو کہتی ہی کہ گھر میں بھی بہت بکھیڑے ہوتے ہیں البتہ
ہوتے ہیں مگر وجہ یہی ہی کہ تو ناحق بہت سے فکر اپنے اُوپر لیتی ہی۔ خاوند بازاروں
اور کچہریوں اور طرح طرح کے دنیوی جھگڑوں میں پھنسا رہتا ہی مگر بی بی اپنے گھر میں
جیسے مکتب دانش کہنا چاہئے خیالات جمع کر کے دعا اور خدا کی کتاب میں مشغول رہ
سکتی ہی اور اُن لوگوں کی طرح جو گوشہ نشینی اختیار کرتے ہیں کوئی اُسکو بھی دق نہیں
کر سکتا۔ وہ ہمیشہ دلجمعی سے بسر کر سکتی ہی اور جب اُسکا خاوند جو طرح طرح کے فکروں
میں مبتلا ہوتا ہی گھر میں آتا ہی تو وہ اُسکے مزاج کو ٹھہرا سکتی ہی اُس کی روح کو اصلی
اعتدال پر لا سکتی ہی۔ اُسکے پراگندہ خیالات دور کر سکتی ہی۔ غرضکہ اس امر میں اُسکی
مدد کر سکتی ہی کہ باہر کی بُرائی سے پاک صاف ہوکر اور گھر کی بھلائی ساتھ لیکر باہر
جاوے کیونکہ جسقدر دیندار اور ہوشیار بی بی اپنے خاوند کی خصلت پر اثر پیدا
کر سکتی ہی اور اُسکو اپنی مرضی پر لا سکتی ہی کسی دوسرے سے یہہ بات نہیں ہو سکتی

میں بہت سے آدمیوں کی مثالیں پیش کر سکتا ہوں جو بڑے سخت مزاج اور ضدی
تھے مگر اس ذریعہ سے بدل گئے +

تیسرا باب

رہبانیت کا طریق اور عام مسیحی زندگی سے اُسکا تعلق

جس طرح پہلے زمانے میں مسیحی لوگ مشرکین کی بُرائیوں سے بچنے کو گوشہ نشینی اِختیار کرتے تھے اِسیطرح اِس زمانے کے مسیحی نام کے مسیحیوں کی بدیوں کے باعث ریاضت کی طرف مایل ہوتے تھے جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ رہبانیت کے طریقے نے فروغ پایا۔ اِسی سبب سے راہبوں کی بہت سی گروہیں اِنطاکیہ جیسے بڑے شہروں کے قرب وجوار میں جہاں بدکاری کثرت سے پھیلی ہوئی تھی قایم ہوئیں اور اُن سے اکثر اُن شہروں کو نہایت فایدہ پہُنچا۔ بہت سے آدمی جنکو ہر طرح کی دنیوی خوشی اور شان وشوکت حاصل تھی مگر اُن کے دلونکو قرار نہ تھا راہبوں کا حال دریافت کرنے یا اُن سے صلاح اور مشورہ لینے کو رہبانخانوں میں جاتے تھے یہاں اُن کو ایسے آدمی ملتے تھے جنکو دنیوی عیش وآرام حاصل نہ تھا بلکہ جفاکشی گوارا تھی مگر پھر بھی اُن کو اعلیٰ درجے کی راحت میسر تھی۔ وہ یہاں ایسے آدمی پاتے تھے جنہوں نے عالی منصب چھوڑے

تھے اور راہبوں میں وہ آرام پایا تھا جو اُن کو دنیوی حشمت سے حاصل نہوا تھا۔ اِس سے بعض اوقات اُن کے دل پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ وہ دنیا کی ساری چیزیں چھوڑ کر راہبوں میں شامل ہوجاتے تھے اور بہت سے اُن میں سے خدا کی یاد اور دعا اور کتابِ مقدس کے مطالعہ کے وسیلے سے درحقیقت پاک بنجاتے تھے۔ یہہ وہ لوگ تھے جو کتابِ مقدس کے مطالعہ میں مرقس کے قول کے موافق نہایت فروتنی سے مشغول ہوتے تھے اور کتابِ مقدس کی ہر ایک بات سے آپ نصیحت حاصل کرتے تھے۔ اُس کی رو سے نہ اَوروں پر بلکہ اپنے نفسوں پر اِلزام لگاتے تھے۔ جب اِن لوگوں کو کلامِ الٰہی کی روشنی سے اپنے باطن کی حقیقت معلوم ہوتی تھی تو اُن کو اِنسان کے دل کی اصلی کیفیت اِن لوگوں کی نسبت زیادہ معلوم ہوجاتی تھی جو اگرچہ لوگوں سے ملتے جلتے تھے مگر اپنے باطن سے ناواقف تھے۔ جس راہب کو اپنے ظاہری نیک اعمال پر بھروسا نہ تھا وہ پاکیزگی اور باطن کی صفائی کے حاصل کرنے میں بڑی سرگرمی کرتا تھا اور اِسلئے اُسکو گناہ اور اُس حقیقی راستبازی کی حقیقت جو مسیح سے حاصل ہوتی ہے زیادہ تر معلوم ہوجاتی تھی چنانچہ جو باطنی تجربہ لوتھر کو رہبانیت سے حاصل ہوا تھا وہی کلیسیا کی اصلاح کا اصلی سبب تھا ÷

راہب مرقس جو چوتھی صدی میں گذرا اُسکا تجربہ بھی ایسا ہی تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے قولہ ہر نعمت خدا ہی سے ملتی ہے خود مسیح مومنوں کے حق میں ساری

نعمتوں کا ذخیرہ ہی۔ اِنسان میں کوئی کامل نیکی مت ڈھونڈھہ کیونکہ اُسکی کوئی نیکی کامل نہیں۔ آزادی کی کامل شریعت مسیح کی صلیب میں چھپی ہوئی ہی آسمان کی بادشاہی اعمال کے عوض نہیں ملتی بلکہ وہ خدا کی بخشش ہی جو اُس نے فضل سے اپنے وفادار بندوں کے لئے طیار کی ہی بعض آدمی خیال کرتے ہیں کہ ہم ٹھیک ایمان رکھتے ہیں مگر خدا کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے اور بعض اُنکی تعمیل میں کوشش کرتے ہیں مگر اپنے کو اِنعام کا مستحق سمجھتے ہیں۔ یہہ دونوں قسم کے لوگ آسمانی بادشاہی کی راہ سے بہکے ہوئے ہیں خداوند پر بندونکا قرض نہیں اور اگر وہ اُسکی خدمت واجب طور سے نہیں کرتے تو آزادی نہیں پاتے اگر مسیح نے ہمارے لئے جان دی اور ہم نہ اپنے لئے بلکہ اُسکے لئے جو ہمارے واسطے مرا اور جی اُٹھا زندگی بسر کرتے ہیں تو ہم پر اُسکی خدمت تادمِ مرگ واجب ہی۔ پس ہم یہہ دعویٰ نہین کر سکتے کہ خداوند کے گھرانے میں لے پالک بننے کا اِنعام ہمکو ملے۔ اُلوہیت اور اِنسانیت دونوں کے اعتبار سے مسیح ہمارا خداوند ہی کیونکہ اُس نے ہمکو نیست سے ہست کیا اور جب ہم گناہ کے سبب مُردہ ہوگئے تھے اپنے خون سے اُس نے ہمیں مخلصی بخشی اور وہی ایمانداروں کو فضل بخشتا ہی۔ ہم سب جنہوں نے نئی پیدایش کے غسل کی نعمت پائی ہی نہ کسی اِنعام کے مستحق بننے کو بلکہ پاکیزگی کے قایم رکھنے کو نیک کام کرتے ہیں ✣

جو تعلّق مسیح کے کام کو ایمانداروں کے پاک بننے سے ہی اُسپر مرقس جابجا اِصرار کرتا ہی چنانچہ وہ کہتا ہی قولہ ہمکو اپنی خطا سے پھر غلامی میں پھنسنا نہ چاہئے بلکہ خدا کے احکام کی تعمیل سے اپنی آزادی قایم رکھنی چاہئے اور جسقدر ہم اِس امر میں کوشش کرینگے اُسی قدر ہمکو حق کی معرفت زیادہ تر حاصل ہوگی اور اِسیطرح جسقدر ہم احکام خداوندی سے غافل رہینگے اُسیقدر گناہ کے قبضے میں آئینگے ہم نہ اِنسانی خیالات پر بلکہ کتب مقدّسہ پر ایمان رکھیں جن سے صاف صاف یہہ تعلیم ملتی ہی کہ مسیح نے ہمارے گناہوں کے لئے جان دی ہی اور ہم نے بپتسمہ کے ذریعے سے اُسکے ساتھہ دفن ہوکر گناہوں سے آزادی پائی ہی اور اگر ہم اُسکے احکام بجا لائینگے تو ہمپر گناہ حکومت نہ کر سکیگا ورنہ ہم ایماندار نہیں بلکہ گناہ کے قبضے میں ہیں کیونکہ انجیل کی رو سے یہی کافی نہیں کہ ہم مسیح کے نام پر بپتسما پائیں بلکہ ہم پر اُسکے احکام بھی بجا لانے واجب ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ گناہ ہمارے نیک اعمال سے نیست ہوجائیگا تو یہہ لازم آئیگا کہ مسیح کا مرنا بیفایدہ تھا اور جو کچھہ اُسکے کام کی نسبت کہا جاتا ہی وہ سب دروغ ہی۔ اگر بپتسما فی نفسہ کامل شَے نہیں بلکہ اُسکے کامل کرنے کو اِنسان کی سعی بھی ضرور ہی تو آزادی کی شریعت باطل ہوئی نیا عہد غارت ہوا اور مسیح ناراستباز ٹھہرا جس نے بپتسما پائے ہوؤنکو آزادی کے کاموں کی ہدایت کی حالانکہ وہ آزاد نہیں ہیں بلکہ گناہ کی غلامی میں ہیں اور خدا کی بخشش بخشش نہ رہی بلکہ سعی کا عوض ٹھہری۔ اگر راستبازی کا حاصل

ہونا اعمال ہی پر موقوف ہی تو پھر فضل کی حاجت نہیں اور اگر راستبازی کا حاصل ہونا فضل پر موقوف ہی تو اعمال کوئی چیز نہیں بلکہ اُن کو صرف مخلصی بخشنیوالے کا حکم سمجھنا چاہئے جس کی تعمیل وہ ایماندار کرتے ہیں جو آزادی پاتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ مسیح کے جو احکام بپتسما پائے ہوؤں سے علاقہ رکھتے ہیں آزادی کی شریعت ہیں چنانچہ لکھا ہی تم اُن کی طرح بولو اور عمل کرو جنکا انصاف آزادی کی شریعت کے موافق ہوگا (یعقوب ۲-۱۲) اور پھر دوسرے پطرس ۱-۹ میں لکھا ہی جسکے پاس یہہ چیزیں نہیں وہ اپنے اگلے گناہوں کے دُھوئے جانے کو بھول بیٹھا ہی انتہی۔ اِس بیان کے موافق جو ایماندار لوگ احکام الٰہی کے بجالانے کی قوت پاتے ہیں اُن کو خداوند نفسانی خواہشوں کے دور کرنے کی ہدایت کرتا ہی نہ اِسلئے کہ اِس ذریعے سے گناہوں کا کفارہ ہوسکتا ہی بلکہ اِسلئے کہ وہ کہیں اپنی پچھلی حالت کی طرف عود نہ کر جائیں اور اگرچہ احکام الٰہی کی تعمیل سے یہہ بات حاصل ہوتی ہی کہ جو روحانی آزادی ہمکو بپتسما پانے پر ملتی ہی اُس کی حدود قایم رہتی ہیں مگر پھر بھی گناہ کا دل سے نکال دینا صلیب ہی کا کام ہی۔ جو لوگ رومی ، باب ۱۴- ۲۴ تک آیتیں اِس ثبوت میں پیش کرتے تھے کہ مسیحیوں کو باطنی آزادی حاصل نہیں اُن کو مرقس نے یہہ مناسب جواب دیا کہ رسول اِس مقام پر ایک بے ایمان یہودی کی زبان سے کلام کرتا ہی تاکہ یہودیوں پر ظاہر ہو کہ انسان بغیر مسیح کے فضل کے نجات نہیں پاسکتا اور اُسنے

اِس قول کی تائید میں پچیسویں آیت پیش کی جو نجات یافتہ آدمی کا کلام ہی۔ مرقس پھر کہتا ہی قولہٗ آسمانی شارع یعنے مسیح نے اپنی روح سے مومنوں کے دلوں پر روحانی شریعت نقش کی ہی۔ رسول پولوس کے قول سے صاف صاف معلوم ہوتا ہی کہ تو نے بپتسما پانے سے مسیح کو پہن لیا ہی۔ فاسد خیالات پر غلبہ پانے کے لئے قوت اور ہتھیار پائے ہیں۔ ہم کو یہہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم اپنی کوشش سے آدم کے گناہ کے اثر یا اُن گناہوں کو جو ہم سے بپتسما پانے کے بعد ہوئے ہیں مٹا سکتے ہیں کیونکہ یہہ مسیح ہی کے وسیلے سے ہوسکتا ہی جو ہم میں اثر کرتا ہی تاکہ ہم اُس کی نیک مرضی کے موافق چلیں انتہی۔ مرقس ایمانداروں کی آسمانی زندگی کی نسبت کہتا ہی قولہٗ ہم جانتے ہیں کہ آسمانی یروشلیم اور نعمتیں راستباز آدمی قیامت کے روز پائینگے وہ بعد میں ملینگی لیکن اُنکا بیعانہ اور پہلا پھل ایمانداروں کو اب بھی ملجاتا ہی پس چونکہ ہم عاقبت کی قوی اُمید رکھتے ہیں اِسلئے دنیا میں کسی شی کے ملنے کی پروا نہیں کرتے اور خدا کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اِسیواسطے رسول عبرانی ۱۲-۲۲ میں لکھتا ہی تم زندہ خدا کے شہر میں آئے ہو نہ یہہ کہ آؤگے ✣

حقیقی دینداری کے ایسے ہی خیالات راہب نیلوس کی تصنیفات میں بھی ملتے ہیں قولہٗ دیکھو خداوند کی آنکھ اُن پر ہی جو اُس سے ڈرتے ہیں اور جو اُسکی رحمت کے اُمیدوار ہیں (زبور ۳۳-۱۸) جو شخص یہہ خیال نہیں کرتا

کہ میں اپنے اعمال سے راستباز ٹھہر سکتا ہوں وہ صرف خداوند کی رحمت سے
اپنی نجات کا اُمیدوار ہوتا ہی- وہ جب سُنتا ہی کہ خدا ہر شخص کو اُسکے اعمال کے
موافق عوض دیگا اور اپنے گناہ یاد کرتا ہی تو نہایت ڈرتا ہی اور اس خوف سے
کہ کہیں رنج اُسکو ہلاک نہ کرڈالے اپنے کو خدا کی رحمت کے حوالے کرتا ہی-
انتہی- وہی مصنف ایک اَور خط میں لکھتا ہی قولہ تو تحریر کرتا ہی کہ ایک مُشرک
جو اپنے گنہگار ہونے کا اِقرار کرتا ہی تجھہ سے کہتا ہی کہ اگر تو مسیحی ہی تو تجھہ پر تجھے
کچھہ فضیلت نہیں کیونکہ تو بھی گنہگار ہی اُسکے سامھنے یہہ تمثیل پیش کر کہ ایک صاحبخانہ
کے پاس دو کُتّے تھے ایک بھونکتا اور اپنے آقا کے کاٹنے کو دوڑتا تھا اُسنے
اُسکو مروا ڈالا اور دوسرا کُتّا اپنے آقا سے نہایت اُلفت رکھتا اور اُسکے قدموں
سے لگا رہتا تھا- پس آقا اُسکو رکھتا تھا اور اُس کی خبرگیری اور پرورش کرتا تھا
انتہی- نیلوس کا مقصد یہہ تھا کہ ایک گنہگار دوسرے گنہگار سے اِسلئے ممتاز
ہوتا ہی کہ وہ خدا سے محبت رکھتا ہی اور دوسرا نہیں رکھتا- جو شخص خدا سے ایسی
محبت رکھتا ہی کہ اُسکی مانند پاک بننا چاہتا ہی گناہوں کی معافی قبول کرتا ہی- پاک
بننے کی خاطر اپنے کو نجات دہندہ کے حوالے کرتا ہی تو اُس میں کیسی ہی بُرائی
کیوں نہ ہو مگر تاہم پاک ہونے کا مادہ ضرور موجود ہوتا ہی اور اِس مقام پر محبت سے
مراد وہی سچی محبت ہی جسکو جملہ امور میں خدا کی رضامندی مدنظر رہتی ہی- نیلوس
ایسا کمینہ پن پسند نکرتا تھا جو اِنسان کو زبردست کی خوشامد پر مایل کرتا ہی کیونکہ

یہہ محبت نہیں ہی- چنانچہ اُس نے ایک شخص کو جو اپنے گناہوں کے لئے یہہ
عذر کرتا تھا کہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ میرا دل پاک ہی یہہ لکھا قولہ لیکن بڑی
خرابی یہہ ہی کہ تم خداوند مسیح کے پاس نہیں آتے جو تمہارے دل کو بدل
سکتا ہی اور اُس سے اِس نعمت کی درخواست نہیں کرتے جو تمکو روح القدس کے
اثر سے پاک بنا سکتا ہی- جس خراجگیر کا ذکر خداوند نے ایک تمثیل میں کیا اُس
سے زیادہ کون گنہگار ہوگا لیکن چونکہ اُس نے کہا کہ اے خدا مجھہ گنہگار پر رحم کر
اِسلئے وہی راستباز ٹھہرا نہ کہ فریسی- لیکن پھر بھی وہ اپنی دعا سے نہیں بلکہ
اُس مزاج سے پاک بنا جس نے اُسکو دعا کی طرف مایل کیا اور بالخصوص جو محبت
کہ خدا آدمیوں سے رکھتا ہی اور جسکے سبب وہ ہماری ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ
ہمکو توبہ کی ہدایت کرتا ہی وہی اُسکے پاک بننے کا ذریعہ ہوئی *

اگرچہ روشنضمیر راہبوں کے خیالات اِسی قسم کے تھے مگر اُن میں بہت
سے ایسے آدمی بھی تھے جو سمجھتے تھے کہ ہم نے اپنی جسمی ریاضت سے گناہ
کو مغلوب کیا ہی اور چونکہ گوشہ نشینی میں اُن کو گناہ کی ترغیب کم ہوتی تھی پس
وہ اپنے نیک اعمال پر زیادہ بھروسا کرتے تھے جرومِ جو بڑا تجربہ کار تھا مگر افسوس
ہی کہ بسا اوقات اپنے تجربہ پر عمل نہ کرتا تھا اِس باب میں لکھتا ہی قولہ گوشہ نشینی
میں بھی بعض اوقات دل میں غرور آجاتا ہی اور جو شخص کچھہ مدت تک روزے
رکھتا ہی اور سب سے جدا رہتا ہی اپنے کو بڑا سمجھنے لگتا ہی اور بھول جاتا ہی کہ میں

کہاں سے آیا ہوں اور کہاں کو جاتا ہوں انتہی - غرضکہ بعض اوقات آدمیوں کا تارک الدنیا ہوجانا اُن کو اپنے باطن کے اِمتحان سے روکتا ہی اور اُنکے دل میں اپنی روحانی فضیلت کا ایسا تکبر پیدا کرتا ہی جو باطن کے حق میں دنیوی جاہ و منصب اور مال و دولت کے غرور سے بھی کہیں زیادہ مضر ہوتا ہی شیطان جو گھات میں لگا رہتا ہی اور مختلف صورتیں بدل سکتا ہی اور جب تک کہ صلیب کی قوت سے مغلوب نہیں ہوجاتا اِنسان کے ساتھہ رہتا ہی وہ دنیا ہی میں نہیں بلکہ خانقاہوں اور جنگلوں میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتا - ایک معزز رومی عورت کو جرومِ کا یہہ لکھنا بے وجہ نہ تھا قولہ خبردار ہو کہ دنیا کی شان و شوکت کے حقیر سمجھنے سے تمہارے دل میں غرور نہ سما جائے - اگر تم اب امیرانہ لباس میں اپنی تعریف نہیں چاہتی تو غریبی لباس میں بھی نہ چاہو ؞

اِسیطرح رہبانیت سے وہ جھوٹھی فروتنی پیدا ہوئی جسکی طرف رسول پولوس نے قلسیوں کے خط میں اشارہ کیا ہی اور جو اِس ریاکاری کے زمانہ میں مختلف صورتیں بدلتی تھی پلیوزیم کے راہبوں کے سرگروہ اِسڈورس نے لوگوں کو ایسی فروتنی سے خبردار کیا قولہ مزاج میں فروتن ہو نہ کہ باتوں میں تاکہ تمہارے افعال سے تمہارے اقوال کی تکذیب نہ ہو انتہی - اور فرِیسوسٹم ایسی مصنوعی فروتنی کے خلاف میں کہتا ہی قولہٗ اگر ہم ہزار بار اپنے کو بُرا کہیں لیکن اگر دوسرا ہمکو بُرا کہے تو لڑنے کو موجود ہوجائیں تو یہہ فروتنی اور گناہوں کا اقرار

نہیں بلکہ محض دھوکھا اور نمود ہی - ہم اکثر اپنے کو گنہگار بتاتے ہیں مگر یہہ محض حیلہ ہوتا ہی کیونکہ مقصد اِس سے یہی ہوتا ہی کہ لوگ ہماری تعریف کریں - اگر ہم اپنے مُنہہ سے اپنی تعریف کریں تو لوگ ہم پر ہنسیں پس اِس خیال سے ہم اپنے کو بُرا کہنے لگتے ہیں تاکہ لوگ ہماری تعریف کریں انتہی - وہی مصنّف اپنی ایک اَور نصیحت میں کہتا ہی قولہ اپنی فروتنی پر کبھی غرور نہ کرو - شاید تم اِسبات پر مسکراؤ اور اپنے دل میں کہو کہ کوئی اپنی فروتنی پر کیونکر غرور کر سکتا ہی جو فروتنی اصلی نہیں ہوتی وہ غرور پیدا کرتی ہی کیونکہ ایسی فروتنی خدا کے خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنی تعریف کی خاطر اختیار کیجاتی ہی اور یہہ شیطانی بات ہی - بہت سے آدمی دکھاوے کی خاطر فروتنی کے کام کرتے ہیں اور اُن پر غرور کرنے لگتے ہیں - مثلاً تیرا کوئی بھائی یا نوکر آیا تو نے اُس کی خاطر کی - پاؤں دھوئے پس فوراً تیرے دل میں غرور پیدا ہوا کہ میں بڑا فروتن ہوں کیونکہ میں نے ایسا کام کیا کہ کسی نے نہیں کیا - اگر تو فروتنی پر قایم رہنا چاہتا ہی تو مسیح کا یہہ حکم یاد رکھہ اِسیطرح تم بھی جب سب کچھہ جو تمہارے لئے فرمایا گیا کر چکے تو کہو کہ ہم نکمّے بندے ہیں (لوقا ۱۷-۱۰) اور پولوس کا یہہ قول بھی یاد رکھہ میرا گمان یہہ نہیں کہ میں پکڑ چکا یعنے کامل ہو چکا (فلپی ۳-۱۳) جو شخص کیسا ہی کام کرتا ہی مگر یہہ نہیں سمجھتا کہ میں نے کوئی بڑا کام کیا اور یہہ بات خیال میں رکھتا ہی کہ مجھہ کو ابتک کمال کا درجہ حاصل نہیں ہوا وہی فروتن ہوتا ہی ؞

مگر پھر بھی سب راہب اپنی ریاضت پر بھروسا نہ کرتے تھے اور فروتنی اور
محبت سے خالی نہ تھے چنانچہ شام کے ایک معزز راہب مارشیان کی ملاقات
کو ایک دوسرا راہب آوِیٹس نامے آیا اوّل وہ باہم گفتگو کرتے رہے اور دعا
کے بعد مارشیان نے کھانا پکوایا جو اُسکے معمولی کھانے سے بہتر تھا اور اوِیٹس
کو دسترخوان پر بُلایا اُس نے عذر کیا کہ میں شام سے پہلے کبھی کچھ نہیں کھاتا
بلکہ اکثر دو دو تین تین روز برابر فاقہ کرتا ہوں مارشیان نے جواب دیا کہ آج
میری خاطر اپنا معمول ترک کر کیونکہ میں ایسا کمزور ہوں کہ شام تک نہیں ٹھہر سکتا
جبکہ اوِیٹس نے نہ مانا تو مارشیان نے آہ کھینچکر کہا تو نے اِسقدر تکلیف ایک
پرہیزگار اور دانا آدمی کے دیکھنے کو اُٹھائی تھی مگر افسوس کہ وہ تو شکم پرست
نکلا - اِن کلمات کے سُننے سے اوِیٹس کو غیرت آئی اور اُس نے کہا مجھے گوشت
کھانا گوارا ہی مگر تیرے مُنہہ سے ایسی باتیں سُننی گوارا نہیں تب مارشیان نے
کہا اے عزیز میں بھی تیری ہی طرح عادی رہا ہوں لیکن جانتا ہوں کہ محبت روزے
سے بیش قیمت ہی کیونکہ محبّت کا حکم خدا نے دیا ہی اور روزہ ہم نے اپنے لئے
ٹھہرایا ہی لیکن ہم پر اپنی مقرر کی ہوئی ریاضت سے خدا کے احکام کا لحاظ رکھنا
زیادہ واجب ہی +

جس طرح اِس غلط خیال سے کہ نیکی کے دو درجے ہیں ایک اعلیٰ دوسرا
ادنیٰ - رہبانیت کو مدد پُہنچی اُسیطرح رہبانیت سے اِس فاسد خیال کو بھی تقویت

ہوئی جس سے نہایت مضر نتیجے پیدا ہوئے - جو لوگ دین کے نام ہی پر خوش تھے وہ
یہہ سمجھنے لگے کہ دینی سرگرمی صرف اُنہیں لوگوں کو زیبا ہی جو تارک الدنیا ہیں ہم
جیسے دنیاداروں کو اُس سے کیا علاقہ +

جو راہب شہر انطاکیہ کے قریب کے پہاڑوں میں رہتے تھے کرِسوسٹم
نے اُن کی تعریف کر کے کہا قولہ کاش ہم لوگ اِن راہبوں کی اُولوالعزمی دیکھکر
غیرت کریں اور دنیوی خیالی چیزوں سے جو بے ثبات اور نقش برآب ہیں نہ
لپٹے رہیں ہم ابدی اور غیر فانی نعمتیں حاصل کریں - حیات جاوید کے پانے کی
کوشش کریں - اگرچہ ہم شہروں میں رہتے ہیں مگر پھر بھی راہبوں کی نقل کر سکتے
ہیں جو شخص خانگی تفکرات میں مبتلا ہی وہ بھی دعا مانگ سکتا ہی - توبہ کر سکتا
ہی کیونکہ رسولوں کے پہلے شاگرد شہروں ہی میں رہتے تھے اور اقلا اور
پرسلا کی طرح کاروبار بھی کرتے تھے مگر پھر بھی اُن میں ایسے آدمی پائے جاتے
تھے جو دینداری میں راہبوں سے کم نہ تھے موسیٰ - یسعیاہ - حزقیئیل وغیرہ
انبیا بی بی اور بچے رکھتے تھے مگر وہ اُن کے باعث نیکی میں ترقی کرنے سے
نہیں رُکے پس ہم بھی اُنہیں کی پیروی کریں اور ہمیشہ خدا کی شکرگذاری اور
حمد میں مشغول رہیں - الغرض روح کی بہتری اور مسیحی اوصاف کے حاصل کرنے
میں کوشش کریں اور مسیحی زندگی کو بیابان سے شہر میں لائیں - اور وہی مصنف
کہتا ہی قولہ بعض کہتے ہیں کہ جب کوئی ایسا شخص گناہ کرتا ہی جس نے دنیا کو

چھوڑکر خدا کی خدمت اختیار کی ہی تو اُسکا گناہ عام لوگوں کے گناہ سے کہیں
بڑھکر ہوتا ہی اور چونکہ وہ زیادہ بلندی سے گرتا ہی اسواسطے اُسکو اور لوگونکی
نسبت سخت تر صدمہ پہنچتا ہی لیکن اگر تو دنیا دار اور راہب کے فرایض میں فرق
کرتا ہی تو بڑی غلطی پر ہی ان دونوں میں اتنا ہی فرق ہی کہ ایک عیالدار ہی
اور دوسرا مجرد - مگر اور سب باتوں میں دونوں کو یکساں حساب دینا ہوگا
انتہی اُس نے اِسبات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ مسیح نے اپنی پہاڑ پر کی نصیحت
میں راہبوں اور دنیا داروں میں کچھہ فرق نہیں کیا بلکہ اُسکے احکام سب پر
بجالانے واجب ہیں اور رسول پولوس نے بھی اپنے خطوط میں جو عیالدار آدمیونکو
لکھے ایسے اعلیٰ درجے کے اخلاق کی ہدایت کی جن سے بڑھکر راہبوں کو بھی
حاصل نہیں ہو سکتے کیونکہ اُس نے ہر ایک بات کا مدار خالص محبت پر رکھا (پہلا
قرنتی ۱۳) اور بتایا کہ اپنے کو گناہ کی نسبت مُردہ سمجھنا چاہئے (رومی ۶-۷)
قولہٗ رسول ہمکو یہہ حکم نہیں دیتا کہ تم صرف راہبوں اور پہلے شاگردونکی نقل
کرو بلکہ خود مسیح کے نقل کرنے کی ہدایت کرتا ہی اور جو لوگ اس امر میں سُستی کرتے
ہیں اُن کو سخت سزا کے لایق ٹھہراتا ہی - پس تو کس طرح کہہ سکتا ہی کہ راہبونکا
مرتبہ زیادہ ہی سب آدمیوں کو ایسا ہی مرتبہ حاصل کرنا چاہئے - لوگونکے بگڑ جانے
کی یہی وجہ ہی کہ وہ اپنی نسبت راہبوں پر دینداری زیادہ فرض سمجھتے ہیں اور
یہہ خیال کرتے ہیں کہ اَور لوگ بیفکری سے زندگی بسر کر سکتے ہیں - وہی مصنف

ایک اَور نصیحت میں کہتا ہی قولہ دنیا داروں اور راہبوں میں صرف نکاح کا
فرق ہی مگر دیگر امور میں دونوں کا عمل یکساں ہونا چاہئے - خداوند نے پہاڑ پر
کی نصیحت میں مبارکی کے کلمے سب کے لئے کہے نہ کہ صرف راہبوں کے لئے
ورنہ دنیا ہلاک ہو جاتی اور ہم خداوند پر بیرحمی کا الزام لگاتے - اگر مبارکی کے
کلمے راہبوں ہی کے لئے ہیں اور دنیا دار آدمی مبارکی کے کام نہیں کر سکتے
تو یہہ لازم آئیگا کہ خدا نے نکاح کے جایز کرنے سے سب کو عذاب میں مبتلا کیا ہی
اگر نکاح کی حالت میں کوئی راہبوں کا سا مزاج نہیں رکھہ سکتا تو کچھہ باقی نرہا اور
نیکی ایک نہایت محدود شی ٹھہری - اگر روحانی امور میں نکاح اِسقدر حارج ہی تو وہ
کس طرح عزت کے لایق ہو سکتا ہی مگر حق یہہ ہی کہ اگر ہم نیکی کرنی چاہیں تو
نکاح کی حالت میں بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ جورو والے بے جورو والوں کی مانند
ہوں (۱ قرنتی ۷-۲۹) یعنے خدا کی بادشاہی کی خاطر سب چیزوں کے ترک
کرنے پر مستعد ہوں - جو لوگ نکاح کو روحانی امور میں حارج پاتے ہیں اُنکو جاننا
چاہئے کہ نکاح فی نفسہ حارج نہیں بلکہ جس بُری طبیعت سے اُسکا استعمال کیا
جاتا ہی وہ روحانی امور میں حارج ہوتی ہی ❖

چونکہ راہب لوگ اپنے خیالات میں مستغرق رہتے تھے اِسلئے یا تو
اُن کے دماغ میں ایسا فتور پڑ جاتا تھا جس سے اُن کو یہہ خیال ہوتا تھا کہ ہمکو
غیب کی چیزیں نظر آتی ہیں اور یا وہ نہایت متفکر اور غمگین رہتے تھے اور یہہ

بات اُس محبت کے خلاف تھی جو خدا کے لے پالک فرزندوں کے دلوں میں
ہونی چاہئے۔ جسقدر یہہ لوگ خداوند کی رحمت کے عوض اپنی بُرائیوں پر غور
کرتے تھے اور اُن کو دور کرنا چاہتے تھے اُسیقدر وہ زیادہ زور کرتی تھیں
حالانکہ اگر وہ کسی ایسے کام میں ہمہ تن مشغول رہتے جس سے اُن کو اپنی ذات
کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملتی تو اُن برائیوں پر بآسانی غلبہ پالیتے
یہی وجہ تھی کہ اکثر اوقات راہب لوگ ٹوکری بنانا یا کھیتی باڑی وغیرہ ایسے
کام اختیار کرتے تھے جن میں ہاتھہ پانوں سے محنت کرنی پڑتی تھی اور وہ فاسد
خیالات سے بچے رہتے تھے۔ اور جروم نے بھی اسی غرض سے اخیر عمر میں
عبرانی زبان کے مطالعہ کی محنت اپنے اُوپر گوارا کی تھی وہ اپنا حال اِسطرح
بیان کرتا ہی قولہ مجھہ کو یاد ہی کہ بسا اوقات میری یہہ کیفیت ہوتی تھی کہ میں رات
دن روتا اور چھاتی پیٹتا رہتا تھا اور جب تک خداوند تشفی نہ کرتا تھا میری یہی
حالت رہتی تھی اور مجھے میرا حجرہ بھی گویا کاٹے کھاتا تھا اور میں پہاڑوں اور
اُن کی گھاٹیوں میں جاکر دعا مانگا کرتا تھا اور خدا اِس بات کا شاہد ہی کہ جب
میں دیر تک روتا اور آسمان پر نظر جمائے رہتا تھا تو مجھہ کو یہہ یقین ہوجاتا تھا
کہ کسی نے مجھہ کو نغمہ سرایان آسمانی کی گروہ میں پہنچایا ہی +

نیلوس نے ایک دوسرے راہب کو جسے باطنی وسوسے نہایت ستایا
کرتے تھے یہہ لکھا قولہ ہم ایمان لانے۔ گیت گانے۔ کتاب مقدس کے پڑھنے

فروتنی کرنے۔ اور خاصکر مسیح کی طرف رجوع لانے سے جو آدمیوں سے محبت رکھنیوالا
اور ہمارا نجات دینیوالا خدا ہی وسوسوں پر فتحیاب ہوتے ہیں جب تک ہم بے ایمانی
سے خدا کا خوف دل سے نہیں اُٹھا دیتے اور خداوند کے احکام سے غافل نہیں
ہوجاتے ناپاک روحیں ہم پر غلبہ نہیں پاسکتیں۔ جو لوگ گناہوں سے تنگ ہورہے
ہیں اگر وہ اپنے پراگندہ خیالات جمع کریں اور خدا کے سامھنے اپنا غم ظاہر کریں
اور اپنی دعاؤں سے خداوند کا پانو پکڑیں تو وہ بالفور اُن کے حق میں فرشتوں
سے یہی کہیگا جو الیشا نے شونمیت عورت کے حق میں کہا تھا۔ اُسے چھوڑ دے
کہ وہ آزردہ خاطر ہی (۲ سلاطین ۴-۲۷) اگر وسوسے ہمکو ستاتے ہیں تو ہم اُنسے
بچنے کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نہ جائیں بلکہ جہاں ہوں وہیں دعا میں مشغول
رہیں جیسے موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا خوف نہ کرو کھڑے رہو اور خداوند کی
نجات دیکھو جو آج کے دن وہ تمہیں دیگا (خروج ۱۴-۱۳) +

راہبوں میں ایسے بلند ہمت آدمی بھی تھے جو حقیقت میں دنیا سے آزاد
تھے اور آسمانی طبیعت رکھتے تھے اور اگر کبھی کبھی دنیوی معاملات میں دخل دیتے
تھے تو اُن کی یہی غرض ہوتی تھی کہ مخلوق کو فایدہ پہنچے۔ مثلاً جب انتھنی کو شہنشاہ
قسطنطین نے ایک خط لکھا اور اُسکے شاگردوں نے اُس عزت پر اُسے مبارکباد
دی تو اُس نے جواب دیا قولہ اِسپر خوش مت ہو کہ ہمارے نام ایسے شخص نے
خط لکھا جو ہماری مانند گنہگار ہی بلکہ اِسپر خوش ہو کہ خدا نے جو پاک اور خالق اور

ہمارا پیدا کرنیوالا ہی ہمکو اِس لائق سمجھا کہ آسمان سے اِنجیل کا خط ہم غریبوں کے نام
لکھا اِنتہی لیکن راہبوں میں ایسے آدمی بھی تھے جنکے دل ابتک دنیا کیطرف
لگے ہوئے تھے اور جنکے نفسانی کاموں سے کلیسیا بدنام ہوتی تھی۔ الغرض جیسا
ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہی ویسا ہی اِس زمانے میں بھی بھلائی میں بُرائی ملی ہوئی
تھی اگستنوس صحیح کہتا ہی قولہ راہبوں میں سچے آدمی بھی ہیں اور مکار بھی تم
جس گروہ کو دیکھوگے اُس میں مکار آدمی ضرور پاؤگے اگر تم اِس بات کا خیال نہ
رکھوگے تو حق سے برگشتہ ہوجاؤگے یا تمہاری طبیعت بیقرار ہوگی پس اگر دھوکھے
سے بچنا اور بھائیوں سے محبت رکھنی چاہتے ہو تو یقین جانو کہ کلیسیا کے ہر فریق
میں ایسے آدمی بھی ہوتے ہیں جنکا ظاہر کچھ ہوتا ہی اور باطن کچھ +

راہبوں کی دو قسمیں تھیں ایک وہ جو تنہا رہتے تھے دوسرے وہ جو باہم
ملکر رہتے تھے پہلی قسم کے راہبوں کی زندگی فایدے سے خالی نہ تھی چونکہ لوگ
اُن کی زیادہ تعظیم کرتے تھے اِسواسطے ہر رُتبے کے آدمی دوسری قسم کے
راہبوں کی نسبت اُن کی طرف زیادہ رجوع کرتے تھے اور یہہ راہب جو باطنی
تجربے کے خزانے اپنے پاس رکھتے تھے تعلیم وصلاح ومشورہ وتسکین سے
اُن کی مدد کرتے تھے۔ جو بات اُن کے منہہ سے نکلتی تھی گویا قول خداوندی کا
حکم رکھتی تھی اور اَور لوگوں کی لمبی چوڑی تقریروں سے زیادہ موثر ہوتی تھی کیونکہ
تقریر کا اثر اُس کی طوالت پر منحصر نہیں بلکہ بسا اوقات ایک مختصر سا کلمہ طول طویل

تقریروں سے زیادہ کارگر ہوتا ہی چنانچہ بعض اوقات ایک چھوٹی سی بات کے
اثر سے اِنسان کی ساری زندگی کا رنگ بدل جاتا ہی۔ جو راہب کبھی باہر نہ نکلتے
تھے اور اپنے حجروں یا غاروں ہی کے سوراخوں سے جواب دیتے تھے اُنسے
حاکم بلکہ بادشاہ تک بھی صلاح لینے کے لئے آتے تھے اور جب شہنشاہ اور بڑے
بڑے حاکم نفسانیت سے اِسقدر مغلوب ہوجاتے تھے کہ کوئی حق بات اُنپر
اثر نہ کرتی تھی یا باختیار اُسقف اپنی بیجا خواہشوں کی پیروی کرنے لگتے تھے تو یہی
راہب جنکی نسبت کسی کو خودغرضی کا مطلق احتمال نہ ہوسکتا تھا اپنے تحریری یا زبانی
پیغام سے اُن کو باز رکھہ سکتے تھے۔ اکثر اوقات جو راہب جنگلوں اور پہاڑوں میں
برسوں چھپے رہتے تھے کسی ملکی اِنقلاب کے وقت اچانک اُن شہروں میں
موجود ہوجاتے تھے جن میں مدت سے وہ کسی کی نظر نہ پڑے تھے اور وہ اپنی
زبردست سفارش سے بہت سے آفت زدوںکو ہلاکت سے بچاتے تھے +

دوسری قسم کے راہب سو سو بلکہ ہزار ہزار آدمیوں تک باہم ملکر رہتے
تھے اور اُن میں کوئی بیکار نہ رہتا تھا بلکہ جو کام جسکے سپرد ہوتا تھا وہ اُسکو سب
کے فایدے کی خاطر محبت سے کرتا تھا اِن راہبوں کے دانشمند سردار اپنے
اپنے لوگوں کے حق میں بہت سے مفید کام کرسکتے تھے اور بعض اوقات نوکر
چاکر غریب غربا اعلیٰ اور ادنیٰ رُتبے والے مختلف درجوں کے آدمی ایک ہی
خانقاہ میں جمع ہوجاتے تھے اور بھائیوں کی طرح ملے جلے رہتے تھے اِنہیں

خانقاہوں کے راہبوں کی محنت سے بہت سے تکلیف زدوں کی مدد ہوتی تھی
اور لڑکے تربیت پاتے تھے اور انہیں میں بہت سے آدمی کلیسیا کے پیشوا بننے
کی لیاقت حاصل کرتے تھے۔ بہت سے اُن راہبوں میں شامل ہونا زیادہ
پسند کرتے تھے جو باہم ملکر رہتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ تنہا رہنیوالے راہب
زیادہ تر اپنی ہی نجات کی فکر کر سکتے ہیں لیکن جو راہب باہم ملکر رہتے ہیں وہ
اَوروں کے فایدے کی خاطر مسیحی محبت کے کام کر سکتے ہیں اور بعض لوگ یہہ
خیال کرتے تھے کہ تنہا رہنے کے لئے زیادہ تر پختگی اور مضبوطی درکار ہے پس اوّل
خانقاہوں میں اَوروں کے ساتھہ رہکر تربیت پانی اور تنہا رہنے کے لئے طیار
ہونا چاہئے۔ یہہ لوگ کہتے تھے کہ اِنسان کو پہلے فرمانبرداری سیکھنی چاہئے تاکہ
اُسکو تنہائی میں زندگی بسر کرنے کی طاقت حاصل ہو ✣

راہب بڑے جفاکش تھے اور اپنے سرگروہوں کی نہایت اطاعت کرتے
تھے اگرچہ فی نفسہ یہہ ایک خوبی ہے کیونکہ اِس سے اِنسان کی فروتنی ظاہر ہوتی
ہے مگر بسا اوقات یہہ فرمانبرداری حد سے زیادہ متجاوز ہو کر انسانی غلامی بنجاتی
ہے سچی فروتنی کو کسی اِنسان سے نہیں بلکہ خدا سے تعلق ہوتا ہے کیونکہ اِنسان کو
صرف خدا اور نجات دہندہ کے سامھنے اپنے کو ناچیز سمجھنا چاہئے تاکہ اُسکو
سب طرح کی قوت حاصل ہو اور جو شخص خدا کے سامھنے اپنے کو ناچیز سمجھتا ہے
وہ اِسوجہ سے کسی دوسرے کے سامھنے سر نہیں جھکا سکتا۔ خداوند کا خادم

جس نے اُسے پیدا کیا اور ایسی بڑی قیمت سے مخلصی بخشی کسی اِنسان کا خادم
نہیں بن سکتا۔ وہی شخص درحقیقت آزاد اور عالی حوصلہ ہے جسکو یہہ سچی فروتنی
حاصل ہے پلیوزیم کا اِسپیڈورس کہتا ہے قولہُ اعلیٰ حوصلہ اور عالی طبیعت
سے سچی فروتنی پیدا ہوتی ہے اور کم ظرف پست فطرت سے غرور – [illegible] کہتا ہے۔
قولہُ ابراہیم سے زیادہ عالی حوصلہ کہاں ملیگا مگر اُس نے بھی یہی کہا کہ میں
خاک اور راکھہ ہوں (پیدایش ۱۸-۲۷) جو شخص عالی حوصلہ ہے وہی حقیقی فروتن
بھی ہے کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھنا بلند حوصلگی نہیں بلکہ بلند حوصلگی تو کچھہ اَور ہی چیز ہے مثلاً
ایک شخص نجاست کو نجاست سمجھتا ہے اور دوسرا اُسکو سونا جانتا ہے تو اِن دونوں میں
سے کسکو عالی حوصلہ اور کسکو کم حوصلہ کہوگے کیا وہ کم حوصلہ نہیں جو بری چیز کی
تعریف اور قدر کرتا ہے پس اسی طرح جو شخص اپنے کو کمتر سمجھتا ہے وہی عالی حوصلہ
ہے لیکن جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے وہ اُس کم حوصلہ آدمی کی مانند ہے جو ادنی چیزوں
کی قدر کرتا ہے۔ ابراہیم نے بلند حوصلگی ہی سے اپنے کو ناچیز سمجھا اور بلند حوصلہ
درحقیقت وہی ہے جو اُن چیزوں کی پروا نہیں کرتا جنکے سبب اور آدمی اپنے کو بڑا
سمجھتے ہیں بلکہ اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنی بڑائی اپنے باطن کی
خوبیوں پر موقوف سمجھتا ہے پس ہم فروتن نہیں تاکہ واقع میں ہمکو بڑائی حاصل ہو۔
کیونکہ جو اپنے کو نیچا کرتا ہے وہی اُونچا کیا جائیگا انتہی وہ ایک اَور جگہ میں کہتا ہے
قولہُ جو اپنے کو اُونچا بناتا ہے اصلی طاقت نہیں رکھتا وہ [illegible]

اُبھرکر یکبارگی بیٹھہ جاتا ہی - اگر تجھہ کو یقین نہ ہو تو دیکھہ کہ جو شخص شیخی مارتا اور گھمنڈ کرتا ہی وہ ادنٰی سی مصیبت کے وقت کیسا ڈرپوک ہو جاتا ہی - پھونس جلد بھڑک اُٹھتا ہی مگر جلد ہی راکھہ بھی ہو جاتا ہی اور لکڑی اگرچہ دیر میں جلتی ہی مگر دیر تک قایم بھی رہتی ہی یہی حال مستقل اور سنجیدہ مزاج آدمی کا ہی کیونکہ جسطرح جلد اُسکی طبیعت میں جوش پیدا نہیں ہوتا اُسی طرح وہ جلد فرو بھی نہیں ہوتا لیکن جو لوگ پھونس کی مانند کم حوصلہ ہوتے ہیں نہ اُن میں جوش پیدا ہوتے دیر لگتی ہی اور نہ اُسکے فرو ہوتے - پس ہم فروتن بنیں کیونکہ فروتنی سے زیادہ کوئی شی قوی نہیں - وہ پہاڑوں سے زیادہ مضبوط - الماس سے زیادہ سخت - دیواروں اور فصیلوں سے زیادہ مستحکم پناہ ہی اور شیطان کی ساری حیلہ بازیوں پر غلبہ پاتی ہی انتہی - اِنسان کو خود پسندی چھوڑکر خدا کی مرضی کا تابع ہونا چاہئے کیونکہ حقیقی آزادی اِسیکا نام ہی لیکن جو شخص اپنی مرضی کو چھوڑکر کسی اِنسان کا تابع ہو جاتا ہی اور مجبور بنکر بے سوچے سمجھے اُسکے کہنے پر چلتا ہی وہ اُس آزادی کے شرف سے جو اِنسان کو خدا کی صورت میں پیدا ہونے سے حاصل ہی گر جاتا ہی اور اِنسانی غلامی میں آجاتا ہی پس ہر ایک مسیحی پر واجب ہی کہ وہ خدا کی مرضی کا تابع ہو اور روح القدس کا مسکن بنے اور خدا ہی سے ہدایت پائے اور یہہ اِقرار کرے کہ ایک ہی خداوند اور ایک ہی اُستاد ہی چنانچہ رسول پولوس کہتا ہی تم داموں سے خریدے گئے ہو آدمیوں کے غلام نہ بنو (۱ قرنتی ۷ - ۲۳) نولا شہر کا پولینس

جھوٹھی فروتنی کے خلاف میں کہتا ہی قولہٗ خبردار رہو کہ جس حال میں مسیح نے تمکو اپنا بندہ بناکر آزاد کیا ہی تم کسی آدمی کے غلام نہ بنو کیونکہ جس عزت کا خداوند جو ہمارا اُستاد اور خدا ہی مستحق ہی وہ کسی دوسرے کو دینی فروتنی کی نیکی نہیں بلکہ خوشامد کا گناہ ہی - ہمکو فروتنی میں بھی اعتدال سے گذرنا نہ چاہئے بلکہ خداوند ہی کے سامھنے جھکنا چاہئے کیونکہ اُسی کی خدمت حقیقی آزادی ہی اور جس فروتنی کی جڑ ایمان نہیں بلکہ کمینہ پن ہی اُسکو بُرا سمجھنا چاہئے وہ دروغ کی غلام اور حق کی دشمن ہی اور اُسکو حقیقی آزادی سے کچھہ علاقہ نہیں - پس ہم حقیقی فروتنی اِختیار کریں اور خداوند کی طرف رجوع ہوں تاکہ اُسکے سوا کسی دوسرے سے نہ ڈریں اور اُسی کو سب سے زیادہ عزیز رکھیں ❊

جو لوگ رہبانیت کے مخالف تھے یا حد سے زیادہ اُسکی تعظیم کو اچھا نہ سمجھتے تھے اُن میں فرق کرنا چاہئے - جب کوئی ایسا طریق جاری ہو جائے جس میں اعتدال سے تجاوز ہو یا غلطی ملی ہوئی ہو تو اُسکے اِنسداد کی تدبیر یہہ ہی کہ اُس میں جسقدر حق ہو وہ تسلیم کیا جائے اور غلطی سے علیحدہ کیا جائے لیکن رہبانیت کے بہت سے مخالفوں کو حق کا پاس نہ تھا بلکہ اُن کو رہبانیت صرف اِسلئے ناگوار تھی کہ وہ اُن کی دنیوی عیش و عشرت میں حارج ہوتی تھی ایسے لوگ رہبانیت کو اِسوجہ سے ناپسند نہ کرتے تھے کہ وہ مسیحی آزادی میں خلل ڈالتی تھی بلکہ اِسلئے کہ اُس میں روحانی جوش حد سے زیادہ تھا - مثلاً جو لوگ چاہتے تھے کہ ہمارے

لڑکے دینوی قدر و منزلت حاصل کریں جب اُن کی طبیعت رہبانیت کی طرف
مایل دیکھتے تھے تو اُن کو بڑا رنج ہوتا تھا۔ اگستنوس کہتا ہی قولہ اے میرے بھائیو
ہم ایسی نظیریں روزمرہ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی لڑکا خوشی سے خدا کی خدمت کرتا
ہی تو اُسکا باپ ناراض ہوتا ہی باپ دینوی ورثے کی اُمید دیتا ہی مگر بیٹا آسمانی
ورثے کا طالب ہی۔ اگر بیٹا خدا کی زیادہ عزت کرتا ہی تو باپ یہہ نہ سمجھے کہ اِس میں
میری اہانت ہوتی ہی +

اور لوگ اگرچہ راہبوں کے عمدہ روحانی جوش کی قدر کرتے تھے لیکن
یہہ بھی کہتے تھے کہ جس بات سے اَوروں کو چنداں فایدہ نہ پہنچے اُس کی
تعظیم حد سے زیادہ نہ کرنی چاہئے چنانچہ کریسوستم اِس امر پر افسوس کرتا ہی کہ جو
مسیحی نیکی اِس قابل تھی کہ شہروں میں ٹھہرتی وہ جنگلوں میں چلی گئی تھی اور جن
لوگوں پر واجب تھا کہ وہ اپنے اثر سے دنیا کو نہ بگڑنے دیتے وہی اُسکو چھوڑ بیٹھے
تھے قولہ مسیح نے کہا کہ اپنی روشنی آدمیوں میں چمکاؤ نہ یہہ کہ پہاڑوں جنگلوں
میں۔ لیکن میں راہبوں پر کوئی عیب نہیں لگاتا بلکہ شہر والوں کو الزام دیتا ہوں
کہ اُنہوں نے نیکی اپنے بیچ سے نکال دی۔ پس ہم نیکی واپس لائیں تاکہ شہر
جیسے ہونے چاہئیں ویسے ہی ہو جائیں انتہی اگستنوس کہتا ہی قولہ بہت لوگ
کہتے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ آرام سے بسر کریں۔ ہمکو کسی طرح کی فکر نہ رہے۔ دنیا
کے جھگڑوں سے الگ رہیں خطروں سے بچے رہیں۔ جب تو آرام چاہتا ہی تو گویا

ایک ایسے بستر کی خواہش کرتا ہی جسپر چین سے لیٹا رہے لیکن بعض آدمی خود دنیا
کے کاروبار کا بوجھہ اُٹھانا چاہتے ہیں اور نہ کلیسیا میں تعلیم و تلقین کا کام کرتے
ہیں یہہ لوگ جان چھپاتے ہیں اور مشکل کاموں کا ارادہ نہیں کرتے وہ راہبوں
کی طرح بستر پر پڑے ہوئے دعا مانگا کرتے ہیں۔ وہی مصنف ایک راہب کو لکھتا
ہی قولہ اپنے آرام پر اُن کاموں کو مقدم سمجھو جو کلیسیا کی بہتری کے لئے ضرور ہیں
کیونکہ اگر دیندار لوگ ایسا نہ کرتے تو تم کس طرح روحانی پیدائش پاتے۔ ہمکو غرور
سے بھی بچنا چاہئے اور سُستی سے بھی کیونکہ بعض آدمی اگرچہ غرور سے بچتے ہیں مگر
سُستی وغیرہ برائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور بعض آدمی اگرچہ سُست نہیں ہوتے
مگر غرور سے خراب ہو جاتے ہیں۔ اگر تم کو آرام کا شوق ہی تو یاد رکھو کہ دنیا میں کوئی
ایسی جگہہ نہیں جو شیطان سے محفوظ ہو اور جب تک کچھہ بھی بُرائی باقی ہوگی کامل
آرام حاصل نہ ہوگا انتہی۔ اِسیطرح روم کا اُسقف گریگری اعظم جو رہبانیت کی نہایت
قدر کرتا تھا اور راہبوں سے انجیل کی منادی کا کام لیا کرتا تھا کہتا ہی قولہ بعض
ذی لیاقت آدمی دینی خیالات میں محو رہتے ہیں اور گوشہ نشینی پسند کرتے ہیں مگر
وعظ و نصیحت سے اَوروں کو فایدہ نہیں پہنچاتے لیکن حق یہہ ہی کہ جسقدر انکو
فایدہ پہنچانے کی زیادہ لیاقت حاصل ہی اُسیقدر وہ زیادہ الزام کے لائق
ہیں۔ جس حال میں خدا کا اکلوتا بیٹا مخلوق کو فایدہ پہنچانے کے لئے دنیا میں
آیا پس یہہ لوگ خلوت میں رہنے کو فایدہ پہنچانے پر کونسے دل سے ترجیح دیتے ہیں

اور وجیلینشوس جو رہبانیت کا بڑا مخالف تھا کہتا ہی قولہٗ اگر سب مسیحی اپنے کو خانقاہوں میں بند کرلیں یا جنگلوں میں چلے جائیں تو انجیل کی منادی اور گنہگاروں کو توبہ کی ہدایت کون کرے۔ رومی راہب جوونیان بھی اس مباحثے میں دل وجان سے مصروف ہوا۔ اُس نے رہبانیت اور جسمانی ریاضت کو فی نفسہ بُرا نہ جانا بلکہ اس باطل خیال کا دور کرنا چاہا کہ انسان ایسے طریق کے اختیار کرنے سے ایسی نیکی اور خدا کی نظر میں ایسے استحقاق حاصل کرسکتا ہی جو اوروں کو حاصل نہیں ہوسکتے قولہٗ ایک ہی ربانی حیات سب سچے ایمانداروں کو نجات دہندہ سے حاصل ہوتی ہی اور اس سے بڑھکر کوئی مرتبہ خیال میں نہیں آسکتا۔

چوتھا باب

کلیسیا کے اُسقفوں اور معلموں کے حالات

چونکہ اس زمانے میں دینی عہدوں سے بہت سے دنیوی منافع حاصل ہوتے تھے اسلئے اکثر آدمی جنکو ان عہدوں کی عظمت اور پاکیزگی پر نظر نہ تھی اُن پر مامور ہونا چاہتے تھے اور گریگری نزیانزدی کے قول کے موافق ناپاک ہاتھ اور ناپاک دل سے خدا کے گھر میں داخل ہوتے تھے اور ان عہدوں کو اپنی یافت کا ذریعہ بناتے تھے لیکن ان لوگوں کے مقابلے میں ایسے خداپرست بھی لوگ موجود تھے جو اپنی ناتوانی اور ناقابلیت کے مقر تھے اور اس وجہ سے ایسے ذمہ داری کے عہدوں سے پہلوتہی کرتے تھے مگر اور لوگ جنکو ان عہدوں کی پاکیزگی اور ذمہ داری کا اگرچہ کچھہ کم خیال نہ تھا مگر اُن سے انکار کرنا بھی مناسب نہ سمجھتے تھے بلکہ وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ اگر خدا دینی عہدے پر بُلائے تو گو طبیعت نہ جھکتی ہو مگر پھر بھی خدا پر بھروسا کرکے اُسکو اختیار کرنا چاہیئے۔ روم کا اُسقف گریگری اعظم کہتا ہی قولہٗ جو شخص جانتا ہی کہ خدا نے اُسکو کلیسیا میں دینی عہدے پر طلب کیا ہی اور پھر بھی اُسے قبول نہیں کرتا

وہ سچا فروتن نہیں پچھلی قسم کے آدمی اپنی طرف سے دینی عہدوں کے پانے کی
کوشش نہ کرتے تھے لیکن اگر بغیر اپنی اِستدعا کے طلب کئے جاتے تھے تو اُنکا
قبول کرنا لازم سمجھتے تھے۔ وہ یقین کرتے تھے کہ ایسی صورت میں اِنسان کو وہ
بھروسا ہو سکتا ہی جس کی ہدایت سنریا کے بیسیل نے ایک نئے اُسقف کو کی
تھی قولہٗ جو بار تیری طاقت سے زیادہ ہی اُس کی شکایت نہ کر کیونکہ اگر یہہ بار
تنہا تجھہ کو اُٹھانا پڑتا تو اُسکا اُٹھانا دشوار ہی نہیں بلکہ محال ہوتا لیکن چونکہ خداوند
تیرے ساتھہ اُسکا اُٹھانیوالا ہی پس تو اپنا بار اُسپر ڈالدے اِنتہی۔ جب کسی جماعت
میں کوئی دینی عہدہ خالی ہوتا تھا اور لوگ اُس عہدے پر کسی کو مقرر کرنے کے لئے
فراہم ہوتے تھے تو اگستنوس جس کی طرف اُسکے سب ہموطنوں کی آنکھیں لگی ہوئی
تھیں اُس مجمع میں نہ جاتا تھا تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اُس عہدے کے لئے منتخب
کیا جائے لیکن جب ایک خاص موقع پر اُسکو نومیڈیا کے شہر تہگسٹا میں آنے
کا اِتفاق ہوا اور وہ ایسے جلسے میں موجود تھا اور لوگوں نے بالاتفاق قسیس کے
عہدے کے لئے اُسے منتخب کیا تو اُس نے اِنکار نہ کیا بلکہ خوف اور اِضطراب
کے ساتھہ جو اُسکے چہرے سے ظاہر تھا یہہ عہدہ قبول کیا کیونکہ اپنی اوایل عمر کی
آوارگی سے اِطمینان پانے کے بعد اِسقدر جلد اَوروں کا اُستاد اور رہنما بننا یہہ اُسپر
نہایت شاق گذرا اور جب اُس نے اپنے اُسقف سے اِس امر کی درخواست
کی کہ اُسکو فرصت دیجاوے تاکہ وہ اِس عہدے کے لئے طیار ہو تو اُسکو یہہ لکھا

قولہٗ مجھہ میں بھلائیاں اِسقدر کم ہیں کہ میں بہت جلد اُنکا شمار کر سکتا ہوں بخلاف
بُرائیوں کے کہ وہ شمار سے زیادہ ہیں۔ جو باتیں میری نجات کے لئے درکار
ہیں میں اُن کو جانتا ہوں اور اُنپر مضبوط اِیمان رکھتا ہوں لیکن مجھہ کو وہ ڈھنگ
معلوم نہیں جس سے اَور لوگ بھی اُن سے فایدہ اُٹھا سکیں اور نجات پا سکیں
البتہ کتب مقدسہ میں ایسی ہدایتیں موجود ہیں جن پر غور اور عمل کرنے سے اِنسان
کلیسیا کی خدمت بجا لا سکتا ہی یا بہر صورت اپنی زندگی صفائی باطن کے ساتھہ بسر
کر سکتا ہی لیکن خداوند کے اِرشاد کے موافق اُن ہدایتوں کے معلوم کرنے کے
ذریعے یہی ہیں مانگنا۔ ڈھونڈھنا۔ کھٹکھٹانا یعنے دعا مانگنا۔ خدا کی کتاب کا
پڑھنا۔ اپنے گناہوں پر افسوس کرنا۔ پس اِن باتوں کے لئے آپ مجھہ کو محبت
کی راہ سے عید مبارک تک کی فرصت مرحمت کریں تاکہ مجھہ کو خداوند کے سامنے یہہ
اِقرار نہ کرنا پڑے کہ مجھہ کو کلیسیا کے کاروبار میں پھنس جانے کے سبب طیار ہونے کی
فرصت نہ ملی تھی اور خداوند مجھہ سے یہہ نہ کہے کہ ای بیوفا نوکر اگر کلیسیا کی کوئی
مزرعہ زمین جسپر بڑی محنت ہوئی ہو جھگڑے میں پڑ جاوے اور تجھہ کو جوابدہی
کرنی پڑے تو کیا تو پیروی نہ کرے اور اگر تیرے دعوے کے خلاف حکم صادر ہو
تو کیا تو مرافعہ نہ کرے اور اگر برس دو برس تک تجھہ کو غیر حاضر رہنا پڑے تو کیا یہہ
سنکر کہ دوسرا شخص اُس زمین پر قابض ہونا چاہتا ہی تو واپس آکر حاضر نہوگا [illegible]
یہہ ساری دقتیں صرف چند بیگھے زمین کے لئے ہیں جس کی ضرورت [illegible]

کی روحوں کو نہیں بلکہ صرف اُن کے جسموں کو پڑتی ہی اور یہہ بھی میرے زندہ
درختوں یعنے سچے مومنوں کی مدد سے کہیں زیادہ سیر ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اچھی
طرح اُن کی غور کیجائے۔ اگستنوس کی مراد یہہ ہی کہ اگر خادمان دین اپنے کاموں
میں خاطر خواہ محنت کریں تو مسیحیوں کی محبت اور سرگرمی سے محتاجوں اور مسکینوں
کی امداد اسقدر ہو سکے کہ کلیسیا کے کسی مال اور جایداد سے بھی ممکن نہیں۔ چونکہ
بہت سے خادمان دین لوگوں کی نجات کی نسبت کلیسیا کی املاک اور آمدنی کی
فکر زیادہ رکھتے تھے پس اگستنوس نے اُنکے خلاف یہہ بات ظاہر کی کہ اگر مسیحیوں
کے باطن ہی کی خبر گیری کما حقہ کیجائے تو اُنکا سارا حال خود بخود بہتر ہو جائے +

ہر سال جب اُسقفوں کی تقرری کا دِن آتا تھا تو وہ اُن کی جماعتوں میں
عید کی طرح مانا جاتا تھا اور خداترس اُسقف اُس روز اپنے عہدے کی پاکی اور
ذمہ واری پر بالخصوص غور کرتے تھے اور سوچتے تھے کہ ہم نے اپنا قرض
سالگذشتہ میں کسطرح ادا کیا۔ اگستنوس کہتا ہی قولہٗ جب سے یہہ بوجھہ جسکا
حساب مجھہ کو پورا پورا دینا پڑیگا مجھہ پر رکھا گیا ہی تو اپنے منصب کے افکار سے
میری طبیعت فکرمند رہی ہی بالخصوص جب میری تقرری کے دن یہہ خیال میرے
سامھنے آتا ہی تو میرے دل پر ایسا اثر کرتا ہی کہ اگر میں آج یہہ عہدہ اختیار کرتا
تو بھی اُتنا اثر نہ ہوتا۔ اُس نے یہہ بھی بتایا کہ کس بات کے خیال سے اُسکو
دلجمعی اور تشفی ہوتی تھی قولہٗ جن لوگوں پر یہہ بوجھہ رکھا جاتا ہی اگر خداوند یسوع

اُسکے اُٹھانے میں اُنکا شریک نہ ہوتا تو اُسکو ہلکا نہ بتاتا جب مجھہ کو اس خیال
سے کہ میں تمہارا اُسقف ہوں خوف معلوم ہوتا ہی تو اِس خیال سے کہ میں تمہارے
ساتھہ مسیحی ہوں تسلی حاصل ہوتی ہی کیونکہ اُسقف ہونا اُس خدمت کا نام ہی
جسپر میں مامور ہوا ہوں اور مسیحی ہونا اُس فضل کا نام ہی جو مجھے مرحمت ہوا ہی۔ پہلا
خطرناک اور دوسرا نجات کا باعث ہی۔ اِس عہدے کے افکار گویا ایک تُند طوفان
ہیں جنسے ہم سمندر میں اِدھر اُدھر ٹکرا رہے ہیں لیکن جب ہم یاد کرتے ہیں کہ ہمنے
کسکے خون سے مخلصی پائی ہی تو اطمینان سے گویا ایک محفوظ بندرگاہ میں پہنچ جاتے
ہیں اِس عہدے کی مشقت ہمارے ہی لئے ہی لیکن جن نعمتونکی اُمید سے ہم کو
تشفی ہوتی ہی اُن میں سب مسیحی شریک ہیں انتہی۔ غرضکہ اُس عام فضل کے
خیال سے جو روح کو فرحت بخشتا ہی اگستنوس نہایت تازگی اور تقویت پاتا تھا اور
اُسکو خداوند کی خدمت کے بجا لانے کا زیادہ تر خیال ہوتا تھا قولہٗ جب مجھہ کو
تمہارے پیشوا ہونے کی نسبت اِس خیال سے کہ میں نے تمہارے ساتھہ نجات
پائی ہی زیادہ خوشی ہوگی تو میں خداوند کے حکم کے موافق زیادہ سرگرمی سے تمہاری
خدمت بجا لاؤنگا تاکہ میں اُس بڑی عزت کا ناشکرگذار نہ ہوں جو مجھہ کو تمہارے ہم
خدمت ہونے کی وجہ سے حاصل ہی کیونکہ مجھہ کو نجات دہندہ سے محبت رکھنی چاہئے

اور جو کچھہ اُس نے پطرس سے کہا مجھہ کو معلوم ہی کیا تو مجھہ سے محبت رکھتا ہی میری
بھیڑوں کو چرا۔ خداوند نے یہہ کلمات تین مرتبے متواتر فرمائے۔ اُس نے پطرس

سے اُس کی محبت کی نسبت سوال کیا اور اُسکے واسطے ایک خدمت بھی مقرر کی کیونکہ
جسقدر دل میں محبت زیادہ ہوتی ہی اُسیقدر خدمت کا بوجھ کم معلوم ہوتا ہی *

اکثر آدمی دو غلطیوں میں پڑ جاتے ہیں بعض یہہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کو
کسی کی مدد کی حاجت نہیں ہم اپنی ہی کوشش سے سب کچھ کر سکتے ہیں اور بعض
یہہ خیال کرتے ہیں کہ وسایل مقررہ کے کام میں لانے اور کوشش کرنیکی ضرورت
نہیں کیونکہ روح القدس خود بخود ساری نعمتیں عطا کریگا - جو لوگ اس زمانے میں دینی
عہدوں پر مامور ہونا چاہتے تھے اُن میں یہہ دونوں غلطیاں پائی جاتی تھیں چنانچہ
بعض اُن میں سے دینی عہدوں کی لیاقت کے پیدا کرنے میں کوشش نکرتے
تھے کیونکہ وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ روح القدس کا اثر کافی ہی اگستنوس ایسے
لوگوں کے خلاف کہتا ہی قولہٗ جو باتیں انسان کو انسان سے سیکھنی ضرور ہیں اُنکے
سیکھنے میں کسی مسیحی کو اپنا کسرِ شان نہ سمجھنا چاہیے اور تعلیم دینیوالے کو لازم ہی کہ
بغیر غرور اور حسد کے لوگوں کو تعلیم دے - ہم شیطان کے فریب میں نہ آئیں - انجیل
اور کتب مقدسہ کی درس و تدریس سے غافل نہ ہوں اور یہہ اُمید نہ رکھیں کہ ہم
تیسرے آسمان پر اُٹھائے جائینگے اور وہ باتیں سُنینگے جو کہنے کے لایق نہیں - یا
خداوند یسوع مسیح کو دیکھینگے اور آدمیوں سے تعلیم پانے کے عوض خود اُس سے
انجیل کی تعلیم پائینگے - ہم ایسے خطرناک وسوسوں سے بچیں اور یاد رکھیں کہ
اگرچہ آسمان سے بڑا نور رسول پر چمکا اور اُس نے خداوند کی آواز سُنی مگر پھر بھی بپتسما

پانے اور کلیسیا میں شامل کئے جانے کو وہ ایک آپ جیسے آدمی کے پاس بھیجا
گیا اور اسیطرح اگرچہ ایک فرشتے نے قرنیلیوس کو اُس کی دعا کے قبول ہونے
کی خبر دی مگر پھر بھی اُسکو پطرس کے بُلانے اور اُس سے تعلیم پانے کی ہدایت
کی گئی فرشتوں کی معرفت سارے کام ہو سکتے تھے لیکن اگر خدا اپنا کلام انسان کے
وسیلے سے دنیا میں نہ بھیجتا تو انسان کی کیا عزت رہتی اگر خدا انسان کے وسیلے
سے آدمیوں کے ساتھ خطاب نہ کرتا بلکہ ہر ایک بات اُن کو سیدھی آسمان سے
بتاتا یا فرشتوں ہی کو واسطہ بناتا تو رسول کا یہہ قول کہ تم خدا کی ہیکل ہو کس طرح
راست ٹھہرتا - اگر آدمی ایک دوسرے سے تعلیم پانے کے محتاج نہ ہوتے تو اُن میں
محبت اور اتفاق کیونکر پیدا ہوتا - دوسری قسم کے لوگوں کا یہہ خیال تھا کہ مطالعہ
کتب اور فن بلاغت کے وسیلے سے ہم خدا کے کلام کے عمدہ واعظ بن سکتے ہیں
اور وہ اپنی ہی سعی پر بھروسا کرتے تھے نہ کہ خدا کی مدد پر جسکے بغیر انسان کچھ نہیں
کر سکتا - ایسے لوگوں کے خلاف اگستنوس کہتا ہی قولہٗ اگر کوئی واعظ سچی - مفید
پاکیزہ باتیں بیان کرتا ہی تو اس بات میں بھی کوشش کرے کہ اُسکا بیان عام فہم
اور ہر دل عزیز اور مُوثر ہو اور وہ یقین کرے کہ یہہ بات زیادہ تر دعا سے حاصل
ہو سکتی ہی نہ کہ فصاحت سے پس اُسکو اپنے اور سامعین کے حق میں دعا مانگنی
چاہیے تاکہ وہ ایک لایق واعظ بن سکے اُسکو چاہیے کہ تقریر کے شروع کرنے سے
پہلے اپنی پیاسی روح کو خدا کی طرف متوجہ کرے تاکہ جو کچھ وہ اُس چشمے سے پائے

سُننے والوں کے سامھنے پیش کرسکے کیونکہ بدیہی ہی کہ جو امور ایمان اور محبت سے
علاقہ رکھتے ہیں اُن میں سے ہر ایک کے باب میں بہت سی باتیں جدا گانہ طور پر
بیان ہوسکتی ہیں لیکن خدا کے سوا جو دلوں کو دیکھتا ہی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسوقت
کس بات کا کہنا زیادہ مفید پڑیگا اور جسکے ہاتھہ میں ہم اور ہمارے سب کام ہیں وہی
ہم سے ٹھیک بات ٹھیک طور پر کہلا سکتا ہی پس تعلیم دینیوالا علمی اور تعلیمی لیاقت
حاصل کرے لیکن وعظ کے وقت زیادہ تر خداوند کے یہہ کلمات دل میں رکھے
فکر نہ کرو کہ ہم کس طرح یا کیا کہینگے کیونکہ جو کچھہ تمکو کہنا ہوگا سو اُسی گھڑی تمہیں اُسکی
آگاہی ہوگی *

وفادار خادمان دین اپنی عزت اور تعریف نہیں بلکہ خدا کی عظمت اور آدمیوں
کی نجات چاہتے تھے وہ ہر ایک رُتبے کے آدمیوں پر اُن کی بُرائی ظاہر کرنی اپنا
فرض سمجھتے تھے اور جو ریاکاری دینداری کے جامے میں زیادہ تر خطرے کا باعث
ہوتی تھی اُسپر زیادہ زور دیکر روح کی تلوار سے حملہ کرتے تھے چنانچہ اگستنوس کہتا ہی
قولہٗ ہم سے یہہ کبھی نہ ہوگا کہ ہم لوگوں کو یہہ باتیں سکھائیں کہ جسطرح چاہو زندگی بسر
کرو۔خاطر جمع رکھو۔خدا کسی کو ہلاک نہ ہونے دیگا۔صرف ایمان پر قایم رہو (ظاہر ہی
کہ اِس مقام پر ایمان سے اگستنوس کی مراد مُردہ ایمان ہی) جنکو اُس نے اپنے خون
کے وسیلے سے مخلصی بخشی ہی وہ اُن کو ہرگز ہلاک نہ ہونے دیگا۔اگر تمہارا دل تماشا
دیکھنے کو چاہے تو کچھہ بُرائی نہیں۔ضیافتوں اور فحش کی محفلوں میں بے دھڑک

شریک ہو۔خدا کی رحمت بڑی ہی وہ سب کو معاف کریگا۔ہم پھولوں کے ہار اُن کے
کُملانے سے پہلے گلے میں ڈالیں۔جب چاہو خدا کے گھر میں ضیافتیں کرو اور
تم اور تمہارے متعلقین خوب کھائیں اور پئیں کیونکہ خدا نے یہہ نعمتیں اِسیواسطے
دی ہیں کہ ہم اُن سے حظ اُٹھائیں نہ یہہ کہ وہ بیدینوں اور مشرکوں کو تو دیتا ہی
اور ہم کو اُن سے محروم رکھنا چاہتا ہی۔اگر ہم ایسی باتیں کہینگے تو شاید زیادہ سُننیوالے
فراہم ہونگے لیکن اِس حال میں ہم خدا اور مسیح کے کلام کے سُنانیوالے نہیں بلکہ
اپنے کلام کے سُنانیوالے ہونگے۔ہم اُن چرواہوں کی مانند ہونگے جو اپنا پیٹ بھرتے
ہیں نہ کہ اپنے گلوں کا۔میرا ارادہ میری خواہش کیا ہی۔میں کیوں بولتا ہوں۔میرا
مقصد اِسکے سوا اَور کچھہ نہیں کہ ہم تم ملکر مسیح میں زندگی بسر کریں۔یہی میری عزت۔
یہی میری خوشی۔یہی میرا مال ہی اگر میں ہدایت کرتا رہونگا اور تم میرا کہا نہ مانوگے تو
میں بیشک نجات پاؤنگا لیکن میں یہہ چاہتا ہوں کہ تم بھی نجات پاؤ *

چونکہ لوگ تماشا گاہوں کی طرح گرجاؤں میں بھی واعظوں کی تعریف پکار پکار
کیا کرتے تھے پس خرسیوستم اِس خراب رواج کی مذمت کیا کرتا تھا کیونکہ اُس سے
واعظوں میں نمود بڑھتی تھی قولہٗ بہت سے لوگ جماعت کے روبرو طول طویل
وعظ کہنے کی سخت محنت اپنے اُوپر گوارا کرتے ہیں اور جب لوگ اُن کی تعریف کرتے
ہیں تو وہ اپنے کو بادشاہ سمجھنے لگتے ہیں اور اگر اُنکا وعظ بغیر شور و غُل کے ختم
ہوجاتا ہی تو یہہ اُن کے لئے جہنم سے بھی بدتر ہوتا ہی کلیسیا کی خرابی کا سبب یہی ہی

کہ جس تقریر سے دل توبہ کی طرف مایل ہوتا ہے تم اُسکو پسند نہیں کرتے بلکہ جس سے
طبیعت بہلتی ہے اُس کی طرف راغب ہوتے ہو تم گویّوں کی طرح صرف واعظ کی خوش
الحانی اور شیریں کلامی کی قدر کرتے ہو۔ اور ہم اِسقدر لسپت ہمت اور نالایق ہیں کہ تمہاری
خواہشوں کا روکنا تو درکنار اُلٹے اُن سے دبجاتے ہیں۔ ہمارا حال بعینہ اُس
شخص کا سا ہے جو اپنے بیمار بچے کو جو لاڈ پیار میں خراب ہو گیا ہو شیرمال اور باقرخانی
وغیرہ جو اُس کی طبیعت کو مرغوب ہوں کھانے کو دے اور یہہ خیال نہ کرے کہ اُسکے
حق میں کونسی شی مفید ہے اور جب طبیب اُسکی بدپرہیزی کی شکایت کرے تو وہ یہہ عذر
کرے کہ مجھہ سے لڑکے کا رونا نہیں دیکھا جاتا۔ پس ایسا ناعاقبت اندیش باپ اپنی
بیعقلی سے لڑکے کو ہلاک کرتا ہے اگر میرا باپ ایسا ہو تو مجھے اُسکو باپ کہنے سے
شرم آئے۔ یہہ کیا بہتر ہے کہ تھوڑی سی خوشی کے بعد ہمیشہ تکلیف اُٹھانی پڑے
یا یہہ کہ تھوڑی سی تکلیف کے بعد آدمی ہمیشہ تندرست رہے۔ یہی کیفیت ہماری
ہے کیونکہ ہم بھی فایدہ پہنچانے کو نہیں بلکہ خوش کرنے کو اور تعلیم دینے کو نہیں بلکہ
تعریف کرانے کو اور ندامت دلانے کو نہیں بلکہ طبیعت کے بہلانے کو اپنے اُوپر
محنت گوارا کرتے ہیں اور خوش لہجے الفاظ مرتب کرکے تمہارے سامھنے پیش کرتے
ہیں۔ یقین جانو کہ ایسی تعریف اِنسان کی طبیعت کو نہایت مرغوب ہوتی ہے اور میں
اُس سے خوش ہوتا ہوں لیکن جب میں گھر جاکر سوچتا ہوں کہ جن لوگوں نے تعریف
کی اُنہوں نے میری تقریر سے کچھہ فایدہ نہ پایا اور پایا بھی تو وہ تحسین اور آفرین کے

شور و غُل میں جاتا رہا اُسوقت مجھہ کو نہایت افسوس آتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری
تقریر رایگاں گئی۔ اگر وعظ کے سُننے والوں پر کچھہ اثر نہ ہوا تو میری محنت نے کیا نتیجہ
دیا۔ وہی مصنّف کہتا ہے قولہٗ کلیسیا میں خاموشی اور تہذیب زیبا ہے اور شور و غُل
صرف تماشاگاہوں اور بازاروں سے مناسبت رکھتا ہے مجھہ کو ہمیشہ یہہ خیال رہتا
ہے کہ میں تم کو کس کس طور سے فایدہ پہنچا سکتا ہوں۔ میرے نزدیک شور و غل سے
تمہارا باز آنا تھوڑی بات نہیں اور اُس میں تمہارا ہی نہیں بلکہ ہمارا بھی فایدہ ہے
کیونکہ ہم اِس صورت میں گمراہی سے بچے رہینگے اور نمود اور عزّت کی خواہش نکرینگے
اور ایسی باتیں بیان کرینگے جن میں ہمارا دنیوی نفع نہیں بلکہ روحانی فایدہ ہو
اِسیواسطے مُشرکین ہم پر عیب لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسیحی جو کچھہ کرتے ہیں دکھاوے
اور تعریف کرانے کی خاطر کرتے ہیں۔ خرِیسوسٹم ایک اَور نصیحت میں کہتا ہے قولہٗ ہم یہہ
نہیں چاہتے کہ تم سے تعریف کرانے یا تمہارے خوش کرنے کو بیفایدہ سخن زنی کریں
اور اپنی راہ لیں بلکہ ہم تمہارا فایدہ چاہتے ہیں اگر ایک ہی بد آدمی نیک بنجائے یا
ایک ہی غافل شخص ہماری نصیحت سے سرگرم مسیحی ہو جائے تو اِس سے بڑھکر
ہمارے لئے کوئی تعریف نہیں اِس ذریعے سے ہماری حد سے زیادہ تعریف ہوگی
اور ہم نہایت راحت پاوینگے اور تم کو بڑا فایدہ اور روحانی خزانہ ملیگا ؞
جیروم نے ایک خادم دین کو یہہ صلاح دی کہ اکثر کتب مقدسہ پڑھا کرو انکو
ہمیشہ ہاتھہ میں رکھو جو باتیں سکھائی ہوں پہلے آپ سیکھو۔ اپنے افعال سے اپنی

ستادی کو بے عزت نہ کرو جو کچھہ تم نے سیکھا اور دیا پایا ہی اُسپر قایم رہو کوئی شخص دل میں یہہ نہ کہے کہ جو کچھہ تو کہتا ہی خود کیوں نہیں کرتا ÷

جو واعظ اپنی فصاحت و بلاغت کو غرور اور نمود کا ذریعہ بناتے تھے اُنکو اُس سے فایدے کی جگہہ اُلٹا نقصان پُہنچتا تھا غرض سو تم اِس باب میں کہتا ہی **قولہٗ** اگر تجھہ کو فصاحت اور تعلیم کی لیاقت حاصل ہی تو آپ کو بڑا خیال نکر بلکہ جسقدر لیاقت زیادہ ہو اُسیقدر زیادہ فروتن بنا چاہیے تجھہ کو ہوشیار رہنا چاہیئے کیونکہ لیاقت طبیعت کی سلامتی کے بغیر انسان کی بربادی کا باعث ہو جاتی ہی - تو غرور کیوں کرتا ہی - کیا اِسواسطے کہ تو عمدہ تعلیم دیتا ہی لیکن خوش تقریر ہونا آسان ہی اپنے اعمال سے تعلیم دے کہ یہی تعلیم افضل ہی - تو اعتدال کے باب میں لمبی چوڑی تقریر کرتا ہی اور الفاظ کا دریا بہاتا ہی لیکن جو شخص اعتدال کا نمونہ دکھاتا ہی وہ تجھہ سے بہتر ہی کیونکہ نصیحتیں جسقدر افعال سے انسان کے دلنشیں ہوتی ہیں اقوال سے نہیں ہوتیں - اگر تو خود اپنی نصیحت پر عمل نہیں کرتا تو تیرے کلام سے فایدے کی جگہہ اُلٹا نقصان پہنچتا ہی پس اِس صورت میں یہی بہتر ہی کہ تو خاموش رہے اِسواسطے کہ تو میرے لئے نصیحت پر عمل کرنا محال کر دیتا ہی کیونکہ مجھہ کو یہہ خیال ہوتا ہی کہ جب تو اپنے کہے پر خود عمل نہیں کرتا پس میں جو کچھہ نہیں کہتا اگر اُس سے غافل رہوں تو بیشک معذور سمجھا جاؤنگا - خدا شریر سے

کہتا ہی - تجھہ کو میرے حکموں کے بیان کرنے سے کیا کام (زبور ۵۰ - ۱۶) کیونکہ یہہ

زیادہ شرم کی بات ہی کہ آدمی نیکی کی تعلیم دے اور بدی کے کام کرے - اِس سے کلیسیا کو بڑا نقصان پُہنچتا ہی ÷

سچے اُسقف نہ چاہتے تھے کہ ہم آپ اُستاد اور خداوند بن بیٹھیں بلکہ جو ہمارا سب کا ایک ایک اُستاد ہی اپنے کو اُسی کے شاگرد قرار دیتے تھے وہ اپنے قول و فعل سے اِس امر میں کوشش کرتے تھے کہ لوگ مسیح کی طرف رجوع ہو کر بلا واسطہ اُس سے تعلیم پائیں چنانچہ اگستنوس نے اپنی جماعت کے سامھنے یوحنا ۸ باب ۳۱ آیت پڑھکر کہا **قولہٗ** تم جانتے ہو کہ ہم سب ایک ہی اُستاد کے شاگرد ہیں اگر ہم اُونچے مقام پر کھڑے ہو کر کلام کرتے ہیں تو اِس سے اُستاد نہیں بن جاتے کیونکہ اُستاد درحقیقت وہی ہی جو ہمارے سب کے دلوں میں رہتا ہی جس نے انجیل میں ہم سب سے خطاب کیا اور جو باتیں میں اِسوقت کہہ رہا ہوں اُسی کی بتائی ہوئی ہیں

اُس نے ہم سب سے کہا اگر تم میرے کلام پر قایم رہوگے تو تحقیق میرے شاگرد ہوگے اور ظاہر ہی کہ اِس مقام پر کلام سے صرف مسیح کا کلام مراد ہی - ہم اپنے کو محتاج جانکر مسیح میں رہتے ہیں وہ ہم میں اپنی رحمت سے رہتا ہی وہی مصنف کہتا ہی **قولہٗ** تم کو غور کرنا چاہیئے کہ میں کیا ہوں اور کن باتوں کے بیان کرنے کی جرات کرتا ہوں میں فانی جسمانی انسان ہو کر غیر فانی روحانی ربانی باتیں کہتا ہوں پس اگر میں خدا کے گھر میں سلامت رہنا چاہوں تو مجھے غرور سے دور رہنا چاہئے - میں اپنی استعداد کے موافق تمہارے سامھنے یہہ باتیں بیان کرتا ہوں - جو باتیں مجھہ پر

کھلجاتی ہیں اُن سے تمہارے ساتھہ حظ اُٹھاتا ہوں اور جو نہیں کُھلتیں اُنکے کھلجانے
کا تمہارے ساتھہ خواستگار رہوتا ہوں۔ اگر کوئی بات مناسب طور پر مجھہ سے ادا
نہ ہوسکے اور اِسلئے کسی کی سمجھہ میں نہ آوے تو وہ میری کمزوری سے درگذر کرکے
خدائے کریم کی طرف رجوع کرے کیونکہ مسیح ہم میں ہر وقت اُستاد کے طور پر رہتا ہی
اگر تم میری زبان سے کوئی بات نہ سمجھہ سکو تو جس سے میں تعلیم پاتا ہوں تم بھی
اُسی کی طرف رجوع کرو پس وہ جس طرح بہتر سمجھیگا تم کو دیگا کیونکہ وہ کسی ڈھونڈھنے
والے کو ناکام نہیں چھوڑتا اور اگرچہ وہ سب کو برابر نہیں دیتا تاہم کوئی یہہ نہ
سمجھے کہ اُس نے مجھہ کو چھوڑ دیا ہی وہ دینے میں دیر کرتا ہی مگر کسی کو بھوکھا نہیں
چھوڑتا اور اگر وہ جلد نہیں دیتا تو وجہ یہہ ہی کہ ڈھونڈھنیوالے کے ایمان کی آزمایش
کرتا ہی نہ یہہ کہ مانگنیوالے کو حقیر سمجھتا ہی اِسیواسطے اگستنوس اور خرِیسوستُم جیسے
لوگ اپنی جماعتوں کو کلام الٰہی کی طرف توجہ دلانے میں نہایت کوشش کرتے
تھے تاکہ وہ بلاواسطہ اُس سے تعلیم پائیں اور فایدہ اُٹھائیں چنانچہ اگستنوس کہتا
ہی **قولہٗ** ہمارے خداوند اور خدا نے جو روح کے امراض سے شفا بخشنیوالا ہی ہمکو
اپنی پاک کتاب میں جو معالجات کی مخزن ہی بہت سے مرہم دئے ہیں پس ہم وہ
مرہم اپنے زخموں پر لگائیں۔ ہم یہہ خیال نہ کریں کہ طبیب حاذق نے ہم کو اپنا
خادم بناکر صرف اَوروں کے علاج کے لئے بھیجا ہی اور ہمکو اپنے علاج کی ضرورت

نہیں جب ہم اُس کی طرف رجوع کرینگے اور دل وجان سے اپنے کو اُسکے حوالے کرینگے
تب ہم شفا پائینگے +

اگستنوس سمجھتا تھا کہ خادمان دین پر واجب ہی کہ کتب مقدسہ کے شیریں
چشمے سے اپنی جماعت کو سیراب کریں اور وہ کتب مقدسہ کے معنے ہی سمجھانے پر
اکتفا نہ کرتا تھا بلکہ لوگوں کو غلطی میں پڑنے سے بھی بچاتا تھا۔ جو کلیسیا کے جلسے
دیگر مقامات کی طرح شمالی افریقیہ میں ہفتہ وار ہوا کرتے تھے ان میں اگستنوس کتاب
مقدس کے مطالب بیان کرتا تھا اِسوجہ سے کہ اگستنوس کو بہ نسبت اتوار کے
ہفتے کے روز زیادہ فرصت ہوتی تھی اور حاضرین بھی بہت [illegible] ہوتے تھے بلکہ وہی لوگ
ہوتے تھے جو کلام الٰہی سے زیادہ تر واقف ہونا چاہتے تھے اور [illegible] اکثر [illegible]
میں کوئی بڑی دلچسپ بات ناتمام چھوڑ کر آیندہ اُسکے پورا کرنیکا وعدہ کرتا تھا تاکہ اُس کے
سُننے والے اِس عرصے میں اُس امر پر غور کرنے اور کتب مقدسہ سے مدد لینے اور
آپس میں گفتگو کرنے کی فرصت پائیں چنانچہ وہ ایک نصیحت میں کہتا ہی **قولہٗ** بھائیو
میں نے یہہ بات اِسلئے کہی ہی تاکہ تم معلوم کرو کہ میں کس قدر چاہتا ہوں کہ تم [illegible]
اور اپنے دونوں کے حق میں دعا کرو تاکہ خداوند مجھے ایسی توفیق دے کہ میں یہہ بات
لایق طور پر بیان کرسکوں اور تم اُس سے فایدہ اُٹھا سکو جب تک وہ یہہ بات سمجھہ میں
نہ آئے اُس پر غور کرو اور اَوروں سے بھی تحقیق کرو اور کہو کہ ہمارے اُستاد نے [illegible]
آج یہہ سوال پیش کیا ہی اور انشاءاللہ وہ اُسکو بیان بھی کریگا اگستنوس کلام الٰہی

سے واقف ہونیکے فوایداِسطرح بیان کرتاہی **قولہٗ** توخداکیطرف رجوع ہونے میں کیوں دیر
کرتاہی نیک نیتی کی حالتمیں جس شی کے کھوئے جانیکا تجھے اندیشہ ہی اُسکا کھویا جانا بدرہنے
کیحالت میں بھی ممکن ہی لیکن اگر تو نیک بنکر اُسے کھوئیگا تو جو تجھ سے لیگا وہی تیرا ہمدرد بنیگا۔
اگرچہ تیرے صندوقچے سے اشرفیاں نکل گئیں مگر تیرا دل ایمان کی دولت سے پُر ہی اگرچہ تو
ظاہر میں غریب ہی مگر باطن میں مالدار ہی تیری دولت تجھ سے چھن نہیں سکتی اگر تو سمندر میں
سے ڈوبتے ڈوبتے صرف اپنی جان لیکر بچیگا تو بھی اُسکو نہ کھوئیگا۔ جو لوگ خدا سے غافل
رہتے ہیں بڑا نقصان اُٹھاتے ہیں ایسے لوگونکا گھر ہی نہیں بلکہ دل بھی خالی ہوجاتا ہی۔
جب کسی ایسے شخص کا مال جاتا رہتا ہی تو کوئی دنیوی شی اُسکے قبضے میں نہیں رہتی جس
سے اُسکو اور آدمیوں کے سامھنے نمود کا موقع ملتا تھا اور وہ دل میں بھی کوئی سہارا
نہیں پاتا کیونکہ اُسکا دل خالی ہوتا ہی۔ اُس نے چیونٹی کی طرح گرمی کے موسم میں
اپنے لئے خورش طیار نہیں کی (امثال ۶-۸) جب آرام سے بسر ہوتی تھی تو دنیوی
کاروبار ترقی پر تھے۔ سب اُسکو خوش نصیب کہتے تھے تو یہہ اُسکے لئے گویا گرمی
کا موسم تھا اور اگر وہ اِس حال میں خوراک یعنے خدا کا کلام اپنے دل میں جمع کرتا
تو گویا چیونٹی کی نقل کرتا۔ آخرکار آزمایشوں۔ تکلیفوں۔ خوف کے طوفانوں۔ غم کی
کپکپاہٹ نے آلیا۔ نقصان یا خطرناک بیماری یا کسی عزیز کی موت یا کسی قسم کی
بدنامی یا ذلت نے آگھیرا۔ یہہ اُسکے لئے گویا سخت جاڑے کا موسم ہی چیونٹی جو
گرمی کے موسم میں توشہ جمع کرتی ہی تنہائی میں جہاں کوئی نہیں دیکھہ سکتا اُسکو کام

میں لاتی ہی اور اپنی گرمی کی محنت سے تروتازگی پاتی ہی۔ جب وہ گرمی میں ذخیرہ
جمع کرتی ہی تو سب دیکھتے ہیں لیکن جب جاڑے میں اُسکو کھاتی ہی تو کوئی نہیں دیکھتا۔
یہی خدا کی چیونٹی یعنے باخدا آدمی کا حال ہی جو روزمرہ اُٹھکر خدا کے گھر میں جاتا ہی۔
دعا مانگتا ہی۔ گیت گاتا ہی۔ جو کچھہ سُنتا ہی دلنشین کرکے اُسپر غور کرتا ہی۔ اِسطرح گویا
ذخیرہ اپنے انبارخانے میں لاتا ہی اور سب اُسکو گرجا میں آتے جاتے۔ نصیحت اور
خدا کا کلام سُنتے۔ کتاب مقدس کھولکر پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں جب اُس پر مصیبت
پڑتی ہی تو اور لوگ اُسکو بدبخت سمجھکر افسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ
اُسکے دل میں کیا ہی مگر وہ چیونٹی کی طرح اپنی گرمی کی محنت کا ثمرہ پاکر خوش رہتا ہی۔
پس تو اُسکو توشہ جمع کرتے دیکھتا ہی مگر خوش ہوتے نہیں دیکھتا۔ مسیحی خدا کی دی
ہوئی چیز کھو سکتا ہی مگر خدا کو نہیں کھو سکتا +

اگستنوس کتب مقدسہ کے مطالعہ کو دل کے اِمتحان اور اُسکی اصلی حالت
کے دریافت کرنے کا عمدہ ذریعہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ وہ اُن لوگوں کو جو فاش گناہ نکرنے
کے باعث اپنے کو راستباز سمجھتے تھے کہتا ہی **قولہٗ** تو نے کیسی ہی ترقی کی ہو لیکن اگر
تو کتاب مقدس کی پاک شرع پر غور کریگا تو تجھ پر اپنا گنہگار ہونا ثابت ہو جائیگا نہی۔
جو لوگ دنیوی کاروبار میں مصروف رہنے کے سبب کتب مقدسہ سے غافل رہتے
تھے اُن کو وہی مصنف ہدایت کرتا ہی **قولہٗ** دنیا کے جنجالوں میں اِسقدر نہ پھنسو کہ
یہہ عذر پیش کرو کہ ہمکو کتاب مقدس کے پڑھنے سُننے کی فرصت نہیں کیونکہ

یہہ تو دنیا پر دل لگاتا ہی۔ اُس نے اِس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ کتب مقدسہ
جن میں روح کے جملہ امراض کا علاج موجود ہی تمام دنیا میں پڑھی جاتی اور عام طور
پر فروخت ہوتی ہیں +

مگر چونکہ اکثر لوگ پڑھنا نہ جانتے تھے اِسلئے خدا کی کتاب سے واقف نہو سکتے
تھے اِسی وجہ سے خادمان دین گرجا میں عبادت کے وقت کتب مقدسہ کے
مختلف حصے بار بار پڑھا کرتے تھے تاکہ لوگ اُن سے واقف ہوجائیں۔ اگستنوس
کہتا ہی قولہٗ شاید بعض تم میں سے پڑھنا نہیں جانتے یا پڑھنے کی فرصت نہیں پاتے
لیکن بہرصورت اگر تم غور سے سُنو تو نجات کی باتیں نہ بھولو انتہی۔ اُس نے اپنے
وعظ کے سُننے والوں سے اِس امر کی بھی درخواست کی کہ اگر کتاب مقدس کا کوئی مقام
اُن کی سمجھ میں نہ آئے تو اُس سے دریافت کریں قولہٗ اگر کوئی خاص بات مجھ سے
دریافت کرنی چاہو گے تو دوسرے وقت پر مجھ کو اُسکے سُننے پر مستعد پاؤ گے انتہی۔
اگستنوس نے اِس غرض سے کہ کتب مقدسہ کے سمجھنے میں لوگونکو مدد حاصل ہو
وہ قاعدہ بھی بتایا جس کی پابندی نہ کرنے سے مدت تک خدا کی کتاب کے
مطالب اُسپر نہ کھُلے تھے یعنے یہہ کہ فروتنی اور دعا اور ربانی چیزوں کے شوق سے
خدا کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے اور جو باتیں معلوم ہوں اُن پر مضبوط ایمان رکھنا
اور اُن کے موافق چال چلن درست کرنا چاہئے تاکہ جو باتیں اب پوشیدہ ہیں وہ
بھی روشن ہوجائیں قولہٗ جو حقایق تم پر کھُل گئے اُنکو شکرگذاری سے قبول کرو۔

مضبوطی سے تھامے رہو پس جو باتیں اب پوشیدہ ہیں وہ بھی روشن ہوجائینگی۔
اگر ہم دینداری سے زندگی بسر کریں۔ مسیح پر ایمان رکھیں۔ بے صبر نہ ہوں تو
گمراہ معلموں کی مخالفت کا نتیجہ اِسکے سوا اَور کچھ نہیں ہوسکتا کہ ہم زیادہ تر اسرار
الٰہی کی تہہ تک پہنچ جائینگے۔ ہم کو خالص اور سچے ایمان کے وسیلے سے خداوند
کو مضبوط پکڑے رہنا چاہئے تاکہ جو باتیں مسیح میں پوشیدہ ہیں وہ اُن کو ایمانداروں
پر ظاہر کردے انتہی۔ جب روح القدس کی مدد حاصل ہوتی ہی تو دشوار باتیں بھی
آسان ہوجاتی ہیں تمہارا شوق اور خدا کی کتاب کے سمجھنے کی خواہش خدا کی نظر
میں بمنزلہ دعا کے ہی۔ اُسی سے مدد کے اُمیدوار ہو۔ جیسے اگستنوس نے اپنی جماعت
کو کتب مقدسہ کے صحیح معنے دریافت کرنے اور اُن سے ہدایت پانے کے قاعدے
بتائے اِسیطرح اُس نے اِن کو اُن لوگوں کی سینہ زوری سے بھی متنبہ کیا جو اپنی
ہٹ دھرمی سے جسطرح چاہتے تھے خدا کی کتاب کی تاویل کرتے تھے اور کیسی ہی
کوئی بات اُس کی عبارت کے خلاف ہوتی تھی مگر وہ اُسکی تائید میں کوئی نہ کوئی وجہ
نکال لیتے تھے۔ جو لوگ واقعات مندرجہ کتب مقدسہ کو صرف تمثیل خیال کرتے
تھے اُن کے خلاف اگستنوس نے کہا قولہٗ ہم پر لازم ہی کہ ساری باتوں سے پہلے
امر واقعی کو جو بمنزلہ بنیاد کے ہی مسلّم سمجھیں اور پھر اُسکا منشا دریافت کریں ورنہ ہوا
پر قلعہ باندھنا ہم پر صادق آئیگا +

اگستنوس کہتا ہی کہ کتاب مقدس کی ایک خصوصیت یہہ بھی ہی کہ باوصف عالم

فہم ہونے کے اُس میں نہایت غور طلب باتیں موجود ہیں قولہٗ کمزور اور زور آور تشنہ
لب دونوں اِس دریا سے سیراب ہو سکتے ہیں۔ یہہ پانی ایسا نہیں جس میں کمزور
کامیاب ہو اور زور آور ناکام رہے اور ایسا بھی نہیں کہ زور آور اُس سے فایدہ اُٹھائے
اور کمزور اُسکی رو میں بہجائے اُس کی روانی ایسی آہستگی کے ساتھہ ہی کہ اگرچہ زور آور
کو سیراب کرتی ہی مگر کمزور کو بھی نہیں روکتی۔ گو کیسا ہی کوئی کم علم اور کم عقل آدمی ہو مگر
بیدھڑک اُس سے اپنی پیاس بُجھا سکتا ہی ایسے شخصوں کو خدا کی کتاب پُکار پُکار کر کہتی
ہی۔ اِبتدا میں خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا کون اِس کلام سے فایدہ نہیں اُٹھا سکتا
کن کے واسطے زیور گونج رہے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہی کہ یہہ میرے فہم سے زیادہ ہیں
اگرچہ اُن میں خدا کی بادشاہی کے بھید مندرج ہیں مگر پھر بھی وہ ایسے طور پر بیان
ہوئے ہیں کہ لڑکے اُن کے سُننے سے خوش ہوتے ہیں اور بیعلم آدمی کمال شوق
سے اُن کو گاتے ہیں۔ اُسی بزرگ نے ایک شخص کو خدا کی کتاب کے مطالعہ کی اِسطرح
ترغیب دلائی قولہٗ اگرچہ کم آدمی خدا کی کتاب کے عمیق معانی تک پُہنچتے ہیں مگر تاہم
اُس کی عبارت کیا ہی سہل ہی۔ اُسکا عام بیان کسی دلی دوست کی باتوں کی طرح عالم اور
بیعلم دونوں کے دلوں میں یکساں دخل کرتا ہی اور اُسکے اسرار ایسی مغلق عبارت
میں بیان نہیں ہوئے کہ سُست اور جاہل آدمی فقیر کی طرح جو دولتمند آدمی کے
پاس آنے سے جھجکتا ہی رُکیں بلکہ اُس کی سادی عبارت سب کے دل اپنی طرف
کھینچتی ہی اور اُسکا صاف بیان تقویت بخشتا ہی اور اُس کی باریک باتیں تحقیق کی

رغبت دلاتی ہیں کیونکہ ایک ہی بات کبھی آسان طور پر بیان ہوتی ہی اور کبھی مشکل
طور پر۔ اگستنوس یہہ بھی ظاہر کرتا ہی کہ کتاب مقدس کے مطالعہ سے کیسے اعلیٰ
درجے کی روحانی خوشی حاصل ہوتی ہی قولہٗ ہم روحانی خوشیاں کہاں سے پاتے
ہیں خدا کے کلام سے۔ پاک کتاب کی تمثیلوں پر غور کرنے سے۔ اُس آرام سے جو
محنت کے بعد حاصل ہوتا ہی۔ یہہ پاک اور خالص خوشیاں مال و دولت۔ عزت و ثروت۔
عیش و عشرت۔ کھیل تماشوں وغیرہ دنیوی فانی چیزوں سے حاصل نہیں ہوتیں
کیونکہ یہہ چیزیں حقیقی خوشی کے بخشنے میں قاصر بلکہ کتاب مقدس کی رو سے بالکل
عاجز ہیں۔ جو شخص اپنا دل دنیوی چیزوں سے اُٹھاتا ہی اور روحانی خوشی پاتا ہی وہی
بھروسے سے کہہ سکتا ہی کہ ای خداوند بیدین لوگ مجھہ سے اپنی خوشیوں کا ذکر کرتے
ہیں مگر تیری شریعت کی خوشیاں اُن سے کہیں بڑھکر ہیں*

میلان کا اُسقف امبروس بھی اکثر اپنی جماعت کو کتاب مقدس کے روزمرہ
پڑھنے کی نصیحت کیا کرتا تھا قولہٗ دل خدا کے کلام سے سخت آزمایش کے وقت
زور آور ہو جاتا ہی کیونکہ اُس کلام پر گویا دل کی زندگی موقوف ہی اور اُسی سے دل
اصلاح اور قوت پاتا ہی جسقدر ہماری روحوں میں خدا کا کلام زیادہ دخل پاتا اور
تہہ نشین ہوتا ہی اُسیقدر حیات بھی زیادہ ہوتی ہی اور جب خدا کا کلام کم ہوتا ہی تو حیات
بھی کم ہو جاتی ہی پس ہمکو خدا کے کلام کی نہایت قدر کرنی اور اُسکا ذخیرہ اپنے
دل میں جمع کرنا چاہیئے اور اُسکو اپنے جان و دل میں جگہہ دیکر اُسی پر اپنے ارادے

اور فعل کا مدار رکھنا چاہیئے انتہٰی - وہی امبروس مسیحیوں کو روشنی کے چشمے اور حقیقی
ہادی خداوند مسیح کی طرف جسکے سوا کوئی ہادی نہیں رجوع لانیکی یوں ہدایت کرتا ہی
قولہٗ جب کہ ناراست اِنسان خود ہی حق نہیں جانتا پھر وہ اَوروں کو حق کی تعلیم کیونکر
دے سکتا ہی چنانچہ خداوند نے فرمایا تم ربی یعنے ہادی نہ کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی
ایک یعنے مسیح ہی لیکن خدا آدمیوں کے دل روشن کرتا ہی اور اُنکو حق کا صاف
علم مرحمت فرماتا ہی بشرطیکہ وہ دل کا دروازہ کھولیں اور آسمانی نور قبول کریں اگر
تجھہ کو شبہہ ہی تو محنت سے تلاش کر کیونکہ جو ڈھونڈھتا ہی پاتا ہی اور جو کھٹکھٹاتا ہی
اُسکے لئے کھولا جائیگا اور جیروم نے ایک عورت لیٹا نامے کو اُسکی لڑکی کے بارہ
میں یہہ نصیحت کی قولہٗ وہ جواہرات اور ریشمی لباس کی جگہہ کتب مقدسہ کو عزیز
رکھے - اِنجیلوں کو پڑھے کبھی اُن کو اُٹھا نہ رکھے کمال شوق سے رسولوں کے اعمال
اور اُنکے خطوط ذہن نشین کرے ÷

خرِیسوستم پہلے زبور کی پہلی آیت کی تفسیر میں کہتا ہی قولہٗ جس طرح دریا کے
کنارے پر کا درخت پانی سے برابر طراوت پانے کے سبب مخالف ہوا سے خشک
نہیں ہوتا اِسیطرح جو روح پاک کتاب کی نہروں کے کنارے پر رہتی ہی اور اِس
چشمہ سے برابر طراوت پاتی اور روح القدس سے تر و تازہ رہتی ہی اگرچہ دنیا کی بدی
اُسکو کیسی ہی ستائے مگر وہ تغیر حالات سے کبھی مغلوب نہیں ہوتی تکلیف کی حالت میں کسی
دوسری شے سے اِسقدر تسلی نہیں ہوتی کیونکہ دنیا کی ہر شے ناپایدار اور اُسکی تسلی بھی ناپایدار

ہی لیکن کتب مقدسہ کا پڑھنا گویا خدا سے ملاقات کرنا ہی اور جب خدا کسیکو تسلی
دیتا ہی تو اُسپر کوئی غم غلبہ نہیں پا سکتا پس ہم گرجا کے صرف دو گھنٹوں میں نہیں
بلکہ ہمیشہ کتب مقدسہ کے پڑھنے میں مصروف رہیں اور ہر شخص جب گھر کو جائے
تو کتاب مقدس کو اپنے ہاتھہ میں لے اور جو حصّے اُسکے یہاں پڑھے گئے ہیں
اُنپر غور کرے تاکہ اُسکو کتاب سے پورا فایدہ حاصل ہو کیونکہ جسطرح پانی کے کنارے
پر کا درخت نہ صرف دو تین گھنٹے بلکہ رات دِن طراوت پاتا ہی اور اِسلئے اگرچہ
کوئی شخص اُسکو پانی نہ پہنچائے مگر تاہم وہ سرسبز اور میوے سے لدا رہتا ہی اِسیطرح
جو شخص پاک کتاب کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہی اگرچہ کوئی اُسکے معنے سمجھانیوالا نہو مگر پھر
بھی وہ اُسکے برابر پڑھنے سے بڑا فایدہ اُٹھاتا ہی اِنتہٰی - وہی بزرگ کہتا ہی قولہٗ
کسی دوسرے اُستاد کا خیال نکرو کیونکہ خدا کے کلام کے برابر کوئی اُستاد نہیں -
دوسرے اُستاد اکثر تعریف کی خواہش سے یا رشک سے باتیں چھپاتے ہیں - ای
دنیا کے لوگو اِس بات پر غور کرو اور پاک کتاب کے نسخے حاصل کرو کہ یہہ تمہاری
روح کی صحت کے حق میں گویا دار الشفا ہیں - پاک کتاب کی ناواقفیت ہی ہماری
بُرائیوں کی جڑ ہی اگر ہم لڑائی میں بے ہتھیار جائیں تو کس طرح بچ سکینگے خریسوستم نے
اپنی جماعت کو پاک کتاب کے نسخے بہم پہنچانے کی اِسطرح فہمایش کی قولہٗ کیا تو نہیں
دیکھتا کہ لوہار سونار اور دیگر دستکار اپنے اوزار اپنے پاس رکھتے ہیں اور کیسی ہی
تنگدستی اور معاش کی قلت ہو مگر اُن کو ہرگز نہیں بیچتے بلکہ اگر ضرورت پڑتی ہی تو

عیال و اطفال کی پرورش کے لئے سودی روپیہ قرض لیتے ہیں اور مناسب بھی یہی
ہے کیونکہ اگر وہ یہہ اوزار بیچڈالیں تو اُن کا ہنر کچھہ کام نہ دے بلکہ بہتری کی ساری
اُمید منقطع ہو جاوے لیکن اگر یہہ آلات اُن کے ہاتھہ میں رہتے ہیں تو وہ اپنے
کام سے رفتہ رفتہ سارا قرض ادا کر دیتے ہیں ہمکو بھی اِسیطرح قیاس کرنا چاہئے کیونکہ
اِن پیشہ والوں کے لئے جو ہتوڑا - نہائی - دھونکنی وغیرہ اوزار ہیں وہی ہم مسیحیوں
کے لئے نبیوں اور رسولوں کے نوشتے ہیں جسطرح یہہ لوگ اپنے اوزاروں
سے پُرانے برتن گلاتے اور ڈھالتے ہیں اِسیطرح ہم بھی کُتب مقدسہ سے اپنے
دل بدلتے ہیں - ٹیڑھے کو سیدھا - پُرانے کو نیا بناتے ہیں اور وہ لوگ تو صرف
صورت ہی بدل سکتے ہیں برتنوں کا مادہ نہیں بدل سکتے یعنے چاندی کے
برتن کو سونے کا نہیں بنا سکتے لیکن تو اِس سے بڑھکر کر سکتا ہے یعنے اپنے بگڑے
ہوئے دل کو جو کاٹھہ کے برتن کی مانند ہے گویا سونے کا بنا سکتا ہے (۲ طمطاؤس
۲-۲۰) پس ہم خدا کی کتاب کے نسخے بہم پہنچانے میں غفلت نہ کریں - ہم سونا
چاندی نہیں بلکہ خدا کا کلام جمع کریں - اور خرِیسوستُم اِن لوگونکو جو یہہ عذر کرتے
تھے کہ خدا کی کتاب بوجہ مشکل ہونے کے ہماری سمجھہ میں نہیں آتی کہتا ہے قولہٗ
خدا نے اپنے فضل سے ایسا اِنتظام کیا کہ یہہ کتابیں محصول جمع کرنے والوں -
ماہی گیروں - خیمہ دوزوں - گڈریوں غرضکہ بے علم اور اُمی آدمیوں نے لکھیں
تاکہ کسی جاہل سے جاہل آدمی کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور اُسکا بیان ایسا عام فہم

ہو کہ دستکار - نوکر چاکر - بیوہ عورتیں - گنوار غرضکہ سب آدمی اُس سے فیض پائیں اِنتہی - پھر
وہی مصنف کہتا ہے قولہٗ خدا کی کتاب ہاتھہ میں لے اور جو کچھہ تیری سمجھہ میں آئے اُسے
مضبوطی سے تھامے رکھہ اور جو کچھہ سمجھہ میں نہ آئے اُسپر اکثر غور کیا کر - اور اگر بار بار پڑھنے
سے بھی اُسکے معنے سمجھہ میں نہ آئیں تو اُستاد کے پاس جا اور اُس سے مدد لے اور زیادہ تر
شوق ظاہر کر - اگر خدا تجھہ میں شوق دیکھیگا تو تیرا غور و فکر رایگان نہ جائیگا اور اگرچہ کوئی ایسی تعلیم
نہ دے جو تجھے درکار ہے لیکن خدا آپ اُسکو تجھہ پر کھول دیگا - خرِیسوستُم نے اِس بیان کی تائید
میں حبشی خوجے کی حکایت (رسولوں کے اعمال ۸-۲۶ و ۳۱) پیش کر کے کہا قولہٗ
خدا نے اِس آدمی کا شوق دیکھکر اُسکے پاس ایک اُستاد فیلبوس کو بھیجا اور
اگرچہ اب کوئی فیلبوس موجود نہیں مگر جس روح نے فیلبوس کو تحریک کی تھی وہ موجود ہے
چونکہ اُسقف اپنی جماعت کے لوگوں سے طرح طرح کے تعلقات رکھتے تھے
اِسلئے وہ اُن کی طبیعت سے زیادہ واقف ہو جاتے تھے اور جیسا اُنکا حال دیکھتے
تھے ویسا ہی اُن پر اثر ڈالتے تھے - لوگ چاہتے تھے کہ اُسقف ملنے کے لئے
اُنکے گھر آئیں لیکن اِس خواہش کا اصلی سبب بیشتر دنیوی نمود تھا نہ کہ کوئی دینی
فایدہ اِسیواسطے جو کتاب خرِیسوستُم نے قسیسی کے باب میں لکھی ہے اُسمیں اِس امر کی شکایت
کی اور پوسیڈینیوس کے بیان سے بھی جو اگستنوس کے حال کا راوی ہے یہہ
بات ظاہر ہوتی ہے کہ لوگ دنیوی نمود سے اگستنوس کو اپنے گھر بُلاتے تھے مگر وہ
بیوہ عورتوں اور یتیموں کے سوا کسی کے گھر نہ جاتا تھا کیونکہ اپنے عہدے کے کام

اور اپنے اور آیندہ زمانے کی بہتری کے لئے تصانیف کتب میں محنت کیا کرتا تھا
اور بیفائدہ تضییع اوقات پسند نہ کرتا تھا اکثر بیمار آدمی تسلی پانے کی غرض سے اُسقفونکو
بُلاتے تھے تاکہ وہ اُنکے حق میں دعا مانگیں اور اُن کو برکت دیں۔ لوگ دینیات
میں گفتگو کرنے کے لئے بھی اُسقفوں کے پاس آتے تھے چنانچہ امبروشیوس
دن بھر طرح طرح کے کاروبار میں جو اکثر روحانی نہ ہوتے تھے اور اِسلئے اُسکو ناگوار
معلوم ہوتے تھے مصروف رہتا تھا لیکن پھر بھی جو کچھہ تھوڑی سی فرصت دینی امور میں
غور اور مطالعہ کے لئے ملتی تھی اُس میں وہ ہر ایک سے بات کرنیکو مستعد رہتا تھا
عیدوں پر بالخصوص ایک جلسہ ہوتا تھا جس میں اُسقف بھی موجود ہوتے تھے
اور لوگ دین کے باب میں اُن سے سوالات کیا کرتے تھے اور ہر رُتبے کے آدمی
اعلی اور ادنی جنکو اپنے روزمرہ عہدے کے کام میں دقت پیش آتی تھی اُسقفوں
کی طرف رجوع کرتے تھے اور اِس ذریعے سے واقع میں اُسقفوں کو اپنا فرض بجا لانے
اور لوگوں کی بُرائیوں کے دور کرنے یا اُن کو خبردار کرنیکا موقع ملتا تھا ÷

شہنشاہ قسطنطین کے آئین کے موافق بشرط طرفین کے راضی ہونیکے
کلیسیا ملکی مقدمات کے فیصل کرنے کی مجاز تھی جن کی تحقیقات اور تجویز میں
اُسقفوں کا بہت سا وقت صرف ہوجاتا تھا۔ اُن کو دنیوی جھگڑوں میں بھی پڑنا
ہوتا تھا اُن پر بہتان بھی لگائے جاتے تھے لیکن پھر بھی اُن کو اس ذریعے سے
اپنی جماعت کے لوگوں کے حال اور خصلت کے جاننے کا زیادہ تر موقع ملتا تھا

اور وہ اُن کو مناسب نصیحت کرسکتے تھے اور خودغرضی کی بُرائی جو اُن جھگڑوں کا اصلی
سبب تھی اُن پر ظاہر کرسکتے تھے اور آپس میں اتفاق رکھنے کی فہمائش کرسکتے تھے
دیندار اُسقف یہہ بوجھ پسند نہ کرتے تھے مگر فرض سمجھکر اُسکو اٹھاتے تھے لیکن اور
اُسقف دنیوی معاملات میں ایسے غرق ہوجاتے تھے کہ اپنے منصب کا روحانی
منشا بھول جاتے تھے۔ اگستنوس پہلی قسم سے تھا اور وہ ۱۱۹ زبور کی ۱۱۵ آیت کے
بیان میں جسکا مضمون یونانی اور لاطینی زبان کے ترجمے کے موافق اسطرح پر ہے۔

ای بدکارو میرے پاس سے دور ہوجاؤ کہ میں تو اپنے خدا کے حکموں پر غور کرونگا

کہتا ہے قولہ بدآدمی ہمکو احکام خداوندی کے بجالانے کی مشق کراتے ہیں مگر [illegible]
غور کرنے سے روکتے ہیں اور وہ ہمکو صرف اُسی وقت نہیں روکسکتے جبکہ ستاتے
ہیں بلکہ اُسوقت بھی جبکہ وہ ہماری تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور یہہ چاہتے ہیں کہ ہم
اُن کی خراب اور دنیوی خواہشوں کے پورا کرنے میں اپنا وقت صرف کریں یا کمزوروں
پر ظلم کرکے اُن کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ فریاد کریں ہم اُن سے نہیں کہہ سکتے کہ کسنے
ہمکو تم پر قاضی یا بانٹنے والا مقرر کیا (لوقا ۱۲-۱۴) کیونکہ جب رسول نے مسیحیوں
کو مشرک حاکموں کی طرف رجوع کرنے کی ممانعت کی تو ایسے امور کا فیصلہ کلیسیا کے
سپرد کیا۔ جو لوگ اوروں کا مال نہیں چھینتے بلکہ اپنے ہی مال کے ملنے کی آرزو رکھتے
ہیں اُن سے ہم یہہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ خبردار رہو اور لالچ سے کنارہ کرو [illegible]
سامھنے اُس شخص کا حال نقل کرسکتے ہیں جس سے کہا گیا تھا کہ ای نادان اسی رات

تیری جان تجھ سے مانگینگے پس جو تو نے طیار کیا ہی کسکا ہوگا کیونکہ ایسی باتوں کے کہنے سے وہ چلے نہیں جاتے بلکہ ہمکو زیادہ تر دباتے ہیں۔ وقت کرتے ہیں منت کرتے ہیں غُل مچاتے ہیں تاکہ خدا کے احکام پر غور کرنے کی جگہہ جو ہمکو پسند ہی ہم اُن باتوں میں مشغول ہوں جو اُن کو پسند ہیں۔ داؤد کے اِس قول سے کہ بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ میں تو اپنے خدا کے حکموں پر غور کرونگا اُن کی اس قسم کے شور اور دردسری سے کیا ہی نفرت اور خدا کے کلام کا کیا ہی شوق ظاہر ہوتا ہی۔ کیا جھگڑالو آدمیوں کی سینہ زوری پر ہم بھی یہی زبان پر نہیں لا سکتے۔ دو آدمی تصفیہ کے لئے آتے ہیں دونوں سمجھتے ہیں کہ حق ہماری جانب ہی اور تصفیہ سے پہلے کہتے ہیں جسطرح مزاج چاہے فیصلہ کیجئے مگر فیصلہ ضرور کیجئے۔ اگر ہم آپکا فیصلہ تسلیم نہ کریں تو سزا کے مستوجب ہونگے غرضکہ فیصلے سے پہلے دونوں حاکم سے اپنی اپنی محبت ظاہر کرتے ہیں لیکن جب فیصلہ سُنایا جاتا ہی تو وہ ضرور کسی نہ کسی کے خلاف ہوتا ہی اور جسکے خلاف ہوتا ہی وہ نہ چنداں کلیسیا کے آئین بلکہ شہنشاہی حکم کے سبب اُسکو بمجبوری قبول کرتا ہی مگر پھر بھی حاکم کو ناراضی کی نگاہ سے دیکھتا ہی اور تا مقدور اُس کی بدگوئی کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ اُس نے دولتمند کی طرفداری کی اُس سے کچھ لے لیا یا اُس کی آزردگی نہ چاہی۔ اور اگر فیصلہ غریب کے موافق ہوتا ہی تو دولتمند کہتا ہی اُس نے انصاف نہ کیا بلکہ حق کے خلاف فیصلہ کیا تاکہ وہ غریبوں پر سختی کرنے کے اِلزام سے بچے +

اُسقف غریب مظلوموں کے محافظ سمجھے جاتے تھے اور جو فرائض اِس کام سے متعلق تھے اُن کے بجا لانے کے لئے اُنہیں ایسا قوی ایمان درکار تھا جو خدا کے سوا کسی شخص کا خوف دل میں نہیں آنے دیتا۔ لوگ مرتے وقت بھی اپنے لڑکوں کو حفاظت اور تربیت کی غرض سے اُسقفوں کے سپرد کرتے تھے کیونکہ اُسقف بیووں اور یتیموں کے قدرتی محافظ خیال کئے جاتے تھے +

امبروشیوس اپنے خادمان دین کو لکھتا ہی قولہٗ جب کوئی بیوہ یا یتیم کسی زبردست کے ظلم سے کلیسیا کی مدد سے بچتا ہی تو تمہارے عہدے کی خاص عزت ہوتی ہی۔ تم خوب جانتے ہو کہ جو بیوہ انکا مال میرے سپرد ہوا اُسکے بچانیکے واسطے میں نے بارہا کوشش کی یہاں تک کہ شہنشاہی حکم کا بھی مقابلہ کیا انتہی۔ شہنشاہ **ولنٹنیان** دویم کے عہد میں ایک بیوہ عورت کا مال کلیسیا کے حوالے کیا گیا کسی شخص نے ایک شاہی فرمان حاصل کیا جسکی رو سے وہ مال اُسکو ملنا چاہئے تھا اور اُس نے شہنشاہ کے نام سے اُسکو بار بار طلب کیا اور در صورت اِنکار کے ڈراوا دکھایا مگر پھر بھی اُسقف نے امبروشیوس کی رائے پر عمل کر کے مال روک رکھا شہنشاہ کے حکم کے خلاف خدا کا حکم پیش کیا اور نظیر کے طور پر **ہلیوڈرس** کا حال جو ۲ مکبی ۳ باب میں درج ہی نقل کیا اُسکے بیان سے کسیقدر اثر پیدا ہوا اور اِسطرح مُہلت پاکر اُسقف نے وہ مال بیوہ کو واپس دیدیا +

اکثر اوقات جب شہروں یا اضلاع پر تباہی آتی تھی تو اسقفوں سے

سفارش کی درخواست کیجاتی تھی ایسے واقعات اکثر اِس زمانے میں واقع ہوتے
تھے چنانچہ اگستنوس اپنے وعظوں میں اُنکا ذکر کرتا ہی قولہٗ ایک شخص کانپتا ہوا زرد
رنگ گرجا میں بے تحاشا دوڑا چلا آتا ہی۔ اُسقف سے ملنے کے لئے بیتاب ہی۔ اُسکے
پانو پر گرتا ہی جب اُسقف حال پوچھتا ہی تو وہ جواب دیتا ہی کہ مجھہ کو زبردستی قید خانے
میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ مجھہ پر رحم کیجئے اور مجھہ کو بچائیے۔ اور اگر زیادہ خطرہ ہوتا ہی تو
لوگ اُسقف کے پاس بے اختیار دوڑتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں کہ جلد اُسکی
جان بچاؤ اگستنوس یہہ عمدہ نظیر اِس دلکش نصیحت پر ختم کرتا ہی قولہٗ میں جسطرح تیرے
جسم کے بچانے کو دوڑتا ہوں کاش تو اپنی روح کے بچانے کو اُسی طرح دوڑے جس
سے تو ڈرتا ہی وہ تیرے جسم ہی کو نقصان پہنچا سکتا ہی مگر تو اپنی روح کو نقصان نہ پہنچا
جب کسی شخص کی جان خطرے میں ہوتی ہی تو اُسکے دوست اُسکے لئے کس طرح
دوڑتے ہیں۔ گرجا میں بھاگ کر آتے ہیں۔ اُسقف کی منت کرتے ہیں تاکہ وہ اپنا
کام چھوڑ کر جلد اُس کی مدد کرے۔ اگر تو حیات فانی کے واسطے سو کوس دوڑتا ہی تو
غور کر کہ حیات جاودانی کیواسطے تجھہ کو کتنے کوس دوڑنا چاہیے۔ اگستنوس اکثر ایسی
مثالوں کا اِستعمال کیا کرتا تھا تاکہ اُسکے سُننے والوں کے دل دُنیوی چیزوں سے آسمانی
چیزوں کی طرف مایل ہوں قولہٗ بعض اوقات لوگ گرجا میں بھاگ کر آتے ہیں اور
ہم اُن کو سرکش خیال کرتے ہیں اور یہہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے گناہوں سے نہیں
بلکہ اپنے آقاؤں سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ جو لوگ ناانصافی سے غلام بنائے گئے

ہیں بعض اوقات وہ بھی گرجا میں بھاگ کر آتے ہیں اور اگر اُسقف اُنکی آزادی کیلیے
سعی نہیں کرتا تو وہ اُسکو سخت دل سمجھتے ہیں۔ کاش ہم سب گناہ سے بھاگ کر مسیح کی
پناہ میں آئیں اور خدا سے یہہ دعا مانگیں کہ وہ ہمکو گناہ سے بچائے الہی۔ اگستنوس
ایک اور وعظ میں کہتا ہی قولہٗ ہماری نسبت اکثر کہا جاتا ہی کہ دیکھو اُسقف فلانے
بڑے آدمی کے ملنے کو گیا ہی بھلا اُسقفوں کو بڑے آدمیوں کی ملاقات سے کیا واسطہ
مگر تم سب جانتے ہو کہ تمہاری ہی ضروریات کے سبب ہمکو ایسی جگہہ جانا پڑتا ہی جہاں
جانا ہماری طبیعت کے خلاف ہوتا ہی۔ ہر قسم کے لایق اور نالایق آدمی اندر چلے
جاتے ہیں مگر ہمکو دروازے پر کھڑے رہکر انتظار کرنا پڑتا ہی۔ اپنے نام لکھکر اندر بھیجنے ہوتے
ہیں مشکل سے باریابی ہوتی ہی۔ اِنکسار کرنا پڑتا ہی۔ منت کرنی ہوتی ہی کبھی ضمانت
دینا کبھی افسوس کے ساتھہ ناکام واپس آنا پڑتا ہی۔ اگر ہم مجبور نہ ہوں تو اِن باتوں
کی کیوں برداشت کریں اور اگر یہہ بڑے آدمی مسیحی ہوتے ہیں تو ہم اُن سے اُسیطرح
پیش آتے ہیں جسطرح مسیحیوں کو مسیحیوں سے پیش آنا چاہئے اور اگر مشرک ہوتے
ہیں تو ہم اُن سے ویسا ہی برتاؤ کرتے ہیں کیونکہ ہم پر سب کی خیرخواہی واجب ہی۔
اگرچہ دنیا پرست اُسقف کہتے تھے کہ ہم مظلوموں کی مدد کے لئے دنیوی
اُمور میں دخل دیتے اور بڑے آدمیوں سے ملتے جلتے ہیں مگر یہہ صرف اُن کی
زمانہ سازی تھی جروم ایسے شخصوں کی نسبت کہتا ہی قولہٗ یہہ شرم کی بات ہی کہ
جو غریب مصلوب نجات دہندہ اوروں سے پرورش پاتا تھا اُسکے خادم کے دروازے

پر حکام کے ماتحت افسر اور سپاہیوں کے پہرے نظر آئیں اور حاکم ضلع کی مہمانی ایسی شان و شوکت سے کیجائے کہ اُسکو کبھی اپنے محل میں بھی نصیب نہ ہوئی ہو اور اگر تو مظلوموں کی مدد کا بہانہ کرتا ہی تو تجھہ کو جاننا چاہئے کہ حاکم بھی پرہیزگار خادم دین کا لحاظ دولتمند سے زیادہ کریگا۔ تیری دولت کی نسبت تیری پاکیزگی کی زیادہ عزّت کریگا اور اگر وہ ایسا شخص ہی کہ خادم دین کی سفارش پر اُسیوقت توجہ کرتا ہی جب کہ اُسکے گھر شراب کے دور میں شریک ہوتا ہی تو میں ایسے احسان سے باز آیا۔ میں حاکم کی طرف رجوع کرنے کی جگہہ مسیح کی طرف رجوع کرونگا کہ وہ زیادہ مُوثر طور پر اور زیادہ جلد مدد کرسکتا ہی کیونکہ توکل کرنا خداوند پر اس سے بہتر ہی کہ انسان کا بھروسا رکھے۔ خداوند پر توکل کرنا اس سے بہتر ہی کہ امیروں کا بھروسا رکھے (زبور ۱۱۸- ۸ و ۹)+

اُسقف دیہات کے لوگوں کی بھی اکثر مدد کیا کرتے تھے جو اُس زمانے میں خراج کی زیادتی کے سبب تباہ تھے چنانچہ ایک معزز شخص روملوس نامے کے زمینداروں نے مالگذاری کا روپیہ اُسکے کارندے کو دیا تھا مگر روملوس اس بہانے سے کہ اُسکا کارندہ روپئے کے لینے کا مجاز نہ تھا اُن سے دوبارہ روپیہ وصول کرنا چاہتا تھا چونکہ اگستنوس نے روملوس کو سمجھا دیا تھا اِسلئے ایک سخت شکایت آمیز خط اُسکے نام لکھا قولہُ حق شیریں بھی ہوتا ہی اور تلخ بھی۔ شیریں ہونے کی حالت میں نجات اور تلخ ہونے کی حالت میں شفا بخشتا ہی۔ میں جو دوا اس خط میں تم کو دیتا ہوں اگر اُسکے پینے میں تامل نہ کروگے تو میری حق گوئی کے مقر ہوگے۔ کاش

جو سخت کلامیاں تم نے میری نسبت کی ہیں اُن سے جسطرح مجھہ کو نقصان نہیں پہنچا اِسیطرح تمکو بھی نہ پہنچے۔ کاش جو ظلم تم نے غریبوں پر کیا ہی جس سے اُنکو تکلیف پہنچی ہی وہ تمہاری زیادہ تکلیف کا باعث نہ ہو کیونکہ اُن کی تکلیف صرف چند روزہ ہی مگر خدا کے قہر اور اُس کی سچّی عدالت کے ظاہر ہونے کے روز تمہارا کیا حال ہوگا کیونکہ خدا سب کو اُن کے اعمال کے موافق بدلا دیگا میں خدا سے منّت کرتا ہوں کہ وہ رحم سے اپنی حکمت کے موافق تمکو توبہ کی طرف مایل کرے اور اُس روز تک جس میں توبہ کرنے کی فرصت نہ ملیگی تمکو اِسی حال میں نہ رہنے دے اور جس نے تم میں خوف الٰہی پیدا کیا ہی جسکے سبب میں تمہاری طرف سے مایوس نہیں ہوتا وہی تمہارا دل کھولے تاکہ تم اپنے اعمال کی حقیقت معلوم کرکے اُن سے نفرت کرو اور اُن کو درستی پر لاؤ کیونکہ جو بات اب تم کو ناچیز اور ہیچ معلوم ہوتی ہی وہ درحقیقت اِسقدر بُری ہی کہ جب تم ٹھنڈے پڑ کر اُس کی حقیقت سے آگاہ ہوگے تو زمین اپنے آنسوؤں سے تر کروگے اور اِس امر کے آرزومند ہوگے کہ خدا تم پر رحم کرے اگر تم اپنے کو فریب دینا نہیں چاہتے تو خدا سے ڈرو۔ میں تمہاری روح کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے خط میں جنکی سفارش کرتا ہوں اُنکی نسبت مجھہ کو اِسقدر اندیشہ نہیں جسقدر کہ تمہاری نسبت ہی +

جب ۱۸۷۳ع میں کپدوکیا کا ضلع دو حصوں پر منقسم ہوا تو وہاں کے باشندوں کو نہایت تردد ہوا کیونکہ اُن کے منافع میں بھی خلل آیا اور اُنکو دو چند

خراج بھی دینا پڑا صدر شہر سیزریا کا اُسقف بیسیل مظلوموں کی سفارش کیواسطے دربار شہنشاہی میں جانا چاہتا تھا مگر علالت طبع اور عہدے کے کاروبار اُسکے مانع تھے اسلئے اُس نے اِس ضلع کے ایک معزز شخص کی مدد چاہی اور اُسکو لکھا کہ جس حال میں تمہارے وطن پر ایسی سختی گذر رہی ہے تم بیفکر نہ رہو بلکہ دربار شہنشاہی میں جاکر صاف صاف بیان کرو کہ ایک ضلع کے عوض دو ضلعوں کے قایم کرنے کا خیال نہ کرنا چاہئے کیونکہ دوسرا ضلع آسمان سے نہیں اُترا بلکہ یہہ عملدرآمد ویسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے گھوڑے یا بیل کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور یہہ خیال کرے کہ اب میرے پاس ایک جانور کی جگہہ دو جانور ہیں لیکن جو شخص ایسا کرتا ہے وہ دو جانور پیدا نہیں کرتا بلکہ ایک کو بھی کھو بیٹھتا ہے وہ یہہ بھی چاہتا تھا کہ کارپردازان سلطنت اِس امر سے آگاہ کئے جائیں کہ ملک کی ترقی اضلاع کے شمار پر نہیں بلکہ اُن کی مرفہ الحالی پر موقوف ہے +

اُسقف بغاوتوں اور ملکی اِنقلابات کے وقت بھی مظلوموں کو بچاتے تھے اور خونریزیوں کے روکنے میں سعی کرتے تھے۔ میلان کے اُسقف امبروشیوس نے تھیوڈوسیوس کے عہد میں جو بڑے ہنگاموں کا زمانہ تھا اِس امر میں بالخصوص کوشش کی۔ اِس اُسقف کا مزاج کلمات ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے **قولہٗ** اگر میں خدا کی عزت سب سے زیادہ کرتا ہوں اور اُسپر بھروسا کرکے جو بات مجھکو اپنی عقل کے موافق ٹھیک معلوم ہوتی ہے وہ تم شہنشاہوں سے بیدھڑک کہدیتا ہوں تو یہہ کوئی

بیجا بات نہیں۔ اور جب شہنشاہ تھیوڈوسیوس نے مغربی اطراف کی بغاوتیں فرو کیں تو امبروشیوس نے اُسکو لکھا **قولہٗ** جو کچھہ تم چاہتے تھے وہ سب تم کو حاصل ہوا اب میں اِسپر ایک اور اپنی بڑی سے بڑی آرزو زیادہ کرتا ہوں۔ تم دیندار کریم الطبع بادشاہ ہو خداوند تمکو زیادہ دینداری عطا فرماوے کہ یہہ اُسکی افضل بخشش ہے تاکہ جس طرح کلیسا میں بیگناہوں کو تم سے امن و آرام حاصل ہے اِسیطرح تمہارے رحم کے وسیلے سے قصورواروں کو بھی معافی حاصل ہوا تھی۔ اُس نے شہنشاہ کو یاد دلایا کہ جس حال میں خدا نے اُسکے ساتھہ ایسے بڑے سلوک کئے ہیں تو لوگوں کو اُس سے بڑی بڑی اُمیدیں رکھنی غیر واجب نہیں +

۳۹۰ء میں تِسلُونیقا میں ایک فساد برپا ہوا جسکے سبب شہنشاہ نے غضب میں آکر شہر کے لوگوں سے سخت اِنتقام لینا چاہا۔ امبروشیوس نے شہنشاہ کے اِرادے سے مطلع ہو کر اُس کی خدمت میں عرض معروض کی جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ تھیوڈوسیوس نے وعدہ کیا کہ خون نہ بہایا جائیگا لیکن جب خوشامدیوں کی باتوں سے امبروشیوس کی فہمایش کا اثر ضعیف پڑ گیا تو شہنشاہ کا غضب دوبارہ افروختہ ہوا اور اُس نے شہر کو خونخوار سپاہیوں کے حوالے کر دیا اور ہزاروں گنہگار اور بیگناہ قتل ہوئے۔ اِسکے بعد تھیوڈوسیوس میلان میں آیا اور اپنے دستور کے موافق اُس نے معزز اُسقف امبروشیوس کے ہاتھہ سے عشاء ربانی لینا چاہا مگر شہنشاہ نے ایسا گناہ کیا تھا جسکے باعث وہ کلیسیا کے ضوابط کے موافق اِس لایق تھا کہ مومنوں کی جماعت سے خارج کیا جائے

اور کلیسیا اُسکی شہنشاہی کا پاس نہ کر سکتی تھی کیونکہ خدا بھی کسی کا پاس نہیں کرتا۔
پس امبروشیوس کی طبیعت نے یہہ بات قبول نہ کی کہ جس شخص نے اِسقدر بیگناہ کا
خون بہایا تھا قربانگاہ کے لئے اُس سے نذر لیکر اُسکو اپنے گناہوں سے غافل کرے
یا جب تک وہ گناہوں کا اقرار اور توبہ نہ کرے اُسکو عشاء ربانی میں شریک کرے
لیکن وہ یہہ بھی چاہتا تھا کہ حاکموں کی تعظیم کے خلاف کوئی بات اُس سے سرزد نہ ہو۔
اگر وہ اپنی نمود چاہتا تو شہنشاہ کو قربانگاہ (عشاء ربانی کی میز) پر آتے ہوئے روکتا اور
علانیہ گذشتہ افعال پر ندامت دلاتا اور آیندہ کے لئے توبہ کی ہدایت کرتا لیکن اِس
صورت میں شہنشاہ کی وقعت میں فرق آتا اور معلوم نہیں کہ اِس سے ایسے غضبناک
شہنشاہ کے دل پر کیسا اثر ہوتا پس امبروشیوس نے زبانی کہنے سے لکھنا بہتر سمجھا۔
چنانچہ اُس نے بیماری کا عذر کر کے جو واقع میں اُسکو لاحق تھی شہنشاہ سے ملاقات
نہ کی اور بعد میں ایک خط لکھا قولہٗ اگر امبروشیوس تمکو عشاء ربانی میں شامل کرے تو
تمہارے گناہ معاف نہ ہوں اور میں اِسلئے زیادہ تر جوابدہ ٹھہروں کہ میں نے
یہہ ہدایت نہ کی کہ تمکو اول خدا سے معافی مانگنی چاہئے۔ اور پھر اُس نے داؤد
بادشاہ کی توبہ کی نظیر پیش کر کے لکھا قولہٗ میں نے یہہ شرم دلانے کو نہیں لکھا بلکہ
اِسواسطے کہ ایسے بادشاہ کے نمونے سے تمہیں اپنی بادشاہی سے گناہ کے
دور کرنے کی ترغیب ہو اور اگر تم خدا کے سامھنے دل سے عاجزی کروگے تو ایسا
کر سکوگے کیونکہ رونے اور توبہ کرنے ہی سے گناہ دور ہوتے ہیں بڑے سے بڑا

فرشتہ بھی گناہ نہیں مٹا سکتا بلکہ خود خداوند بھی جو تنہا ہمارے گناہ کرنے پر یہہ
کہہ سکتا ہی کہ میں تمہارے ساتھہ ہوں ہمکو اُسیوقت معاف کرتا ہی جبکہ ہم توبہ کے
ذریعے سے اُسکے پاس آتے ہیں۔ میں تمکو صلاح دیتا ہوں اور بکمال منت نصیحت
کرتا ہوں کیونکہ مجھہ کو نہایت رنج ہی کہ تم نے جو دینداری کا عمدہ نمونہ دکھاتے تھے
اور قصورواروں پر رحم کرتے تھے اِتنے بیگناہوں کی موت پر ذرا ترس نہ کھایا اگرچہ تم
لڑائی میں فتحیاب ہوئے اور دوسری باتوں میں بھی تمکو بڑی شان حاصل ہوئی مگر
میں چاہتا ہوں کہ دینداری تمہارے اعمال کا گویا تاج بنی رہے۔ تمہاری کامیابی
پر شیطان رشک کھاتا ہی جب تک تمہارے پاس فتحیابی کے اسباب موجود ہیں اُسپر
فتح پاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھہ سختی سے پیش آؤں لیکن میں تمہاری
حالت دیکھکر خوف کرتا ہوں میں تمہارے سامھنے عشاء ربانی عمل میں نہیں لا سکتا۔
جب ایک بیگناہ کے خون کرنے پر عشاء ربانی میں شریک ہونے کی اجازت نہیں
ہوتی پھر بہت سے بیگناہوں کے خون کرنے پر کیونکر اجازت ہو سکتی ہی ✣

جو تقریر امبروشیوس نے شہنشاہ کی وفات پر کی اُس میں یہہ کہا قولہٗ میں
اُس سے محبت رکھتا تھا کیونکہ وہ حق گویوں کو خوشامدیوں سے زیادہ پسند کرتا تھا
اُس نے شہنشاہی لباس اُتار ڈالا اور جس گناہ میں اَوروں کے فریب دینے سے
پڑا تھا اُسپر گرجا میں علانیہ افسوس ظاہر کیا اُس نے گریہ وزاری سے گناہوں کی مغفرت
چاہی اور شہنشاہ ہونے کا کچھہ خیال نہ کیا بلکہ عام لوگوں کی طرح جو کلیسیا کی سزا

قبول کرتے ہیں نادم ہوا اور آیندہ کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں اُس نے اپنی
اِس غلطی پر افسوس نہ کیا ہو +

جب چھٹی صدی میں شہنشاہ **جسٹنیان** کے ظلم سے کلیسیا میں سخت بدانتظامی
پھیلی تو ہِسپیا واقع شمالی افریقہ کے اُسقف **فکنڈس** نے کہا قولہٗ اگر خدا اسوقت
دوسرا امبروشیوس پیدا کرے تو دوسرا تھیوڈوسیوس بھی ضرور موجود ہو جائے +

جو اوصاف امبروشیوس میں تھے وہی اُسکے ہمعصر **مارٹن** میں جو ٹُرز کا اُسقف
تھا پائے جاتے تھے **مکسیمس** نے جو بغیر استحقاق کے تخت پر قابض ہوگیا تھا ناخدا
ترس اور نالایق اُسقفوں کی ترغیب سے **پرسلیان** کے قتل کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ
دین میں بدعت پھیلانی چاہتا تھا پس مارٹن جس سے شہنشاہ یہہ وعدہ کر چکا تھا
کہ میں خونریزی نہ کرونگا ٹریرز میں آیا جہاں دربار شہنشاہی ہوتا تھا۔ دربار کے لوگ
اِس نیک آدمی کی جُرات دیکھکر حیران ہوئے اور اُنہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر تم سلامتی
اپنے ساتھہ نہیں لاتے تو یہاں نہ آنا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں مسیح کی سلامتی ساتھہ
لیکر آتا ہوں اور شہر میں داخل ہوا اور نالایق اُسقفوں کو سخت سزا دی اور باوجود
منت اور خوشامد اور دھمکی کے اُن کے ساتھہ عشاءِ ربانی میں شامل ہونا قبول نکیا۔
لیکن جب اُس نے سُنا کہ **ہسپانیا** میں افسر بھیجے گئے ہیں تاکہ **پرسلیان** کے
باقی پیرؤوں کو زیر کریں اور غالباً زیادہ خونریزی ہو تو فوراً رات کے وقت شہنشاہ کے

پاس جاکر اُس نے چند باتیں اِس شرط پر منظور کیں کہ جو احکام ہسپانیا میں بھیجے گئے وہ
منسوخ کئے جائیں اِسطرح اُس نے بہت سی جانیں بچائیں

شرقی سلطنت روم کے دارالخلافہ قسطنطنیہ میں اُسقفوں کو مظلوموں کی مدد
کرنے سے بالخصوص نام آوری حاصل ہوئی کیونکہ بدطینت اہلکاروں کی حیلہ بازیوں
کی وجہ سے اُن کو اپنے عہدے کے فرائض بجالانے یعنے مظلوموں کی مدد کرنے
میں بڑی دشواریاں اور سخت خطرے پیش آتے تھے ایسے خطرناک وقت میں دلاور
مسیحی خرِسستم نے ایمان کی قوت اور جوش محبت سے اپنے زمانے کی برائیوں کو روکا
اور یہی سبب ہے کہ جب ہم عام تاریکی کے مقابلے میں خرِسستم کے اوصاف پر نظر کرتے
ہیں تو قدرت الٰہی عجیب طور سے ہمپر آشکارا ہوتی ہے +

یوٹرپیس کو جو اُمور سلطنت کا کامل اختیار رکھتا تھا خرِسستم کا ایک وعظ
جو اُس نے اِنطاکیہ میں سُنا تھا نہایت پسند آیا پس اُسکی سعی سے خرِسستم قسطنطنیہ کا
اُسقف مقرر ہوا اوّل اوّل یوٹرپیس خرِسستم کی نہایت قدر کرتا تھا لیکن جب خرِسستم
نے جو حق بات تھی ظاہر کی اور اُسکی مرضی کے خلاف مظلوموں کی حمایت کی اور اُسکی
ناانصافی کا شاکی ہوا تو یوٹرپیس اُس سے ناراض ہوگیا اور اُس نے خرِسستم
کی ضد میں کلیسیا کے اختیارات اِسقدر محدود کر دئے کہ اُسکو اُن لوگوں کے سوا جو
گرجا میں قربانگاہ پر آکر پناہ لیتے تھے کسی کی حمایت کا اختیار باقی نہ رہا [illegible]
نے اُسکو سمجھایا کہ اِنسان کی حالت یکساں نہیں رہتی اور جاہ و منصب کو قیام نہیں

اور جو خوشامدی صرف عروج کی حالت میں کسی کو گھیرے رہتے ہیں اُن کا کچھ اعتبار نہیں اور اُس سے یہہ بھی کہا کہ اگرچہ حق باتیں تمکو تلخ معلوم ہوتی ہیں مگر پھر بھی مجھہ کو اپنا حقیقی دوست سمجھو لیکن یوٹرپوپس کوئی بات خاطر میں نہ لایا ÷

لیکن تھوڑے عرصے میں یوٹرپوپس کو خرِسیوستُم کی حق باتوں کا تجربہ ہوا دفعتاً وہ اقتدار کی چوٹی سے ذلت کے گڑھے میں ڈالا گیا۔ سب خوشامدی الگ ہو گئے بیرحم دشمن اُس کی بربادی کے درپے ہوئے اور خونخوار سپاہیوں نے اُسکو قتل کرنا چاہا پس اُس نے ۳۹۹ء میں اپنی جان بچانے کی خاطر اُسی قربانگاہ کو اپنی پناہ بنایا جسے وہ اپنی اقبالمندی کی حالت میں خیال میں نہ لاتا تھا اور جس خرِسیوستُم سے وہ اُس کی راست گوئی کے سبب نفرت کرتا تھا وہی اُسکا حامی بنا ÷

جس وقت خاص و عام اِس حیرت انگیز ماجرے کے دیکھنے کو جمع ہوئے تو خرِسیوستُم نے اِن الفاظ پر ایک تقریر کی سب کچھہ باطل ہے (واعظ ۱-۱) اور یوٹرپوپس کے عبرت انگیز ماجرے کی طرف اشارہ کر کے کہا **قولہٗ** یہہ کلمات تمہارے گھروں کی دیواروں۔ کپڑوں۔ بازاروں۔ دہلیزوں اور بالخصوص دلوں پر کندہ ہونے چاہئیں اور لازم ہے کہ ہم اِن پر ہمیشہ غور کیا کریں کیونکہ اگرچہ دنیا کی چیزیں خواب و خیال ہیں مگر تاہم عوام کی نظر میں وقعت رکھتی ہیں اُس نے اِس امر میں بھی کوشش کی کہ حاضرین اِس شخص کی ہمدردی کریں جو اپنے ہاتھوں اِس درجہ کو پہنچا تھا **قولہٗ** جو ناانصافی تمہارے ساتھہ ہوئی اُسکا خیال نکرو کیونکہ ہم اُسکے بندے ہیں جس نے صلیب پر کہا تھا۔

اے باپ اُن کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرتے ہیں اگر تم اپنے قرضداروں کی سزا کے خواستگار ہوگے تو عشاءِ ربانی میں کیونکر شریک ہو سکو گے اور خداوندکی دعا کے یہہ کلمات کیونکر زبان سے نکال سکو گے جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض ہمکو بخشدے پس غصہ دل میں نہ لاؤ بلکہ ہم خدائے کریم سے دعا مانگیں کہ وہ اِس شخص کو زندگی کی تھوڑی سی مہلت دے اور اُسکو موت سے بچائے تاکہ وہ ناانصافی کا معاوضہ کر سکے اور ہم بالاتفاق اپنے مہربان شہنشاہ کی بھی منت کریں کہ وہ اُسپر رحم کرے اِنتہی۔ اِس بدبخت کی حمایت کے سبب خرِسیوستُم آپ بھی بڑے خطرے میں پڑا یہاں تک کہ غضبناک سپاہیوں نے اُسکو زمین پر گھسیٹا خرِسیوستُم نے اِس امر کی طرف اشارہ کر کے اپنی جماعت سے کہا **قولہٗ** اِس میں میری بیعزتی نہیں کیونکہ بیعزتی صرف گناہ میں ہے اگر تو گناہ سے اپنے کو بیعزت نکرے تو ساری دنیا اگرچہ کیسا ہی تجھہ کو بیعزت کرے مگر تو ہرگز بے عزت نہیں ہو سکتا ÷

اِسکے بعد خرِسیوستُم کو ایسی ہی دقتیں **ایوڈوشیا** ملکہ قسطنطنیہ کے ہاتھوں پیش آئیں کیونکہ خرِسیوستُم نے اُسکو بھی ظلم اور ناانصافی کرنے سے روکا اِسوجہ سے وہ اکثر خرِسیوستُم سے ناراض رہتی تھی بلکہ بسا اوقات اُسکی دشمن ہو جاتی تھی مگر چونکہ خوف خدا اُسکے دل کو چین نہ لینے دیتا تھا اِسواسطے وہ پھر ملاپ کر لیتی تھی لیکن آخرکار جب اُسکی دشمنی اِسقدر بڑھ گئی کہ ملاپ کی گنجایش نہ رہی تو اُس نے اسکندریہ کے دنیاپرست اُسقف **تھوفلوس** کو جو بڑا نامور تھا اپنے بدلا لینے کا ذریعہ بنایا پس

خریسوستم پر بدعت کا الزام لگایا گیا اور وہ ایک دور و دراز غیر آباد مقام کو جلاوطن کیا گیا۔ خریسوستم نے ایسی مصیبت میں بھی حقیقی مسیحی عالی ہمتی دکھائی جو ایمان اور محبت اور فروتنی کا نتیجہ تھی اور ایسی روشنی چمکائی کہ جسقدر اُسکے دبانے کا ارادہ کیا جاتا تھا اُسیقدر وہ زیادہ چمکتی تھی اور اُس نے اپنے قول کے موافق جو سپاہیوں کے سلوک کے باب میں کہا تھا کہ جو شخص اپنے کو خود بے عزت نہیں کرتا وہ ہرگز بیعزت نہیں ہو سکتا مصیبت کے وقت اپنے ہمراہیوں کی تسلی کے لئے ایک رسالہ لکھا جس میں یہہ بات ظاہر کی کہ جو شخص خود اپنے کو نقصان نہیں پہنچاتا اُسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا +

پانچواں باب

مسیحیوں کے عام رُتبے اور منصب کا بیان

اگرچہ مسیحیوں کا یہہ خیال کہ سارے مسیحی کاہن ہیں اُن وجوہ سے جنکی طرف اشارہ ہو چکا ہی ضعیف پڑ گیا تھا مگر چونکہ وہ مسیحی دین کا اصلی جزو تھا اِسلئے معدوم نہو سکتا تھا بلکہ وقتاً فوقتاً آدمیوں کی طبیعت میں زور کرتا تھا۔ چونکہ ہم نے اُوپر بہت سے اُن بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں جنہوں نے اپنے زمانے کی بُرائیوں کو روکا اور مسیحیوں کے عام شرف اور رتبے اور اُسکے فرائض متعلقہ کے خیالات کو تقویت دینی چاہی اِسواسطے ہم اِس امر پر بالخصوص غور کرنا چاہتے ہیں +

اگستنوس کہتا ہی قولہٗ ہم آسمانی یروسلم کے ایک متوطن کو کسی دنیوی منصب کے کام میں مصروف پاتے ہیں اور اگرچہ وہ عامل یا حاکم یا شہنشاہ ہی اور کسی دنیوی منصب کے کاروبار میں مشغول رہتا ہی لیکن پھر بھی چونکہ وہ ایماندار خدا ترس سچا مسیحی ہی اور جو چیزیں اُسکو حاصل ہیں اُن کی پروا نہیں کرتا بلکہ جو حاصل نہیں اُن کی اُمید میں رہتا ہی اِسلئے وہ اپنا دل آسمان پر لگائے رکھتا ہی پس جب ہم آسمان کے وارثوں کو دنیوی کاروبار میں مشغول دیکھیں تو ہم کو اُن کی طرف سے مایوس نہ ہونا چاہئے اور اِسکے

خلاف جو لوگ دینی خدمت میں مصروف رہتے ہیں اُن سب کو خوش حال نہ سمجھنا
چاہیے کیونکہ بعض اوقات ہلاکت کے فرزند بھی موسیٰ کی گدی پر بیٹھتے ہیں جن کے
حق میں لکھا ہی جو کچھہ وہ تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن اُن کے سے کام
نہ کرو کیونکہ وے کہتے ہیں پر کرتے نہیں (متی ۲۳-۳) پہلی قسم کے آدمی دنیوی اُمور
میں مصروف رہنے پر بھی اپنے دل آسمان پر لگاتے ہیں مگر دوسری قسم کے آدمی جس
وقت آسمان کی باتیں مُنہہ سے نکالتے ہیں اُسوقت بھی اپنا دل زمین ہی پر لگائے
رکھتے ہیں۔ وہ ایک اور مقام پر کہتا ہی قولہ ہر ایک ایماندار کو یہہ کہنا چاہیے کہ میں پاک
ہوں کیونکہ اِسبات کے کہنے سے غرور نہیں بلکہ شکرگذاری ظاہر ہوتی ہی۔ اگر تو کہے کہ
میں ازخود پاک بنا ہوں تو یہہ البتہ غرور ہی لیکن اگر مسیح پر ایمان رکھنے اور اُس کے
عضو ہونے کی حیثیت سے تو اپنے کو پاک نہیں کہتا تو ناشکری کرتا ہی رسول نے غرور
کے روکنے کی غرض سے یہہ نہیں کہا کہ تیرے پاس کچھہ نہیں بلکہ یہہ کہا تیرے پاس کیا
ہی جو تو نے دوسرے سے نہیں پایا (پہلا قرنتی ۴-۷) پس تو اِسواسطے ملامت نکیا
جائیگا کہ جو کچھہ تیرے پاس نہیں تو اُسکو اپنے پاس بتاتا ہی بلکہ اِسواسطے کہ جو کچھہ تیرے
پاس ہی اُسکی نسبت تو کہتا ہی کہ یہہ میں نے آپ حاصل کیا ہی۔ پس جو کچھہ تجھہ کو حاصل
ہی اُسکا اقرار کر مگر ساتھہ ہی یہہ کہہ کہ میں نے اپنی طاقت سے کوئی شے حاصل نہیں
کی تاکہ تو ناشکر اور مغرور نہ بنے۔ اپنے خدا سے یہہ عرض کر کہ میں پاک ہوں کیونکہ
تو نے مجھے پاک کیا ہی اور بغیر میرے مستحق ہونے کے مجھے اپنی بخششیں عنایت فرمائی

ہیں اگر تو اپنے کو پاک نہیں کہتا تو خداوند یسوع مسیح کو ناراض کرتا ہی کیونکہ جس حال میں
سب مسیحی رسول کے اِس قول کے موافق کہ تم سب جتنوں نے بپتسما پایا ہی مسیح
کو پہن لیا ہی (گلتی ۳-۲۷) ایمان لانے اور بپتسما پانے پر اُسے پہن لیتے ہیں پس
اگر وہ باوجود اُسکے عضو بنجانے کے اپنے کو ناپاک بتاتے ہیں تو اپنے سر یعنے مسیح کو
جسکے وہ اعضا بنے ہیں بے عزت کرتے ہیں کیونکہ اُن کے قول سے لازم آتا ہی کہ
مسیح کے اعضا ناپاک ہیں۔ اور وہی اگستنوس کہتا ہی قولہ معلوم کرو کہ تمہارا کام گویا
سود پر روپیہ چلانا ہی (متی ۲۵ باب) تم البتہ ہماری جگہہ منبر پر کھڑے ہوکر سود نہیں
پاسکتے لیکن اِسکے سوا جہاں کہیں ہو وہیں سود پاسکتے ہو۔ جب تم کسی کو خداوند کی
طرف رجوع کرتے ہو تو گویا سود پاتے ہو تم اپنے خاندان میں میرے قایم مقام ہو۔
اُسقف کے معنے نگہبان کے ہیں اور یہہ لقب اُسکو اِسی وجہ سے دیا جاتا ہی کہ وہ
ساری کلیسیا کی نگہبانی کرتا ہی لیکن حقیقت میں ہر شخص اپنے خاندان کا اُسقف ہی
کیونکہ وہ اپنے خاندان کے ایمان کی نگہبانی کرتا ہی تاکہ جھوٹھی تعلیم سے کوئی گمراہ نہو۔
کیونکہ بی بی۔ بیٹا بیٹی۔ نوکر غرضکہ سب کے سب بڑی قیمت سے خریدے گئے ہیں۔
رسول نے آقاؤں کو نوکروں سے بڑا درجہ دیا ہی اور نوکروں کو آقاؤنکا تابع کیا ہی مگر
مسیح نے دونوں کی مخلصی کی قیمت ادا کی ہی پس کمتر سے کمتر مسیحی کو بھی حقیر نہ سمجھو
بلکہ ہوشیاری سے اپنے سارے خاندان کے نجات کی فکر کرو۔ اگر تم ایسا کروگے
تو گویا اپنا روپیہ سود پر چلاؤگے اور سُست نوکر کی مانند نہ ٹھہروگے۔ نہ تمکو اُسکی سخت

سزا کا اندیشہ ہوگا - اور اگستنوس ایک نصیحت متعلقہ زبور ۵ - ۳۲ آیہ میں کہتا ہی قولہٗ
اپنے خاندان اپنے عیال و اطفال پر حکومت کرو جسطرح گرجا ہیں تعلیم دینا ہمارا کام ہی اِسی
طرح خاندان کی خبرگیری کرنی تمہارا کام ہی تاکہ جو تمہارے سپرد ہوئے ہیں اُنکا حساب
اچھی طرح دے سکو - اِسی طرح خریسوستم نے بھی ایک تقریر میں جو دوسرے تسلونیقی ۃ باب
سے متعلق ہی اپنی جماعت سے کہا قولہٗ تم میں سے ہر شخص پہلے اپنے کو تعلیم دے ۔
جو چراغ روشن ہوتا ہی بہت سے چراغ روشن کرسکتا ہی لیکن اگر وہ بجھہ جاتا ہی تو نہ خود روشن
رہتا ہی نہ اَوروں کو روشن کرسکتا ہی - یہی حال مقدس لوگوں کا ہی اگر ہمارے دل روشن
ہوتے ہیں تو ہم بہت سے فاضل اور اُستاد پیدا کرسکتے ہیں - جسقدر فایدہ دیندار آدمی
اپنے جورو بچوں کو پہنچا سکتا ہی میں نہیں پہنچا سکتا - وہ مہینے میں صرف ایک یا دو بار
میرا وعظ سُنتے ہیں اور جو کچھہ سُنتے ہیں شاید اُسیوقت تک اُسکو یاد رکھتے ہیں جبتک
گرجا سے قدم باہر نہیں رکھتے لیکن اگر وہ گھر میں ہر وقت دینداری کا نمونہ دیکھینگے تو
ضرور اُس سے فایدہ پائینگے - تم کلیسیا کی خدمت میں میرے ساتھہ اپنا حصہ لو - میں
سب سے ایک ساتھہ کلام کرتا ہوں تم ہر ایک سے جُدا جُدا کلام کرو اور ہر ایک تم میں
سے اپنے اقربا کی نجات کی فکر اپنے ذمے لے کیونکہ رسول پولوس کی ہدایت کے موافق
ہر شخص کو اپنے خاندان کی فکر کرنی چاہئے - غور کرو کہ رسول بیبیوں کو کیا نصیحت کرتا
ہی - اگر وے کچھہ سیکھنا چاہیں تو گھروں میں اپنے خاوندوں سے پوچھیں (۱ قرنتی
۱۴ - ۳۵) نہ یہہ کہ وہ کلیسیا کے معلموں کے پاس جائیں - پس جیسے ابتدائی مدارس

میں طالب علم اپنی نوبت پر اُستاد بنجاتے ہیں اِسیطرح کلیسیا میں بھی ہونا چاہئے - ذرا خیال
کر کہ تیری بی بی تیرے لئے کتنے کام کرتی ہی اور سب خانگی امور کا انتظام و بندوبست کرتی
ہی پس تجھہ کو اُسکے احسان کا کچھہ عوض دینا چاہئے - تو دینداری میں اُسکی دستگیری کر جو
مفید باتیں تو سُنتا ہی اُن کو ابابیل کی طرح مُنہہ میں رکھکر گھر لیجا اور وہاں اپنی جورو
کے مُنہہ میں رکھہ - نولا کا اُسقف پاولینیوس ایک عیال دار رئیس کو لکھتا ہی قولہٗ
خداوند نے خود فرمایا کہ جہاں دو یا تین اکٹھے ہونگے وہاں میں ہمیشہ موجود رہونگا پس
مجھہ کو یقین ہی کہ وہ تیرے خاندان میں بھی موجود رہتا ہی ۔

چھٹا باب

دین کے باب میں مسیحیوں کی غلطیاں

جسطرح اُن لوگوں کا علاج نہیں ہو سکتا جو اپنی جسمی بیماری سے آگاہ نہ ہونے
کے سبب اپنے کو تندرست سمجھتے ہیں اور معالجے سے انکار کرتے ہیں اسیطرح جو لوگ
اپنے روحانی مرض سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کرتے یا
دلجمعی حاصل کرنے کو گناہوں کے واسطے عذر ڈھونڈھتے ہیں اُن کی بھی اِصلاح
کی صورت نہیں ہو سکتی۔ اگستنوس صحیح کہتا ہی کہ جو شخص اقرار کرتا ہی کہ میں نے گناہ
کیا ہی وہی معافی پا سکتا ہی نہ دیگر۔ ہر زمانے میں لوگ بُرائیوں کے الزام سے بچنے
کے لئے خاص خاص عذر کیا کرتے ہیں جو عذر اس زمانے میں پیش کئے جاتے تھے
بعض اُن میں سے مشرکین کے اُن خیالات کا نتیجہ تھے جنکا اثر ابتک باقی تھا اور
بعض مسیحی دین کے مسایل کے غلط سمجھنے یا اُن باتوں کو جو اُن سے متعلّق تھیں
نظر انداز کرنے سے پیدا ہوئے تھے۔ جو عذر مشرکین سے لیا گیا تھا وہ یہہ تھا کہ
جو کچھہ کرتی ہی تقدیر ہی کرتی ہی اور جو عذر خدا کی کتاب کی غلط فہمی سے پیدا ہوئے

تھے وہ یہہ تھے اوّل ناپاک روحوں کی قوت کا مقابلہ غیر ممکن ہی دوئم انسان گناہ
آلودہ طبیعت رکھتا ہی جسکے باعث نفسانیت اُسپر غالب ہی +

اگستنوس عذرات مذکورہ کے خلاف میں کہتا ہی قولہٗ اپنے گناہوں کی حمایت
نہ کر بلکہ اُن کا اِنصاف کر اپنے دل کو منصف ٹھہرا اور اپنے اُوپر الزام لگا۔ گو کسی نے
میرے ساتھہ گناہ کیا ہو یا بہکا کر مجھہ سے گناہ کرایا ہو مگر پھر بھی میں اپنے گناہ کے
لئے کچھہ عذر نہیں کرتا۔ میں نہیں کہتا کہ تقدیر نے کرایا یا کہ شیطان نے۔ شیطان البتہ
ترغیب دینے اور ڈرانے کی طاقت رکھتا ہی اور خدا کی اجازت سے سخت آزمایش
میں بھی ڈال سکتا ہی لیکن ہمکو خداوند سے دعا کرنی چاہئے تاکہ وہ ایسی قوت عنایت
فرمائے کہ ہم شیطان کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔ جن لوگوں کے دل بگڑے ہوئے
ہیں وہ نیکی اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور بدی خدا کی طرف۔ نیکی کا فاعل اپنے
کو اور بدی کا دوسرے کو قرار دیتے ہیں تاکہ اُن کو خدا کے سامھنے اپنے گناہوں کا
اقرار نہ کرنا پڑے۔ جو لوگ بالکل خراب نہیں ہو گئے اُنہیں شیطان پر الزام لگانا آسان
ہوتا ہی وہ کہتے ہیں کہ فلان کام شیطان نے کیا یا اُس نے بہکا کر ہم سے کرایا گویا
شیطان کسی کام کے کرنے پر مجبور کر سکتا ہی حالانکہ وہ لوگوں کو صرف اپنے فریب سے
ترغیب دے سکتا ہی مگر جبراً کچھہ نہیں کرا سکتا۔ اگر شیطان بولتا اور خدا چپ رہتا تو
البتہ تجھہ کو عذر کی گنجایش ہوتی لیکن اب تو تیرے کان گویا دو کے بیچ میں ہیں اِدھر
خدا حکم کرتا ہی اُدھر شیطان ترغیب دیتا ہی پس تو اُن کو شیطان کی طرف کیوں جھکاتا ہی

اور خدا کی طرف سے کیوں پھیرتا ہی۔ شیطان بدی کی ترغیب سے باز نہیں آتا لیکن خدا بھی نیکی کی ہدایت کرتا رہتا ہی۔ شیطان کسی پر زبردستی نہیں کر سکتا بلکہ اُسکی بات کا ماننا یا نہ ماننا تیرے اختیار میں ہی۔ پھر بہت سے آدمی شیطان پر نہیں بلکہ اپنی تقدیر پر الزام لگاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہماری تقدیر نے ہمکو اس درجے پر پہنچایا ہی اور بعض اوقات وہ خود خدا پر الزام لگاتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں تو اُن لوگوں کی طرح جنکی طرف یعقوب کے خط (۱-۱۳) میں اشارہ ہی کہتے ہیں کہ خدا کی مرضی یہی تھی اگر اُسکی مرضی ایسی نہ ہوتی تو میں گناہ نہ کرتا ؞

خرِیسوستُم جسکو بڑے بڑے شہروں میں لوگوں کے اس قسم کے فاسد خیالات جو نیکی کی آرزو اور شوق کے حق میں نہایت مضر تھے روکنے پڑے تقدیر اور جبر کے مسایل کو شیطان کا ایجاد بتاتا ہی اور کہتا ہی کہ جو آزادی ہمکو خدا نے بخشی ہی شیطان اُسکو ہر طرف سے کم کرنا چاہتا ہی۔ وہ یہہ بھی کہتا ہی قولہٗ اگر کاٹھہ یا پتھر کے سجدہ کرنیوالونکو یہہ مرض لاحق ہو جائے تو تعجب نہیں لیکن جن لوگوں نے اس فریب اور غلامی سے مخلصی پائی ہی خدا ے برحق کی معرفت حاصل کی ہی اور مسیح کی عزت کا اقرار کرتے ہیں اور جن پر حکمت الٰہی کے اسرار کھل گئے ہیں اگر وہ دیدہ و دانستہ اپنے کو غار میں ڈالیں تو نہایت افسوس کی بات ہی کیونکہ وہ بیعقلی کے سبب خدا کی عطا ہوئی آزادی سے اپنے کو محروم کرتے ہیں سخت غلامی میں پڑتے ہیں اپنے غلط خیال سے ایک نہایت سخت ظلم کے تابع بنتے ہیں جو در حقیقت کوئی وجود نہیں رکھتا اور اسطرح نیکی کا

شوق ضعیف کرتے ہیں وہی خرِیسوستُم ایک اَور مقام پر کہتا ہی اگر ہم چاہیں تو نہ موت ہم کو ضرر پہنچا سکے نہ شیطان ؞

عذرات مذکورہ بالا کے علاوہ دو اَور غلطیاں بھی تھیں جو پاکیزگی کے حق میں نہایت مضر تھیں بعض لوگ خدا کی پاکیزگی کا خیال نکرتے تھے بلکہ صرف اُسکی محبّت پر نظر کرتے تھے اور یہہ سمجھتے تھے کہ وہ ہمکو اپنی محبّت کے سبب بُرے کاموں کی سزا نہ دیگا پس ایسے لوگ دلجمعی سے گناہ کر سکتے تھے دوسری قسم کے لوگ خدا کی محبّت کا خیال نکرتے تھے بلکہ صرف اُس کی پاکیزگی مدنظر رکھتے تھے اور اسواسطے مغفرت سے نا اُمید ہو جاتے تھے چونکہ وہ اپنی ہی ناتوانی پر نظر کرتے تھے اور خدا کے فضل و رحمت پر بھروسا نکرتے تھے پس نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ اُن میں نیکی کی قوت نہ رہتی تھی۔ اگستنوس اِن دونوں باتوں کا ایک ساتھہ ذکر کرتا ہی قولہٗ شیطان ایسے حیلوں سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہی اور گناہوں کے اقرار کرنے اور نجات پانے سے روکتا ہی کیونکہ گناہوں کے لئے بہانے ڈھونڈھنے اور دوسروں پر الزام لگانے کی طرف اُن کو مایل کرتا ہی یا اسبات کے خیال سے کہ مغفرت کا حاصل ہونا محال ہی اُن کو نا اُمید کرتا ہی۔ یا اس خیال سے کہ خدا معاف کرنیوالا ہی اُنہیں توبہ کرنے سے غافل کرتا ہی انتہی اگستنوس ایسے شخص کو جو نا اُمیدی سے یہہ کہتا ہی کہ مجھہ سا بڑا گنہگار خدا کے پاس کیونکر آ سکتا ہی یہہ نصیحت کرتا ہی قولہٗ ہمت نہ ہارو۔ نا اُمید نہ ہو کیونکہ تم وہ انسان ہو جو خدا کی شکل پر بنایا گیا ہی اور جس نے تم کو انسان بنایا وہ آپ بھی انسان بنا۔ خدا کے اکلوتے بیٹے کا انسان اسلئے بنایا

گیا کہ گنہگار خدا کے فرزند بنکر اُسکے فرزندوں کی ابدی میراث پائیں جب تم ناتوانی کے
سبب اپنی نظر میں نہایت حقیر معلوم ہو تو اپنی مخلصی کی قیمت سے اپنے مرتبے کا اندازہ
کرو۔ عشاء ربانی کے وقت جو کچھ کھاتے اور پیتے ہو اور جو کلمہ مغفرت اُسوقت تمہاری
آئین سے تمہارے لئے مستحکم ہوتا ہے اُسکا اندازہ اُسکی قدر کے موافق کرو۔ کیا ہم یہہ
نصیحت اِسلئے کرتے ہیں کہ تم مغرور بنو اور اپنے کو کامل سمجھو ہرگز نہیں بلکہ ہمارا مقصد
یہہ ہے کہ تم اپنے کو راستبازی سے دور نہ سمجھو۔ تمہاری راستبازی کی نسبت میرا
سوال نہیں کیونکہ غالباً کوئی تم میں سے اِس بات کے کہنے کی جرات نکریگا کہ میں راستباز
ہوں بلکہ میرا سوال تمہارے ایمان کی نسبت ہے جسطرح کوئی تم میں سے یہہ نہیں
کہہ سکتا کہ میں راستباز ہوں اسیطرح کوئی یہہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں ایمان نہیں رکھتا میرا
ابھی یہہ سوال نہیں کہ تو کس طرح زندگی بسر کرتا ہے بلکہ یہہ ہے کہ تو کسپر ایمان رکھتا ہے
تو جواب دیگا کہ مسیح پر ایمان رکھتا ہوں پس کیا تو نے رسول کا قول نہیں سُنا کہ
راستباز ایمان سے جیتا رہیگا اگر تو ایمان رکھتا ہے تو گناہ سے بھی بچنا چاہیگا اور اگر
گناہ سے بچنا چاہیگا تو اِس امر میں سعی بھی کریگا۔ خدا تیری سعی سے آگاہ ہے وہ تیری
خواہش کو دیکھتا ہے۔ وہ تیرے نفس کے دبانے پر نظر کرتا ہے۔ وہ تجھے سنبھالتا ہے تاکہ
تو گناہ پر فتح پائے۔ وہ کمزوروں کی مدد کرتا ہے اور فتح پانیوالوں کو تاج بخشتا ہے۔ پس اے
راستبازو خداوند میں خوشی کرو کیونکہ راستباز ایمان سے جیتا رہیگا ÷

جو لوگ گناہوں کے لئے بیجا عذر کرتے تھے اُنکا مقابلہ اگستنوس کیطرح اِس

زمانے کے ایک اور عالم پلجیوس نامے نے بھی کیا مگر اُس نے اگستنوس کیطرح
یہہ تعلیم نہیں دی کہ آدمی صرف خدا کی مدد سے نیکی کر سکتے ہیں بلکہ یہہ بات سکھائی
کہ وہ آپ نیکی کرنے پر قادر ہیں اور مسیح کی نسبت بھی یہہ بات بیان نہیں کی کہ وہ
نجات دہندہ ہے جو مومنوں کے لئے حقیقی راستبازی اور پاکیزگی کا چشمہ ہے بلکہ اُسکو صرف
راہ حق کا ہادی اور پاکیزگی کا کامل نمونہ قرار دیا جن لوگوں کا مقابلہ پلجیوس نے بڑی
گرمجوشی سے کیا وہ کہتے تھے کہ جو شخص نجات دہندہ پر ایمان رکھتا ہے اگرچہ وہ گناہ
میں زندگی بسر کرے تاہم اپنے ایمان کے سبب نجات پائیگا۔ اِن لوگوں نے اِس
بات کا خیال نہ کیا تھا کہ یہہ ایمان گویا اُس زندگی کا تخم اور بنیاد ہے جو نجات دہندہ سے ایسے
ہر شخص کو حاصل ہوتی ہے جو خود پسندی چھوڑتا اور اپنا دل اُسکو دیتا ہے۔ اور مسیح پر
ایمان رکھنا اور گناہ میں زندگی بسر کرنا اجتماع نقیضین ہے۔ اگرچہ پلجیوس کے پیرؤں
کا اِن لوگوں کی غلطی کو رد کرنا واجبی تھا مگر وہ اُن کے برعکس یہہ کہتے تھے کہ انسان
صرف ایمان سے راستباز نہیں بن سکتا بلکہ نیک اعمال کا ہونا بھی ضرور ہے پلجیوس کے
پیرو جس غلطی میں پڑے وہ یہہ تھی کہ اُنہوں نے نیک اعمال کو اُس ربانی حیات کا
ثمرہ نہ سمجھا جو کبھی اصلی ایمان سے جُدا نہیں ہوتی بلکہ یہہ خیال کیا کہ نیک اعمال کو
ایمان سے کوئی ضروری تعلق نہیں اور وہ انسان ہی کی قوت سے جسکو مسیحی دین
سے مدد پہنچتی ہے صادر ہوتے ہیں اگستنوس نے اِن دونوں غلطیوں کا مقابلہ کیا
قولہ بعض آدمی اپنی ناتوانی کے قایل ہوتے ہیں اور یہہ خیال کرتے ہیں کہ

ہلاکت کے غارمیں جاپڑتا ہی لیکن فروتن آدمی خدا کو آسمان سے اپنی طرف کھینچتا ہی کہ وہ اُس سے نہایت قریب ہوجاتا ہی۔ خدا نہایت بلند مقام پر ہی۔ اُسکا تخت فلک الافلاک اور سب فرشتوں سے بالاتر ہی پس تجھے کسقدر بلندی پر چڑھنا چاہئے تاکہ تو حق تعالیٰ تک پہُنچ سکے۔ تو اپنی بساط سے زیادہ کوشش نکر اور اپنے کو نہ تھکا۔ البتہ خدا نہایت بلند مقام پر ہی لیکن اگر تو فروتن بنیگا تو وہی تیرے پاس اُتر آئیگا ✣

اور خرِیسوستُم کہتا ہی قولہٗ سوا اُس بنیاد کے جو پڑی ہی کوئی دوسری بنیاد نہیں ڈال سکتا۔ ہم اُسی پر عمارت قایم کریں ہم اُسکو ایسی مضبوطی سے تھامے رہیں جیسے شاخ انگور کے درخت کو۔ کوئی شی ہمارے اور مسیح کے مابین حایل نرہے ورنہ ہم برباد ہوجائینگے اِسواسطے کہ شاخ کو جڑ سے تقویت پہُنچتی ہی اور عمارت بنیاد پر قایم رہتی ہی اور اُس سے علیحدہ ہونے پر گر پڑتی ہی کیونکہ کوئی سہارا نہیں رہتا۔ ہم مسیح کو نہ صرف مضبوطی سے تھامے رہیں بلکہ اُس میں ہمہ تن ایک ہوجائیں اور ایک ہونے کا ذریعہ اعمال ہیں کیونکہ خداوند نے فرمایا جو کوئی میرے حکموں کو مانتا ہی وہی مجھہ میں رہتا ہی اور خداوند نے مختلف تشبیہات سے ظاہر کیا کہ کس طرح ہمکو اُسکے ساتھہ ایک ہوجانا چاہئے وہ سر ہی اور ہم دھڑ ہیں۔ وہ انگور کا درخت ہی اور ہم شاخیں ہیں۔ وہ دولہا ہی اور ہم دُلہن ہیں۔ وہ چرواہا ہی ہم بھیڑیں ہیں۔ وہ راہ ہی ہم راہ پر چلنیوالے ہیں۔ وہ خدا ہی ہم اُسکے رہنے کی ہیکل ہیں وہ پہلوٹا ہی ہم اُسکے بھائی ہیں۔ وہ وارث ہی ہم اُس کی میراث میں شریک ہیں۔ وہ زندگی ہی

ہم زندہ ہیں۔ وہ قیامت ہی ہم اُس میں جی اُٹھے ہیں۔ وہ نور ہی ہم نور کے پانیوالے ہیں۔ اِن تشبیہات سے ایسا اِتحاد ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی جدائی کا احتمال باقی نہیں رہتا کیونکہ اگر ہم اُس سے ذرا بھی جدا ہوتے ہیں تو رفتہ رفتہ زیادہ تر دور ہوجاتے ہیں جس طرح شاخ اگر درخت سے کچھہ بھی جدا ہوتی ہی تو فوراً مرجھا جاتی ہی ✣

جب رسول پولوس نے اہل گلتیہ کو جو ظاہری اعمال سے راستباز بننا چاہتے تھے یہہ لکھا کہ کیا روح سے شروع کرکے اب جسم میں کامل ہوا چاہتے ہو (گلتی ۳-۳) تو گویا بتایا کہ ان لوگوں نے اصول زندگی کے اعتبار سے اپنی پہلی حالت کی طرف کسقدر عود کیا تھا کیونکہ دینداری کو ظاہری اعمال پر منحصر سمجھنے لگے تھے۔ یہہ غلطی اصلی دینداری کی ترقی کے حق میں نہایت مضر تھی جب وہ اعمال جو مسیحی مزاج کے ضروری نتیجہ تھے بالعموم اچھے سمجھے گئے اور جس نیت سے وہ کئے جاتے تھے اُسپر لحاظ نہ ہوا تو وہی اعمال اصلی دینداری کے حق میں مضر ہوگئے۔ چنانچہ بہت سے آدمی اِسلئے خیرات کرتے تھے کہ اُس سے گناہوں کی معافی خریدیں اور اِسی طرح گرجا میں نذریں پیش کرنی اور یروسلم جیسے متبرک مقامات کی زیارت اور بار بار صلیب کا نشان اپنے ماتھے پر کرنا ثواب میں داخل سمجھتے تھے اِسواسطے کلیسیا کے سرگرم معلموں کو ضرور ہوا کہ لوگوں کو اُن کی غلطی سے آگاہ کرکے باطن کی طرف متوجہ کریں چنانچہ اگستنوس کہتا ہی قولہٗ جن لوگوں نے اپنی زندگی کا طور بدلا ہی اُن کے حق میں خیرات کرنا مفید ہی لیکن اگر تو اِس واسطے خیرات کرتا ہی کہ گناہ کرنے کا مجاز ہو تو غریبوں میں مسیح کو نہیں کھلاتا بلکہ گویا تو حاکم

کو رشوت دیتا ہی - وہ ایک اور مقام پر کہتا ہی قولہٗ جب کوئی شخص سُنتا ہی کہ خداوند نے فرمایا ہی تو شکر گذاری کی قربانیاں خدا کو گذران (زبور ۵۰-۱۴) تو وہ اپنے دل میں کہتا ہی کہ میں ہر روز علی الصباح اُٹھونگا گرجا جاؤنگا ایک گیت صبح اور شام اور دو ایک گیت گھر میں گاؤنگا - روزمرہ حمد کی نذریں خدا کی حضور میں گذرانونگا اگر تو ایسا کرتا ہی تو بیشک خوب کرتا ہی لیکن تجھہ کو خبردار رہنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری زبان تو خدا کی حمد کرے مگر تیری زندگی اُسکی بے تعظیمی کا باعث ہو +

جیروم نے ایک شخص کو جس نے مسیحی طور پر زندگی بسر کرنے کے باب میں اُس سے صلاح پوچھی تھی لکھا قولہٗ ایمانداروں کی روح کو جو مسیح کی حقیقی ہیکل ہیں آراستہ کر - اُن کو کپڑے پہنا - اُن کو نذر کے طور پر لا - اُن میں مسیح کو قبول کر - یہہ بات کس کام کی کہ گرجا کی دیواریں تو جواہرات سے جگمگائیں مگر مسیح مسکینوں اور یتیموں میں بھوکھہ کی تکلیف اُٹھائے - وہ اِسی خط میں اُن لوگوں کے خلاف جو حد سے زیادہ زیارت کی قدر کرتے تھے لکھتا ہی قولہٗ زمین و آسمان کے فنا ہونے پر سب دنیوی چیزیں یقیناً فنا ہو جائینگی - مسیح کی صلیب اور قیامت کے مقامات اُنہیں کو فایدہ بخشتے ہیں جو اپنی صلیب اُٹھاتے ہیں اور مسیح کے ساتھہ روزمرہ نئی حیات میں قدم مارتے ہیں اور اِسطرح ظاہر کرتے ہیں کہ وہ واقع میں ایسے مقامات میں رہنے کے لایق ہیں غرضکہ جو لوگ خدا کی ہیکل کے شایق ہیں رسول کا یہہ قول سُنیں کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کی ہیکل ہو اور خدا کی روح تم میں بستی ہی آسمان کی بادشاہی یروشلم اور برطانیہ سے

تمہارے لیئے یکساں کُھلی ہوئی ہی کیونکہ آسمان کی بادشاہی تمہارے اندر ہی انتہیٰ اور نیسا کے گرگری نے یروشلم سے واپس آنے پر یہہ لکھا قولہٗ بیت لحم کے دیکھنے سے پہلے مجھے یقین تھا کہ خدا کا بیٹا ایک کنواری عورت سے پیدا ہوا - مسیح کی قبر کے دیکھنے سے پہلے میں اُسکے جی اُٹھنے پر یقین رکھتا تھا - کوہ زیتون کے دیکھنے سے پہلے صعود کی اصلیت کا مقر تھا مجھہ کو اِس سفر سے صرف یہہ بات حاصل ہوئی کہ میں نے خود مقابلہ کرکے معلوم کیا کہ غیر مقامات کی نسبت اِن مقامات میں پاکیزگی زیادہ ہی - پس اے خداوند سے ڈرنیوالو میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں کہیں تم کو رہنے کا اتفاق ہو خدا کی حمد کرو کیونکہ صرف مقام کی تبدیلی سے خدا کی قربت حاصل نہیں ہوتی - اگر تیری روح کا مسکن ایسا طیار ہوگا کہ خداوند تجھہ میں رہ سکیگا تو ہر جگہہ خدا تجھہ کو مل سکیگا لیکن اگر تیرا باطن فاسد خیالات سے پُر ہی تو خواہ تو گلگتا پر ہو خواہ کوہ زیتون پر مگر مسیح سے اِتنا ہی دور ہی جتنا کہ وہ لوگ دور ہیں جو مسیح پر اِیمان نہیں رکھتے - مومن یروشلم کی زیارت سے نہیں بلکہ اپنے اِیمان کے اندازے کے موافق فضل کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں +

اِسیطرح اگستنوس نے اِس باب میں کوشش کی کہ لوگ اِس معاملے میں فکر نکریں کہ ہم نجات دہندہ کو آنکھہ سے دیکھیں بلکہ اُس کی روحانی صحبت کے مشتاق ہوں قولہٗ ہم کو ایسی طبیعت سے اِنجیل سُننی چاہیئے کہ گویا خود نجات دہندہ کی آواز ہم سُن رہے ہیں اور یہہ نہ کہنا چاہیئے کہ جو لوگ اُسکو دیکھہ سکتے تھے کیا ہی خوشحال

تھے کیونکہ جنہوں نے اُسے دیکھا اُن میں بہت سے اُسکے مصلوب کرنے میں شریک تھے مگر ہم میں سے بہت سے باوجود اُسکے نہ دیکھنے کے اُسپر ایمان رکھتے ہیں خداوند آسمان پر ہی مگر اپنے کلام حق کے وسیلے سے وہ یہاں بھی موجود ہی ÷

سلطنت یونان کے بڑے شہروں میں بہت سے لوگ جنکو دنیوی نمود کے ساتھہ دین کا بھی کسیقدر خیال تھا ایسے قیمتی لباس پہنتے تھے جن پر وہ تصویریں ہوتی تھیں جو دین سے علاقہ رکھتی تھیں اسواسطے امسیا واقع پنطس کے اُسقف اِسٹریوس نے ایک نصیحت میں کہا قولہُ جو دولتمند مرد اور عورتیں دیندار بننا چاہتے ہیں وہ انجیلی واقعات کی تصویریں اپنے کپڑوں پر منقش کراتے ہیں۔ جو نکاح قانا میں ہوا معہ پانی کے گھڑوں کے۔ جو جھولے کا مارا اپنی چارپائی اُٹھا کر اپنے گھر چلا گیا جو اندھا آدمی مٹی سے سوانکھا کیا گیا۔ مسیح کا دامن چھونے سے جس عورت کا خون بند ہوا۔ جو پشیمان گنہگار عورت اُسکے پاؤں پر گری۔ لاذر جسکو اُس نے مُردوں سے جلایا تو یہہ سب تصویریں اُن کے کپڑوں پر پائیگا اور اِسلئے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دیندار ہیں اور ہماری پوشاک خدا کی نظر میں پسندیدہ ہی لیکن اگر وہ میری صلاح مانیں تو یہہ کپڑے اُتاریں اور خدا کی زندہ صورتوں کی توقیر کریں۔ تو مسیح کی تصویر اپنے لباس پر نہ کھینچ۔ بلکہ اُس کی روحانی صورت اپنے دل میں رکھہ۔ جھولے کے مارے کی تصویر اپنے گھر کی دیواروں پر منقش نہ کر بلکہ لاچار بیماروں کی خبر لے۔ جس عورت کا خون بند ہوا اُسکی تصویر ہمیشہ اپنی آنکھہ کے سامھنے نہ رکھہ بلکہ بیکس بیوؤں کی مدد کر

جو پشیمان عورت خداوند کے پاؤں پر گری اُس کی تصویر پر برابر نظر نہ کر بلکہ اپنے گناہوں پر خود پشیمان ہو ÷

اور صلیب کے نشان کے باب میں اگستنوس کہتا ہی قولہُ بہت سے آدمی صلیب کا نشان کرتے ہیں مگر اُسکے معنے نہیں سمجھتے۔ خدا کو وہ آدمی پسند ہوتا ہی جو یہہ نشان اپنی زندگی پر کرتا ہی نہ جو اُنگلی سے صرف اپنے جسم پر یہہ نشان کرتا ہی اگر تو مسیح کی فروتنی کا نشان اپنے ماتھے پر رکھتا ہی تو اُسکی فروتنی کی صورت اپنے دل میں بھی رکھہ۔ جب اگستنوس نے اپنے وعظ کے بہت سے معمولی سُننے والے موجود نہ پائے کیونکہ وہ تماشا دیکھنے چلے گئے تھے تو اُس نے کہا قولہُ جب وہ کسی خطرے کے سبب تماشاگاہ میں چونک اُٹھتے ہیں تو فوراً صلیب کا نشان اپنے جسم پر کر لیتے ہیں لیکن جو نشان اُن کے ماتھے پر ہی اگر وہ اُسکو اپنے دل میں بھی رکھتے تو تماشاگاہ میں کھڑے بھی نہ ہوتے ÷

وِجلیانتوس نے بڑی غیرت اور سرگرمی سے تبرّکات کی تعظیم کو جسکی نوبت شرک کے قریب پہنچ گئی تھی روکا لیکن اُس نے اُس دینی جوش پر جو اُس تعظیم کی بنیاد تھا لحاظ نہ کیا حالانکہ جب تک کسی شی کی اصلی خوبی پر نظر نہیں کیجاتی تو اُسکی اصلاح کی کوئی تدبیر سرسبز نہیں ہوتی۔ وِجلیانتوس کا حد سے زیادہ تبرّکات کی تعظیم کا مخالف ہونا اور اُسکے خلاف میں پرستش کی اصل حقیقت کا ظاہر کرنا بجا تھا لیکن جب اُس نے مُردوں کی خاک اور اُن کی ہڈیوں کو سونے چاندی سے منڈھنے اور اُنکو

قیمتی کپڑوں میں لپیٹ کر رکھنے پر قہقہہ اُڑایا تو وہ یہہ بات بھول گیا کہ محبت اور
تعظیم سے خدا کے مرحوم بندوں کی یادگاری ہم پر واجب ہی۔ جیروم کا یہہ اعتراض
صحیح تھا کہ مومنوں کو تبرکات میں کوئی اعلیٰ شئی نظر آتی ہی اور اُن کے دل اُن کے
وسیلے سے اُن مقدسوں کی طرف رجوع ہوتے ہیں جو خدا کے ساتھہ زندہ موجود ہیں
کیونکہ وہ مُردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہی مگر تو بھی جیروم کے اِس اعتراض سے
یہہ لازم نہیں آتا کہ وجلیا نتوس کا حد سے زیادہ تبرکات کی تعظیم کو منع کرنا غیر واجب
تھا اگر توہمات باطلہ کسی قدر حق پر مبنی ہوں تو وہ پسند کے لایق نہیں ٹھہر سکتے اور
نہ وہ اِس سبب سے کم خطرناک ہوتے ہیں چنانچہ ساری بُت پرستی انسان کے اُس
طبعی دینی جوش پر مبنی ہی جس کی وجہ سے جب وہ معبود حقیقی سے برگشتہ ہو جاتا ہی
تو ظاہری چیزوں کی پرستش کرنے لگتا ہی۔ غرض کہ نہ حق کی سرگرمی بغیر محبت کے
قایم رہ سکتی ہی اور نہ محبت بغیر حق کی پاک سرگرمی کے ✢

ساتواں باب

دُعا کے بیان میں

امبروشیوس کہتا ہی قولہٗ دعا روح کی غذا ہی جو بدی کے مقام کو نیکی کا پاک
مقام بنا دیتی ہی اور اگستنوس کہتا ہی قولہٗ دعا کے ارادے ہی سے دل عمدہ اور پاک
اور ربانی بخششوں کے پانے کے قابل بنجاتا ہی۔ خدا ہمیشہ روحانی نور عطا کرنے پر
طیار رہتا ہی لیکن جب ہمارا دل اَور چیزوں کی طرف مایل اور دنیوی خواہشوں سے تاریک
ہو جاتا ہی تو اس نور کے پانے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ دعا میں دل اُسکی طرف متوجہ
ہوتا ہی جو ہمیشہ نعمتوں کے بخشنے پر مستعد رہتا ہی بشرطیکہ ہم اُسکی نعمتیں قبول کریں
اور چونکہ اُس کی طرف متوجہ ہونے سے دنیوی خیالات دل سے دور ہو جاتے ہیں
اِسواسطے باطن کی آنکھہ ایسی صاف ہو جاتی ہی کہ معرفت کا خالص نور پا سکتی ہی پس ہماری
دعا زندگی کے دیگر افعال سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے بلکہ یہہ چاہئے کہ وہ انکا
نتیجہ اور جان ہو اور اپنے اثر سے اُن کو پاک بنائے بیسیل لکھتا ہی قولہٗ تجھ کو ہمیشہ
دعا مانگنی چاہئے لیکن نہ صرف زبان سے بلکہ تیری ساری زندگی ایک مسلسل دعا
ہونی چاہئے کیونکہ تو زندگی بھر خدا سے ملا رہتا ہی۔ اور اگستنوس کہتا ہی قولہٗ تم اکثر

دیکھتے ہو کہ خدا کے فرزند کس طرح آہیں کھینچکر دعا مانگتے ہیں اور تم اُسکا سبب دریافت
کرتے ہو کیونکہ آہ کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہی مگر جو کچھہ غم دل میں پوشیدہ ہوتا
ہی اُسکو کوئی نہیں جانتا پھر بھی جب کوئی شخص بڑے فکر میں مبتلا ہوتا ہی اور پکار پکار کر
اپنا دردِ دل ظاہر کرتا ہی تو لوگ طرح طرح کے قیاس دوڑاتے ہیں لیکن خدا کے سوا
جسکے سامھنے وہ آہ کرتا ہی کوئی اُسکے غم کی وجہ نہیں جانتا اِسیواسطے ۳۸ زبور ۸ آیت
میں لکھا ہی میں دل کی گھبراہٹ سے چلاتا ہوں کیونکہ جن لوگوں کو جسمانی تکلیف
ہوتی ہی آدمی اکثر اُن کی آہیں سُنتے ہیں مگر جو شخص دل سے آہ کرتا ہی اُسکی آواز
کوئی نہیں سُنتا۔ لوگ مال کے ضایع ہونے۔ یا بیٹے یا بیٹی کے جاتے رہنے یا
انگوروں کی فصل کے خراب ہونے۔ یا شراب کے بگڑ جانے یا مویشی کے چوری
جانے یا اپنے دشمن کے خوف سے نالہ کرتے ہیں مگر اِن سب کی آہ جسمانی ہوتی ہی
لیکن جب کوئی خدا کا فرزند آسمان کی بادشاہی کے آرام سے دور ہونے کے سبب
آہ کرتا ہی تو وہ کہتا ہی کہ میں دل کی گھبراہٹ سے چلاتا ہوں اور زبور کا مصنف آگے
لکھتا ہی ای خدا میرا سارا اِشتیاق تیرے حضور ہی نہ کہ آدمیوں کے حضور میں جو دلپر
نظر نہیں کرسکتے پس تو اپنی خواہشیں خدا کے حضور ظاہر کر کیونکہ تیرا آسمانی باپ جو
غیب کا جاننیوالا ہی تیری آرزوئیں بر لائیگا۔ تیرا خواہش کرنا ہی بمنزلہ دُعا کے ہی
پس اگر تیری خواہش کم نہیں ہوتی تو گویا تو ہمیشہ دعا مانگتا رہتا ہی کیونکہ رسول نے
بیفایدہ نہیں کہا کہ ہمیشہ دعا مانگو (۱۔ تسلونیقی ۵۔ ۱۷) اگر اِس آیت کے یہہ معنے

لئے جائیں کہ ہم ہر وقت گھٹنے ٹیکتے یا سجدہ کرتے یا ہاتھہ پھیلاتے رہیں تو ہمیشہ
دعا مانگنا محال ہوگا پس دعا سے رسول کی مراد ظاہری دعا نہیں بلکہ وہ باطنی
اور دوامی دعا مراد ہی جو دل کی خواہش پر موقوف ہی۔ تو کیسے ہی کام میں مشغول رہے
لیکن اگر تیرا دل ابدی آرام کا خواستگار ہی تو تو ہمیشہ دعا مانگتا ہی اور تو دعا سے
اُسی وقت خاموش ہوتا ہی جبکہ تیرے دل میں محبت نہیں رہتی کیونکہ محبت کا
ٹھنڈا پڑجانا یہی دل کا خاموش ہوجانا ہی اور محبت کا بھڑکنا ہی خدا کو پکارنا ہی اور
یہہ بھی لکھا ہی کہ میں ہر وقت خدا کی حمد کرونگا لیکن بھائیو دیکھو آج کا وعظ معمول سے
کسی قدر زیادہ ہو گیا ہی اِسلئے تم گھبرا گئے ہو پس کون ہر وقت خدا کی حمد کرنے پر
قادر ہوسکتا ہی۔ میں تجھہ کو ہر وقت خدا کی حمد کرنیکی تدبیر بتاتا ہوں۔ جو کچھہ تو کرتا
ہی ٹھیک طور پر کر کہ یہی خدا کی حمد ہی اِنتہیٰ جب لوگ معمولی تعلیم پاکر بپتسما پاتے تھے
تو اُسوقت دستور کے موافق ۴۲ زبور گایا جاتا تھا جسطرح کہ ہرنی پانی کے سوتوں
کی نہایت پیاسی ہوتی ہی ویسی ہی میری روح ای خدا تیری نہایت پیاسی ہی اِسلئے
اگستنوس اِن الفاظ کی شرح اِسطرح کرتا ہی **قولہٗ** جسطرح ہرنی تازہ پانی کی پیاسی
ہوتی ہی اِسیطرح بپتسما پانیوالے گناہوں کی مغفرت کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور وہ یہہ
بھی کہتا ہی **قولہٗ** لیکن ای میرے بھائیو بپتسما کے وقت بھی مومنوں کا یہہ اِشتیاق
پورا نہیں ہوتا بلکہ غالباً جب وہ معلوم کرینگے کہ ہم کدھر کو سفر کررہے ہیں تو اُن کی
خواہشیں زیادہ تیز ہوجائینگی۔ اِسیوجہ سے اگستنوس نے کہا **قولہٗ** کاش ہم دنیا

میں اپنے غریب الوطن ہونے پر ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھریں اور دنیا سے محبت نکریں
بلکہ جس نے ہمکو بلایا ہی اُسکا دروازہ بڑی آرزو سے کھٹکھٹائیں۔ خواہش گویا دل
کی زبان ہی اور اگر ہم حتی المقدور اپنی خواہشوں کو وسعت دینگے تو ضرور کامیاب ہونگے
کتب مقدسہ اور عام پرستش اور پاک دستوروں کا یہی منشا ہی۔ خدا کی حمد کے گیت
گانے اور ہمارے وعظ کہنے کا یہی مطلب ہی کہ ہماری روحانی خواہشیں ایسی ترقی
کریں کہ جو شی نہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے سُنی ہو نہ خیال میں آئی ہو ہمکو
ملے۔ اگستنوس جو انسان کے دل کی کیفیت سے خوب واقف تھا یہہ جانتا تھا
کہ دنیوی چیزوں کے اثر سے محبت کا جوش اکثر ٹھنڈا پڑ جاتا ہی اسلئے وہ کہتا ہی
قولہٗ ہمکو ہمیشہ خدا سے دعا مانگنی چاہیئے تاکہ دعا میں ہماری سرگرمی کم نہو اور
خدا کی رحمت ہمارے شامل حال رہے کیونکہ بہت سے لوگ اوّل اوّل بڑی سرگرمی
سے دعا مانگتے ہیں لیکن بعد میں سُست اور غافل ہو جاتے ہیں۔ دشمن جاگتا ہی اور
تو سوتا ہی۔ پس ہم دعا میں کوتاہی نکریں اگرچہ خدا دیر کرتا ہی مگر وہ اپنی بخشش سے
ہمکو محروم نہ رکھیگا کیونکہ اُس کا وعدہ سچا ہی اس واسطے ہم دعا میں قاصر
نہ ہوں مگر یہہ بھی اُسی کے فضل پر منحصر ہی۔ جب تک تیرے دل میں دعا کا شوق
ہی تو یقین کر سکتا ہی کہ خدا کی رحمت نے تجھے نہیں چھوڑا ÷
اگستنوس بتاتا ہی کہ جب انسان پر اُسکے دل کا حال ظاہر ہوتا ہی تو وہ
اپنی روحانی حاجتوں کے معلوم ہونے سے دعا کیطرف ضرور مایل ہوتا ہی قولہٗ ہر ایک

سخت واقع گویا ایک اِمتحان ہی جو عمدہ پھل لاتا ہی۔ چونکہ اکثر آدمی اپنے دل کی حالت
سے واقف نہیں ہوتے اِسواسطے وہ نہیں جانتے کہ کس شی کے متحمل ہو سکتے ہیں اور
کسکے نہیں۔ بعض اوقات جس شی کے متحمل نہیں ہو سکتے اپنے کو اُسکے متحمل ہونے کے
قابل سمجھتے ہیں اور بعض اوقات جسکے متحمل ہو سکتے ہیں اُس کی برداشت سے بھی
مایوس ہو جاتے ہیں پس جب کوئی سخت واقعہ پیش آتا ہی تو اصلی حال تحقیق ہو جاتا ہی اور
اِنسان اپنے کو جان لیتا ہی چنانچہ جو قوت پطرس نہ رکھتا تھا اُسکے رکھنے کا اُسے بھروسا
تھا (لوقا ۲۲-۲۳) وہ اپنی کمزوری سے آگاہ نہ تھا لیکن خدا آگاہ تھا۔ اُس نے صحیح
جواب نہ دیا لیکن خدا جس نے ابتک اُسکو طاقت نہ دی تھی مگر طاقت دینی چاہتا تھا
اُس کی ناطاقتی سے واقف تھا۔ آخر کار آزمایش کا وقت آیا اور وہ خداوند سے منکر
ہوا اور پھر رویا اور طاقت پائی ÷
اگستنوس اس بارہ میں کہ اگرچہ دعا کے وقت ہمارے خیالات اکثر پراگندہ
ہو جاتے ہیں تاہم خدا ہماری برداشت کرتا ہی لکھتا ہی قولہٗ تو اَی خداوند بھلا ہی اور بخشنیوالا
اور تیری رحمت اُن سب پر جو تجھے پکارتے ہیں وافر ہی (زبور ۸۶-۵) خدا کے بھلے
اور بخشنیوالے ہونے سے کیا یہی مراد نہیں کہ جب تک ہم میں نقص رہتے ہیں وہ
ہماری برداشت کرتا ہی۔ اَی میرے بھائیو ہر شخص اپنے دل سے سوال کرے اور بلا
رو و رعایت اپنے حال پر غور کرے کیونکہ اپنے عیبوں سے چشم پوشی کرنی بڑی نادانی
ہی پس ہر شخص دیکھے کہ کس طرح فاسد خیالات اکثر دعا میں خلل ڈالدیتے ہیں اور دل کا

خدا کی طرف متوجہ رکھنا کیسا دشوار ہوتا ہی اسلئے میں خیال کرتا ہوں کہ اس آیت میں

اپنے بندے کا جی خوش کر کہ ای خداوند میں اپنا دل تیری طرف اُٹھاتا ہوں کیونکہ تو ای

خداوند بھلا ہی اور بخشنیوالا خدا کو بھلا اور بخشنیوالا اسواسطے کہا ہی کہ وہ ہر حالت میں
ہماری برداشت کرتا ہی اور ہماری دعاؤں کا منتظر رہتا ہی تاکہ زیادہ ترقی کرنے میں
ہماری مدد کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے دوست سے کسی باب میں گفتگو شروع کرے اور
جب وہ جواب دینا چاہے تو اپنا مُنہہ پھیر لے یا کسی دوسرے سے کلام کرنے لگے
تو یہہ بات کسکو گوارا ہوگی یا اگر تو حاکم کی ملازمت سے مشرف ہونے کے وقت اپنا مُنہہ
پھیر کر کسی دوست سے کلام کرنے لگے تو کیا حاکم غصے نہ ہوگا مگر خدا بہت سے ایسے
لوگوں کی برداشت کرتا ہی جنکے خیالات دعا کے وقت پراگندہ رہتے ہیں اور بعض
اوقات ایسی چیزوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو خدا کی نظر میں نہایت ناپسندیدہ
ہوتی ہیں۔ کسی سے کلام کرتے ہوئے دوسری چیزوں کی طرف متوجہ ہونا بے ادبی
میں داخل ہی۔ اور تیرا دعا مانگنا گویا خدا سے ہمکلام ہوتا ہی کیونکہ جب تو کتب مقدسہ
پڑھتا ہی تو گویا خدا تجھہ سے کلام کرتا ہی اور جب تو دعا مانگتا ہی تو گویا تو خدا سے کلام
کرتا ہی۔ اسیطرح بسیل مسیحیوں کو نصیحت کرتا ہی کہ اپنی نالایقی کے سبب نااُمید نہ ہونا
چاہیئے بلکہ ہر حال میں خدا پر بھروسا رکھنا اور دعا مانگنی چاہیئے قولہٗ جس طرح نجات
کی فکر اچھی چیز ہی اسیطرح ہراس اور نااُمیدی اور نجات کی طرف سے مایوسی روح
کے حق میں مضر ہی بس خدا کے کرم کا اُمیدوار اور اُسکی مدد کا متوقع ہو اور یقین کر کہ

اگر ہم لایق طور پر خدا کی طرف رجوع لاوینگے تو وہ ہمکو رد نکریگا بلکہ ہماری دعا ختم نہ ہونے
پائیگی کہ وہ ہمکو قبول کر لیگا ✣

خرِسیوستُم دعا کے باب میں کہتا ہی قولہٗ کوئی شی دعا سے زیادہ زور آور نہیں
کوئی شی دعا کی برابری نہیں کر سکتی۔ شہنشاہ ارغوانی لباس میں اسقدر عالیشان معلوم
نہیں ہوتے جسقدر دعا مانگنیوالا خدا کی ملاقات سے مشرف ہونے کے وقت ہوتا ہی۔
جسطرح کوئی شخص جب خود شہنشاہ سے اُسکے امیروں کے سامھنے گفتگو کرتا ہی تو سب
کی آنکھیں اُس کی طرف لگی ہوتی ہیں اور وہ خاص عزت کے لایق سمجھا جاتا ہی یہی
کیفیت بعینہ دعا مانگنیوالے کی ہی کیونکہ غور کر کہ یہہ کیسی بڑی بات ہی کہ تو انسان
ہوکر فرشتوں کی ساری گروہوں کے سامھنے اُس خدا سے جو فرشتوں کا بادشاہ
ہی کلام کرنے کی جرات کر سکتا ہی۔ کونسی عزت اِس عزت کے برابر ہو سکتی ہی اور علاوہ
عزت کے ہمکو دعا کے قبول ہونے سے پہلے ہی بڑا فایدہ حاصل ہو جاتا ہی کیونکہ
جس وقت کوئی شخص آسمان کی طرف ہاتھہ اُٹھا کر دل سے خدا کو پکارتا ہی تو گویا
ساری دنیوی چیزوں سے علیحدہ ہوکر عالم بقا میں پہنچ جاتا ہی اُسوقت آسمانی
چیزوں کے سوا اُسکو کسی شی کا خیال نہیں رہتا اگر وہ دل سے دعا مانگتا ہی تو اُسکو
زندگی کی چیزوں سے کچھہ واسطہ نہیں رہتا بلکہ اگر غصہ بھڑکا ہوا ہوتا ہی تو فرو ہو جاتا
ہی اگر نفسانی خواہشیں اُسکو اُبھارتی ہیں تو آسانی سے دب جاتی ہیں اور اگر حسد
اُسکو بےچین کرتا ہی تو وہ بھی دور ہو جاتا ہی۔ اگر ہم ہوشیاری اور شوق سے دعا مانگتے

ہیں تو شیطان بھی ہمارے پاس کھڑا نہیں رہ سکتا۔جو لوگ دنیا کے طوفان میں غوطے کھاتے ہیں دعا اُن کے حق میں ایک بندرگاہ ہی۔دعا غریبوں کا خزانہ۔دولتمندوں کی پناہ۔بیماری کا علاج۔صحت کا قیام ہی۔دعا ہماری نیکی کو مستقل کرتی ہی اور بدی کو نیکی سے بدل دیتی ہی۔وہی مصنف کہتا ہی **قولہ** جو شخص جوش دل سے دعا مانگتا رہتا ہی ہرگز گناہ نہیں کر سکتا کیونکہ جب وہ خدا کی طرف رجوع ہوکر اپنے گناہ یاد کرتا ہی اور معافی اور فضل کا خواستگار ہوتا ہی اور روحانی خیالات میں ہمہ تن مشغول ہوکر دنیوی افکار کو علیحدہ کر دیتا ہی تو گویا اُسکے پر لگجاتے ہیں اور وہ دنیوی ہوا و ہوس سے اُوپر پرواز کر جاتا ہی اور اگر دعا کے بعد کسی دشمن کو دیکھتا ہی تو اُسکو دشمن نہیں سمجھتا لیکن چونکہ ہماری طبیعت سستی کی طرف مایل ہوتی ہی اسواسطے جب دعا کو دو یا تین گھنٹے گذر جاتے ہیں تو تجھہ کو اپنے دل کی حرارت ٹھنڈی پڑتی معلوم ہوتی ہی اُسوقت تجھہ کو چاہئے کہ تو جلد دعا کی پناہ لے اور اپنے ٹھنڈے دل کو پھر گرم کرے اور اگر تو تمام دن وقتاً فوقتاً دعا سے اپنا دل گرم کرتا رہیگا تو شیطانی وسوسے تیرے دل میں پیدا نہو سکینگے جب کوئی کھانا ٹھنڈا ہو جاتا ہی تو ہم اُسکو آگ پر پھر گرم کرتے ہیں اسیطرح ہمکو دعا سے بار بار اپنی روح میں حرارت پیدا کرنی چاہئے اور جسطرح معمار عمارت کے قیام کے لئے لمبے لمبے شہتیر پاس پاس چڑھاتے ہیں تاکہ عمارت زیادہ تر مستحکم ہو اسیطرح اگر تو بھی دنیوی کاروبار میں بار بار دعا مانگیگا تو تیری زندگی ہر طرف سے مستحکم ہوگی اور گو ہزاروں طوفان چلیں۔طرح طرح کی آزمائشیں۔فکر۔ترددات تجھے دبائیں اور

خوفناک صدمے پیش آئیں مگر جو عمارت بار بار دعا مانگنے سے مستحکم ہوگئی ہی وہ ہرگز متزلزل نہوگی۔شاید تو سوال کرے کہ یہہ کسطرح ممکن ہی کہ کوئی شخص کچہری وغیرہ کے کاموں میں بھی مشغول رہے اور دن بھر میں تین گھنٹے دعا بھی مانگے اور گرجا بھی جاوے۔یہہ بات ممکن ہی نہیں بلکہ آسان ہی کیونکہ اگرچہ تو گرجا میں نہ جاسکے مگر کچہری کے دروازے پر کھڑا ہوکر دعا مانگ سکتا ہی اسواسطے کہ دعا میں مُنہہ سے بولنا یا ہاتھہ پھیلانا یا کوئی ظاہری بات عمل میں لانی ضرور نہیں صرف دل خدا کیطرف متوجہ ہونا چاہئے چنانچہ حنا کی دعا بھی نہ پکار کر بولنے پر بلکہ جوش دل سے خدا کی طرف متوجہ ہونے پر قبول ہوئی (۱ سموئیل ۲ باب) علی ہذالقیاس اَور لوگوں کی بھی اکثر یہی کیفیت ہوئی ہی۔جب کوئی بڑا بادشاہ غصے ہوا ہی اور کوئی شخص دل میں دعا کے چند کلمات پڑھکر اُسکے سامھنے گیا ہی تو فوراً اُسکا غصہ فرو ہوگیا ہی۔کوئی جگہہ یا کوئی وقت یا کسی طرح کی خاموشی دعا کو نہیں روک سکتی۔پس ہم یہہ عذر نکریں کہ عبادتخانہ دور ہی کیونکہ اگر ہمارے دل پاک ہیں تو روح القدس خود ہمکو عبادتخانہ بنا سکتا ہی۔پس کسی طرح کی دشواری نہیں کیونکہ ہماری پرستش یہودیوں کی سی نہیں جس کے ساتھہ بہت سی ظاہری چیزوں اور رسوم کی قید لگی ہوئی تھی چنانچہ سلف میں لوگوں کو ہیکل میں جانا اور قربانی کے لئے جانور خریدنے پڑتے تھے۔قربانگاہ پر آنا اور دیگر احکام بجالانے ضرور ہوتے تھے۔لیکن اب اِن باتوں کی ضرورت نہیں بلکہ تو ہر جگہہ اپنے ساتھہ ایک قربانگاہ رکھتا ہی۔تو خود قربانی کرنیوالا اور قربانگاہ اور قربانی

ہی اگر تیرا دل صاف ہی تو ہر جگہہ ہر وقت اپنے لئے قربانگاہ قایم کر سکتا ہی۔ اگرچہ تو گھٹنا
نہ ٹیک سکے۔ نہ چھاتی پیٹ سکے۔ نہ آسمان کی طرف ہاتھہ اُٹھا سکے لیکن اگر
تیرا دل خدا کی محبت سے پُر ہی تو جو کچھہ دعا کے واسطے ضروری ہی تجھہ کو حاصل ہی۔
بی بی سوت کاتتے ہوئے۔ لین دین کرنیوالے بازاروں میں۔ پیشہ ور چمڑہ سیتے
ہوئے کارخانوں میں۔ نوکر خرید و فروخت کرتے یا آتے جاتے یا باورچی خانے
میں کام کرتے ہوئے اگرچہ گرجا میں نہیں جا سکتے مگر شوق اور سرگرمی سے دعا مانگ
سکتے ہیں خدا جگہہ سے شرم نہیں کرتا وہ صرف دلی جوش اور صفائی چاہتا ہی۔ اگر تو
رسول پولوس کے حال پر غور کریگا تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ دعا کے واسطے کسی خاص
جگہہ یا کسی ظاہری شی کی ضرورت نہیں۔ رسول قید خانے میں کھڑا نہ ہو سکتا تھا
کیونکہ اُسکے پانوں کاٹھہ میں ٹھکے ہوئے تھے مگر پھر بھی اُس نے ایسی سرگرمی
سے دعا مانگی کہ قید خانے کی دیواریں ہل گئیں اور وہ قید خانیکے داروغہ کو قید کرکے
پاک بپتسما پانے کو لے آیا اور ہم یہہ بات مقدس اور بزرگ آدمیوں ہی میں نہیں
دیکھتے بلکہ چور نے بھی جو نہ عبادت خانہ میں تھا اور نہ اپنا گھٹنا ٹیک سکتا تھا کیونکہ
صلیب پر لٹکا ہوا تھا دعا کے چند کلمات سے آسمان کی بادشاہی جیت لی۔ انتہیٰ
اور خریسوستم کھانے کے وقت کی دعا کے باب میں کہتا ہی قولہٗ جو کھانا دعا کے
ساتھہ شروع اور دعا ہی کے ساتھہ ختم کیا جاتا ہی اُس میں برکت ہوتی ہی اور وہ ہر طرح
فایدہ مند ہوتا ہی کیا یہہ تعجب کی بات نہیں کہ جب ہمارے دسترخوان پر سے کچھہ

پائیں تو ہمارا شکر ادا کریں اور ہم باوجود اتنی نعمتوں کے پانے کے خدا کا شکر بجا نہ لائیں
حالانکہ اگر ہم شکرگذار رہیں تو ہمکو زیادہ تر امن حاصل ہو کیونکہ جہاں کہیں دعا و شکرانہ
ہوتا ہی وہاں روح القدس کا فضل موجود رہتا ہی اور بدی کا زور گھٹ جاتا ہی لیکن جو
شخص کھانے پر دعا مانگتا ہی۔ اُسکو چاہئے کہ کھانا کھاتے وقت کوئی بیجا بات مُنہہ سے
نہ نکالے اور اگر نکالے بھی تو فوراً اُس سے توبہ کرے وہی مصنف ایک اور مقام پر لکھتا
ہی قولہٗ جو شخص خدا سے ہم کلام ہونے کا عادی ہو گیا ہی وہ فرشتے کی مانند
ہی اُس کی روح جسم کی زنجیروں سے چھوٹ کر آسمان پر پرواز کر جاتی ہی اور خدا کے
تخت کے قریب پہنچ جاتی ہی اور اگر دعا مانگنیوالا غریب یا غلام یا جاہل یا ناتربیت یافتہ
ہوتا ہی تو مضایقہ نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نہ زبان کی فصاحت پر بلکہ روح کے حُسن پر نظر
کرتا ہی۔ روح سے کیسے ہی کلمات نکلیں لیکن اگر اُنکا منشا خدا کی نظر میں پسندیدہ ہوتا ہی
تو مدعا بر آتا ہی۔ دعا مانگنا کیسا آسان ہی جب کوئی شخص کسی ذی رُتبہ آدمی سے کوئی
التجا کرتا ہی تو اُسکو شایستگی اور خوشامد سے کلام کرنا ہوتا ہی اور اُسکے ہمنشینوں کی
چاپلوسی کرنی پڑتی ہی لیکن خدا کی حضور ان باتوں کی حاجت نہیں اسواسطے کہ اگر
تیرا دل درست ہی تو خداوند کے حضور آنے سے کوئی شی تجھے روک نہیں سکتی کیونکہ خداوند
فرماتا ہی کیا میں نزدیک ہی کا خدا ہوں اور دور کا خدا نہیں (یرمیا ۲۳-۲۳) پس اگر
وہ ہمکو دور معلوم ہوتا ہی تو یہہ ہمارا ہی قصور ہی کیونکہ وہ واقع میں ہمیشہ ہمارے پاس
ہی اور میں نے تو یہی کہا ہی کہ دعا میں فصاحت کی ضرورت نہیں لیکن حق یہہ ہی کہ لبا

اوقات بولنے کی بھی حاجت نہیں پڑتی کیونکہ اگر تو دل ہی دل میں خدا کو یاد کرتا ہی اور
مناسب طور پر اُسکے سامھنے ملتجی ہوتا ہی تو بھی وہ تیری سُنتا ہی خدا کی حضور میں کوئی
نوکر چاکر نہیں جو تجھہ کو اُسکی حضور آنے سے روکے یا یہہ کہے کہ اِسوقت فرصت نہیں
پھر آنا بلکہ تو جسوقت اُسکی حضور میں آتا ہی وہ تیری عرض معروض سُننے کو موجود ہو جاتا ہی
خواہ صبح یا شام کے کھانے کا وقت ہوتا ہی یا بہت رات گذر جاتی ہی خواہ تو بازاروں یا
سڑکوں پر یا خوابگاہ میں ہوتا ہی مگر وہ ہر وقت اور ہر جگہہ تیری بات سُنتا ہی۔ اور جب
تو کسی دنیوی حاکم کے اِجلاس میں کھڑا ہوتا ہی تو اُسوقت بھی اگر تو دل سے خدا کیطرف
رجوع کرتا ہی تو وہ تیری سُنتا ہی تو یہہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں خدا کے سامھنے بولتے
یا اِلتجا لاتے ڈرتا ہوں کیونکہ اُسکو کوئی دشمن تیری طرف سے برہم نہیں کر سکتا تجھکو
اُس سے ملاقات کرنے میں کسی واسطے کی حاجت نہیں بلکہ جب تو بلا واسطہ اُسکے
پاس آتا ہی تو وہ تیری دعا زیادہ جلد قبول کرتا ہی بنسبت کسی آدمی کے وسیلے کے اُسکے
پاس آنا زیادہ کارگر ہوتا ہی۔ چونکہ وہ یہہ چاہتا ہی کہ ہم اُس سے محبت کریں اور اُسپر
بھروسا رکھیں اِسواسطے جب ہم خود اُسکے پاس آتے ہیں تو وہ ہماری طرف زیادہ
توجہ کرتا ہی چنانچہ کنعانی عورت کے ساتھہ بھی اُس نے ایسا ہی برتاؤ کیا کیونکہ جب
پطرس اور یعقوب نے سفارش کی تو مسیح نے اُس عورت کی طرف کچھہ توجہ نکی لیکن
جب اُس نے اِستقلال سے خود منت کی تو فوراً اُس کی درخواست قبول کی اگرچہ ظاہر
میں اوّلاً مسیح نے اُس عورت کی طرف اِلتفات نہ کیا لیکن پھر بھی اُسکا منشا نہ تھا کہ وہ

ناکام چلی جائے بلکہ یہہ تھا کہ وہ زیادہ منت کرے تاکہ زیادہ عزت پائے پس ہم کو بھی
اِستقلال اختیار کرنا چاہیئے تاکہ خدا ہماری دعائیں قبول کرے اور اِسبات کا حاصل کرنا
روپئے کے صرف کرنے یا وقت کے گذارنے یا تعلیم پانے پر موقوف نہیں بلکہ طبیعت
پر منحصر ہی اور تو خدا کی حضور میں اپنے ہی حق میں نہیں بلکہ اَوروں کے حق میں بھی سفارش
کر سکتا ہی کیونکہ اِس مطلب کے لئے صرف یہی ضرور ہی کہ تو مزاج کی صلاحیت اور شکستہ دلی
اور گریہ وزاری سے خدا کی طرف رجوع کرے۔ روحانی نعمتوں کا طالب ہو۔ دشمنوں کے حق
میں بھی بد دعا نکرے۔ کسی کی طرف سے دل میں کینہ نہ رکھے اور وہ نفسانی خواہشیں
جو روح کو دبا رکھتی ہیں دل سے دور کرے ٭

مسیحی معلم ہمیشہ اُن لوگوں کی نفسانیت کو روکتے تھے جو دعا کو صرف دنیوی
نعمتوں کے پانے کا ذریعہ سمجھتے تھے اور اِسلئے اُس کی اصلی برکت سے محروم رہتے
تھے وہ ہمیشہ یہی تعلیم دیتے تھے کہ حقیقی مسیحیوں کو چاہیئے کہ دعا میں مسیح کی طرح خدا
کے طالب ہوں اور دانائی اور راستبازی کا اِشتیاق ظاہر کریں مگر پھر بھی وہ اِسبات
سے آگاہ تھے کہ مسیحی دین اِنسان کی طبعی خواہشیں زائل نہیں کرتا بلکہ اُن کی اِصلاح
کرتا ہی چنانچہ وہ مسیحیوں کو یہہ نصیحت کرتے تھے کہ دنیوی تکالیف میں بھی خدا ہی سے
مدد مانگنی چاہیئے مگر پھر بھی سب امور اُسی کی مرضی پر چھوڑنے چاہئیں تاکہ وہ اپنی حکمت
کاملہ اور محبت پدرانہ سے سب باتوں کا اِنتظام ایسے طور پر کرے کہ ہماری نجات کے حق
میں مفید ہو۔ اگستنوس کہتا ہی قولہٗ نیک مسیحی جسمانی حاجتوں کے رفع کرنے کے لئے

بھی خدا ہی سے مدد چاہتا ہی کیونکہ خدا جسطرح روح کو کلام حق کی روشنی دیتا ہی اسی طرح جسم کو بھی جو کچھ اُسکے لئے ضرور ہی عطا کرتا ہی کیونکہ وہ روح اور جسم دونوں کا پیدا کرنیوالا ہی ✤

جب مسیحی طبیب کسی بیمار کا علاج اپنی طاقت سے باہر پاتے تھے تو اُسکے فکرمند رشتہ داروں کو خدا کی طرف رجوع کرتے تھے اگستنوس کہتا ہی قولہٗ جب طبیب بیمار کی طرف سے مایوس ہوکر اُسکے رشتہ داروں کی طرف متوجہ ہوتا ہی جو زار زار روتے ہیں اور بیمار کی ابتر حالت دیکھکر طبیب سے پوچھتے ہیں کہ اِسکے بچنے کی اُمید ہی یا نہیں تو طبیب اپنے دل میں سوچتا ہی کہ کیا کہوں کیونکہ وہ بیمار کے اچھے ہونے کا وعدہ نہیں کر سکتا اور واقعی حال کے ظاہر کرنے سے ڈرتا ہی ہیں تاکہ رشتہ داروں کی دل شکنی نہو وہ دانشمندی سے جواب دیتا ہی کہ خدائے کریم سے دعا مانگو وہ سب چیزوں پر قادر ہی ✤

ایسے موقعوں پر دیندار خادمان دین اور اَور لوگ بیمار کے پلنگ کے گرد جمع ہوتے تھے اور اُسکو نصیحت کرتے تھے کہ اپنے کو خدا کے سپرد کرو اور اُسکے حق میں دعا مانگتے تھے۔ اگستنوس جو نہایت حق پسند تھا اور نیک غرض سے بھی جھوٹھہ بولنا گناہ سمجھتا تھا اپنی آنکھہ کی دیکھی ہوئی ایک عجیب کیفیت نقل کرتا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایسے موقعوں پر دعا کسقدر موثر ہوتی ہی ایک شخص اِنوسنٹ نامے جو شہر کارتھیج میں ایک ملکی عہدے پر مامور تھا ایک ناسور کے باعث سخت تکلیف میں مبتلا تھا جراحوں نے کئی بار ناسور میں شگاف دیا تھا جس سے اُس کو نہایت تکلیف

پہنچی تھی اور ظاہری علامات سے اُسکو یقین ہوگیا تھا کہ میں تندرست ہوگیا مگر پھر دریافت ہوا کہ اندر ہی اندر ایک پیچدار پھوڑا پیدا ہوگیا ہی اور چونکہ اَور کسی تدبیر سے اُسکا علاج نہ ہوسکا تو ناچار اُس سے کہا گیا کہ جب تک شگاف نہ دیا جائیگا اچھے ہونے کی اُمید نہیں۔ اِس بات سے اُسکو اور اُسکے لواحقوں کو بڑا ہراس ہوا۔ جو دن شگاف دینے کے لئے مقرر ہوا اُسکے ایک روز پہلے شام کے وقت خادمان دین حسب معمول اُسکے دیکھنے کو آئے اُس نے رو کر اُن سے منت کہا کہ کل بھی آنا کیونکہ اُسکو گمان تھا کہ میں جانبر نہونگا خادمان دین نے اُسوقت بیمار کو صرف یہہ نصیحت کی کہ خدا پر بھروسا کرو اور جو کچھہ اُسکی مرضی ہو جوانمردی سے اُسکے متحمل ہو اور جب وہ دعا مانگنے کو جھکے تو اِنوسنٹ نے بھی زمین پر گر کر ایسی گرمجوشی سے دعا مانگی کہ اُسکی نسبت اگستنوس کہتا ہی قولہٗ اُسکی دعا کی کیفیت کا بیان نہیں ہوسکتا میں آپ دعا نہ مانگ سکا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ای خداوندا اگر تو ایسی دعا نہ سُنیگا تو اپنے بندوں کی کونسی دعا سُنیگا۔ دوسری صبح کو سب لوگ نہایت تردد میں تھے اور جب خادمان دین بیمار سے تسلی کی چند باتیں کہہ چکے تو جراح شگاف دینے پر طیار ہوئے لیکن اُن کو نہایت تعجب ہوا کیونکہ اُنہوں نے پھوڑے کا نشان تک نہ پایا اگستنوس کہتا ہی قولہٗ جو احسانمندی اور شکر گذاری سب لوگوں نے خوشی کے آنسو بہا کر خدائے قادر اور رحیم کے حضور میں ظاہر کی اُسکا بیان نہیں ہوسکتا ✤

ہم گذشتہ زمانے کے اُن سب قصوں کو بھی باطل نہیں سمجھہ سکتے جو بیماروں کو

شہیدوں کے مزاروں اور درگاہوں پر یا اُن کے تبرکات سے شفا حاصل ہونے کے
باب میں مذکور ہیں لیکن ہمکو یہہ بڑے نتیجے صرف ایمان کی طرف منسوب کرنے چاہئیں
جسطرح مسیح نے اُس تکلیف زدہ عورت کو جسے یہہ خیال تھا کہ مسیح کے کُرتے کے دامن
میں شفا بخشنے کی قوت ہی ایماندار سمجھا اور اُسکی درخواست قبول کی اِسیطرح خداوند نے
اِن لوگوں کا ایمان بھی اپنی رحمت سے قبول کیا۔ تبرکات وغیرہ ایمان کو تقویت پہنچانے
کے سوا کچھہ اثر نہ رکھتے تھے لیکن ایمان کے ایسے نتایج کو افضل سمجھنا اور اُس کے
اصلی اور اعلیٰ ثمرے یعنے محبت پر نظر نہ کرنی جسکے بغیر انسان باوصف ایسے ایمان
رکھنے کے جو پہاڑوں کو ہلا سکتا ہی کچھہ حقیقت نہیں رکھتا محض نفسانیت ہی۔ اُوپر کا بیان
ہر زمانے کے ایسے واقعات پر صادق آتا ہی۔ اور اُن کے باب میں نہ وہ لوگ صحیح رائے
دے سکتے ہیں جنکی نظر صرف محسوسات پر ہوتی ہی اور نہ وہ لوگ جو خدا کی بادشاہی اور
روحانی عالم کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہیں ہوتے ✤

بیماروں کو معالجے کے ساتھہ صرف دعا مانگنے کی ہدایت کیجاتی تھی اور کلیسیا
نے ہمیشہ اُن لوگوں کو بُرا سمجھا جو علاوہ دعا اور معالجے کے جادو ٹونا گنڈے تعویذ
وغیرہ کی طرف رجوع کرتے تھے چنانچہ اگستنوس نے اپنی جماعت سے کہا قولہٗ ہم
اپنے آسمانی باپ کی تنبیہہ قبول کریں اگر ہمارے سر میں درد ہو تو اُسکے دفع کرنے کو
جادو ٹونا وغیرہ واہیات تدبیروں کیطرف نہ دوڑیں۔ ای میرے بھائیو کیا مجھہ کو ہمیشہ

تمہارے حال پر افسوس کرنا ہوگا میں روزمرہ ایسی باتیں دیکھتا ہوں مگر کچھہ نہیں کرسکتا کیا
تم یقین نکروگے کہ مسیحیونکو مسیح کے سوا کسی پر اپنی اُمیدیں قایم نکرنی چاہئیں ✤

بعض لوگوں کا یہہ عقیدہ تھا کہ دعا مانگنی اور کسی کام میں کوشش کرنی بیفایدہ ہی وہ
کہتے تھے کہ انسان کچھہ نہیں کرسکتا اور اُسکو صرف یہہ چاہئیے کہ جو کچھہ خدا کرتا ہی اُسے
کرنے دے یہہ صحیح ہی لیکن تاہم جو مناسب کوشش انسان روح القدس کی ہدایت اور
مدد سے کرتا ہی وہ اِسکی مناقض نہیں۔ جو شخص خودسری چھوڑکر اپنے کو خدا کی روح کے
حوالے کرتا ہی وہ اُسکے اثر سے اُن بڑے کاموں کے کرنے کی طاقت پاتا ہی جو روح کی
مرضی کے موافق ہوتے ہیں۔ جو کوشش خدا کے بندے اُسکا جلال ظاہر کرنے کو
اُسکی مرضی کے موافق کرتے ہیں وہ اُسکی محبت کا ضروری نتیجہ ہی بس یہہ باطل خیال
کہ انسان کو کچھہ نکرنا چاہئیے خدا پر توکل کرنے کا نتیجہ نہیں بلکہ اُس خودسری اور کاہلی
کا نتیجہ ہی جسکے باعث انسان کو محنت کرنی اور صلیب اُٹھاکر مسیح کے پیچھے چلنا گوارا
نہیں ہوتا یا اُس غرور سے پیدا ہوتا ہی جسکے سبب انسان بجائے اِسکے کہ خدا پر
بھروسا رکھکر اُسکے مقرری وسایل کام میں لائے ہر وقت خدا سے معجزے طلب کرتا ہی
سچا مسیحی جسکی زندگی مسیح سے ملی رہنے پر موقوف ہی خدا اور انسان کے درمیان
کسی کام کے آغاز اور انجام کی حد معین نہیں کرسکتا مگر پھر بھی وہ یہہ جانتا ہی کہ جسطرح
شاخ درخت سے رطوبت نہ پانے پر سوکھہ جاتی ہی اِسی طرح وہ بھی خدا کی مدد کے بغیر
کچھہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ جو لوگ اِس حق بات سے کہ خدا ہی کا فضل ہر ایک خوبی کا

چشمہ ہی یہہ غلط نتیجہ نکالتے تھے کہ اِنسان کی کوشش بیفایدہ ہی اگستنوس اُن کے
خلاف کہتا ہی قولہٗ جو لوگ کہتے ہیں کہ جس حال میں ہم خود کچھہ نہیں کرتے بلکہ جو کچھہ
خدا کرتا ہی وہی کرتے ہیں پس ہمارے لئے کیوں منادی ہوتی ہی اور ہمکو بدی سے
بچنے اور نیکی کرنے کی کسلئے ہدایت کی جاتی ہی کاش وہ دھوکے میں نہ پڑیں بلکہ اگر
خدا کے فرزند ہیں تو اقرار کریں کہ جو کام اُنپر واجب ہیں روح القدس ہی کی مدد سے
کئے جاتے ہیں اور اُن کے کرنے پر اُسکا شکر بجالائیں کیونکہ وہ نیک کاموں کے
کرنے میں اُن کی مدد کرتا ہی نہ کہ کاہلی اور سُستی میں۔ اور خرِسیوستُم کہتا ہی قولہٗ رسول اِنسان
کا بھروسا خدا کے وعدوں کے وثوق پر مبنی کرتا ہی کیونکہ وہ کہتا ہی کہ خداوند وفادار ہی
وہ تمکو مضبوط کریگا اور بدی سے بچائیگا (۲ تسلونیقی ۳-۳) یعنے اگر اُس نے نجات پانیکو
بُلایا ہی تو ضرور تمہیں نجات بخشیگا بشرطیکہ تم کاٹھہ یا پتھر کی طرح بحِس و حرکت نہ رہوگے
بلکہ تم اُسکے وعدے کی شرطیں پوری کروگے یعنے اُسکی مرضی بجالاؤگے +

پس دعا سے آدمیوں میں سُستی اور کاہلی پیدا نہ ہونی چاہئے بلکہ اُنکو خدمت
خداوندی کی زیادہ تر طاقت حاصل ہونی چاہئے امبروشیوس لوقا ۶-۱۲ کے بیان میں
کہتا ہی قولہٗ اگر مسیح نے ساری رات تیرے لئے دعا میں گذاری تو تجھہ کو اپنی نجات
کے واسطے کیا کچھہ نکرنا چاہئے اور بسِل کہتا ہی قولہٗ اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہی کہ
ہم نغمہ سرایان آسمانی کی نقل کریں علی الصباح دعا میں مشغول ہوں اور خدا کی حمد
اور شکرگذاری کریں اور جب آفتاب طلوع ہو تو کاروبار کے لئے باہر نکلیں اور دعا

ہر وقت ہمارے ہمراہ رہے تاکہ خدا کی حمد سے محنت میں وہ لذّت پیدا ہو جو نمک سے
کھانے میں پیدا ہوتی ہی کیونکہ حمد کی تازگی سے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہی اور غم دور
ہو جاتا ہی انتہی۔ ہمکو دعا سے اپنے سارے دن کے کاموں کو پاک بنانا چاہئے چنانچہ
امبروشیوس کہتا ہی قولہٗ ای مرد کیا تو نہیں جانتا کہ تجھے ہر روز دل اور زبان کا پہلا پھل
خدا کی نذر کرنا چاہئے +

خرِسیوستُم اور اگستنوس دونوں اِس باطل خیال کے خلاف تھے کہ جو دعا کسی
خاص مقام پر مانگی جاتی ہی وہ خدا کی نظر میں زیادہ پسندیدہ ہوتی ہی اور وہ دونوں یہہ
سکھاتے تھے کہ خدا سے دور یا نزدیک رہنا طبیعت پر موقوف ہی اور اگر دل اُسکی طرف
متوجہ ہی تو اِنسان ہر جگہہ خدا کی قربت حاصل کر سکتا ہی خرِسیوستُم کہتا ہی قولہٗ مسیحی کو چاہئے
کہ دعا کے لئے اچھی جگہہ کی تلاش میں نہ رہے بلکہ دعا کے اچھے ہونے کی فکر کرے اور
اگستنوس کہتا ہی قولہٗ اگر ایسے لوگ جنکو یہہ اندیشہ ہوتا ہی کہ جب ہم گھر جائینگے تو کُتّے
والے دق کرینگے بدنصیب ہیں تو اُن لوگوں کو کس قدر بدنصیب سمجھنا چاہئے جنکو یہہ
اندیشہ ہوتا ہی کہ اگر ہم اپنے دل کی حالت پر غور کرینگے تو گناہوں کی یاد سے ہماری
طبیعت مضطرب ہو جائیگی۔ تو اپنا دل پاک کر تاکہ اُسپر غور کرنے سے تجھے خوشی
حاصل ہو شہوت پرستی۔ غرور۔ باطل توہمات۔ فاسد خیالات۔ عداوت دل سے
دور کر۔ جب تو اِن چیزوں سے پاک بنکر اپنے دل پر غور کریگا تو تجھہ کو نہایت خوشی
حاصل ہوگی اور تیری طبیعت دعا کی طرف مایل ہوگی۔ جب تو کسی تنہا مقام پر جہاں

شور و غل نہیں ہوتا پہنچتا ہی اور جگہہ پاکیزہ ہوتی ہی تو کہتا ہی آؤ یہاں دعا مانگیں اور تیقین
کرتا ہی کہ خدا ایسی جگہہ تیری دعا سُنیگا پس اگر تو پاکیزہ جگہہ کو اسقدر پسند کرتا ہی تو اپنے
دل کی ناپاکی سے کیوں ناخوش نہیں ہوتا اگر تو اپنے دل پر غور کرکے اُسکو پاک بنائیگا
اور پھر خدا سے دعا مانگیگا تو وہ ضرور تیری دعا سُنیگا۔ اگر اگستنوس نے دعا کے لئے
باطنی صفائی کو ضروری بتایا تو اِس سے یہہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ وہ یہہ سمجھتا تھا کہ
اِنسان کو کامل پاکیزگی، اور آرام جو آسمان میں حاصل ہوگا دنیا میں حاصل ہو سکتا ہی اگستنوس
اپنے تجربے سے خوب جانتا تھا کہ جب تک اِنسان دنیا میں رہتا ہی اُسکو اپنے نفس
سے لڑنا اور جو چیزیں اُس نے پیچھے چھوڑیں اُن کو بھولکر اُن چیزوں کی طلب میں جو آگے
ہیں بڑھنا اور مسیح کی راستبازی کو ایمان کے وسیلہ سے مضبوط تھامے رہنا ضرور ہوتا
ہی چنانچہ وہ کہتا ہی قولہٗ دل کے روشن اور پاک ہونے پر بھی گناہ سے فارغ البالی نہیں
ہو سکتی کیونکہ کوئی نہ کوئی ناتوانی ضرور باقی رہتی ہی اور اُسوقت تک باقی رہیگی جب تک
فانی اِنسان بقا کو پہن نہ لیگا۔ غرضکہ اِنسان حقیقی دعا کے وسیلے سے روز بروز زیادہ تر
پاک ہوتا جاتا ہی اور جسقدر وہ پاک بنکر زیادہ تر خدا کا ہم شکل بنتا جاتا ہی اُسیقدر خدا کو
مسیح میں اصلی خوشحالی کا چشمہ جانکر اُسکی طرف زیادہ رجوع کرتا ہی +

ہم اِس بیان کے ختم پر ایک شخص کی دعا نقل کرتے ہیں جس سے اُسکی دینداری
ثابت ہوتی ہی اور یہہ دعا خریسوستم نے ہم تک پہنچائی ہی دعا جو نعمتیں تو نے ہم نالایقوں
کو آج تک بخشی ہیں۔ جنکو ہم جانتے ہیں اور جنکو نہیں جانتے۔ جو ہم پر ظاہر یا ہم سے پوشیدہ

ہیں۔ جو افعال یا اقوال سے متعلق ہیں۔ جو مانگی یا بے مانگی ہیں تکلیفوں اور آسایشوں
اور دوزخ اور سزا اور آسمان کی بادشاہی اِن سب کے واسطے ہم تیرا شکر بجا لاتے ہیں
اور تجھہ سے دعا مانگتے ہیں کہ تو ہماری روح کو باطن کی صفائی کے ساتھہ پاکیزگی میں
محفوظ رکھہ کیونکہ جو محبت تو آدمیوں سے رکھتا ہی یہہ کام اُسکے لایق ہی تو نے ہم سے
اِسقدر محبت کی کہ اپنا اکلوتا بیٹا ہمارے واسطے دیا پس تو ہمکو اپنی محبت کے لایق بنا
اُسی اکلوتے بیٹے مسیح ہمکو اپنے کلام اور اپنے خوف کی سمجھہ دے اور ہم میں اپنی قوت
ڈال۔ تو نے اپنا اکلوتا بیٹا ہمارے واسطے دیا اور روح القدس کو ہمارے گناہوں کی
معافی کیواسطے بھیجا پس خواہ ہم اپنی مرضی یا بغیر مرضی کے گناہ کریں تو ہمکو بخشش اور
ہمارے گناہ ہماری طرف منسوب نکر۔ جو سچائی سے تجھے پکارتے ہیں اُن سب کو یاد کر
جو ہماری بھلائی چاہتے ہیں اور جو ہماری برائی کے درپے ہیں اُن سب کو یاد کر کیونکہ ہم
سب کے سب اِنسان ہیں +

آٹھواں باب

عیدوں کے بیان میں

جس طرح مسیحیوں کا دعا مانگنا کسی خاص وقت پر منحصر نہیں بلکہ اُن کی ساری
زندگی دعا میں گذرنی چاہئے اسیطرح اُنکا عید منانا بھی کسی خاص وقت پر موقوف نہیں
بلکہ اُن کی ساری زندگی گویا ایک عید ہونی چاہئے چنانچہ خرسیوستُم ۱۔ قرنتی ۵-۸ کے
بیان میں کہتا ہے قولہُ اب بھی عید ہے کیونکہ رسول نے مسیح کے جی اُٹھنے یا روح القدس
کے نزول کی عید کے سبب یہہ نہیں کہا کہ آؤ ہم عید کریں بلکہ اُسکو اسبات کا ظاہر کرنا
مقصود تھا کہ مسیحی چونکہ بیشمار نعمتیں پاتے ہیں اسلئے اُن کے حق میں گویا ہر وقت عید
ہے کونسی نعمت مسیحیوں کو نہیں ملی۔ خدا کا بیٹا تیری خاطر انسان بنا اور اُس نے تجھے
موت سے بچایا اور آسمان کی بادشاہی میں بُلایا ہے جس حال میں تو نے ایسی بڑی نعمتیں
پائی ہیں اور پاتا ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ تو اپنی ساری زندگی کو عید نہ بنائے پس کسی شخص
کو مفلسی یا بیماری یا ظلم سے افسردہ خاطر نہ ہونا چاہئے چنانچہ رسول پولوس کہتا ہے
خداوند میں ہمیشہ خوش رہو (فلپی ۴-۴) کوئی شخص خوشی کے دن میلے کپڑے نہیں
پہنتا پس ہمکو بھی میلے کپڑے نہ پہننے چاہئیں کیونکہ ہم بیاہ کی ضیافت میں بُلائے گئے

ہیں اسلئے کہ آسمان کی بادشاہی اُس بادشاہ کی مانند ہے جس نے اپنے بیٹے کا بیاہ
کیا پس جبکہ بادشاہ اپنے بیٹے کے بیاہ کی ضیافت کرتا ہے تو اس سے بڑھکر کون سی
نعمت ہوسکتی ہے پس کوئی شخص میلے کچیلے کپڑے پہنکر اس ضیافت میں نہ آئے
لیکن اس کلام سے میری غرض یہہ نہیں کہ ظاہری لباس پاک و صاف ہونا چاہئے
بلکہ یہہ ہے کہ ناپاک کاموں سے بچنا چاہئے۔ اسیطرح اگستنوس کہتا ہے قولہُ ضیافتوں
کے وقت لوگوں کے گھروں پر باجا گاجا ہوتا ہے اور جب پوچھا جاتا ہے کہ یہاں کیا ہورہا
ہے تو جواب ملتا ہے کہ سالگرہ یا بیاہ کی ضیافت ہے یہہ ضیافت چندروزہ ہے لیکن خدا کے
گھر میں ہمیشہ ضیافت رہتی ہے جس میں فرشتے گاتے بجاتے ہیں اور خدا کا جلوہ نظر آتا
ہے اور لازوال خوشی حاصل ہوتی ہے اس ضیافت کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں۔ اس
ابدی اسرت بخش ضیافت کی ایسی گونج ہمارے کانوں میں پہنچتی ہے جسکا بیان نہیں ہوسکتا
اور اگرچہ دنیا اُسکا جواب نہیں دیتی لیکن جو خدا کے بندے اُن عجائبات الٰہی پر جو
مومنوں کی نجات میں ظاہر ہوتے ہیں غور کرتے ہیں اُن کے کان اُن راحت افزا
آسمانی آوازوں پر فریفتہ ہوتے ہیں ٭

سُقراط مورخ جس نے پانچویں صدی میں کلیسیا کے تاریخی حالات لکھے صحیح
کہتا ہے کہ مسیح اور اُسکے رسولوں نے عیدوں کے باب میں کوئی حکم نہیں دیا بلکہ یہہ امر
مومنوں کی مرضی پر چھوڑا تاکہ وہ جسطرح چاہیں خدا کی بخششوں کے لئے اپنی احسانمندی
ظاہر کریں اگرچہ عیدوں کی شمار کا بڑھجانا دینداری کی زیادتی پر دلالت نہیں کرتا لیکن

عیدوں کا قایم ہونا دینداری کے تنزل کا نشان بھی متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ اُنکے
قایم ہونے سے اصلی مقصود یہی تھا کہ خاص وقتوں پر مسیحی دین کی بڑی باتوں پر زیادہ
غور کیا جاوے تاکہ مسیحیوں کی ساری زندگی اُن باتوں سے زیادہ اثر پذیر ہو۔ اور اگر اُنکے
قایم ہونے پر لوگوں کے دلوں میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ صرف عیدوں پر مذہبی رسوم کا
بجالانا نجات کے لئے کافی ہی تو گو اس سے مسیحیوں کی دینداری میں نہایت خلل
واقع ہوا مگر یہہ عیدوں کے قایم ہونے کا ضروری نتیجہ نہ تھا ❊

اگستنوس دنیوی خوشیوں کے ساتھہ عیدوں کے منانے کے خلاف میں
کہتا ہی قولہ اگر تم آج کا دن دنیوی طور پر منانا چاہتے ہو تو خبردار ہو کہ فرشتوں کے ساتھہ
اصلی عید کے ہمیشہ منانے کے نا قابل نہ بنجاؤ۔ شاید جس شرابی آدمی کو میں ملامت
کرتا ہوں وہ کہتا ہی کہ ہمکو ابھی یہہ منادی کی گئی ہی کہ یہہ عید ابدی خوشی کی خبر دیتی ہی
پس کیا میں خوشی نکروں۔ البتہ خوشی کر مگر اپنے کو ضرر نہ پہنچا کیونکہ اگر تو خدا کی ہیکل ہی
تو تیرے حق میں یہہ عید خوشخبری ہی لیکن اگر تو شراب خواری سے خدا کی ہیکل کو بگاڑتا
ہی تو رسول تجھہ سے کہتا ہی کہ اگر کوئی خدا کی ہیکل کو خراب کرے تو خدا اُسکو خراب کریگا

(۱۔ قرنتی ۳۔ ۱۷) ❊

عیدوں کا اصلی منشا یہی ہی کہ جو پاکیزہ خیالات اور عمدہ خواہشیں سچے مسیحیوں
کے دلوں سے کبھی خارج نہیں ہوتیں وہ وقتاً فوقتاً زیادہ تر تقویت پاتی رہیں اِس
بات کو خرِیسوسْتم نے نزول روح القدس کی عید کے ایک وعظ میں عمدہ طور پر بیان کیا

قولہ سال میں تین بار خدا کے حضور آنا یہودیوں کا سا خیال ہی کیونکہ یہودیوں کو خدا
نے یہہ حکم دیا کہ سال بھر میں میرے لئے تین مرتبے عید کرو (خروج ۲۳۔ ۱۴) لیکن خدا
ہم سے یہہ چاہتا ہی کہ ہم اُسکے حضور میں ہمیشہ حاضر رہیں۔ [illegible]
سال میں صرف تین بار جمع ہو سکتے تھے خدا کی پرستش کے لئے ایک ہی مقام مقرر تھا
اسلئے یہودی صرف یروشلم میں خدا کی پرستش کر سکتے تھے پس خدا نے تین ہی بار
حاضر ہونے کا حکم دیا تھا لیکن ہمکو ہمیشہ عید منانے کا حکم ہی کیونکہ ہمیشہ ہمارے لئے
عید ہی اور میں اسی امر کے ظاہر کرنے کو عیدوں کا مقصد تمہارے سامنے بیان کرتا
ہوں پہلی عید مسیح کی پیدایش کی عید ہی ہم یہہ عید اسلئے مناتے ہیں کہ دنیا میں خدا
مجسم ہو کر ظاہر ہوا اور آدمیوں میں رہا لیکن اُسکا آدمیوں [illegible]
کیونکہ اُس نے فرمایا دیکھو میں زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھہ
ہوں (متی ۲۸۔ ۲۰) پس ہم ہمیشہ مسیح کی پیدایش کی عید منا سکتے ہیں۔ دوسری
عید فسح کی عید ہی جسپر ہم مسیح کی موت کی خبر دیتے ہیں لیکن چونکہ ہم ہمیشہ خداوند کی
موت کی خبر دیتے ہیں اسلئے ہمیشہ فسح کی عید بھی منا سکتے ہیں اور آج کی عید ہم
اسلئے مناتے ہیں کہ روح القدس ہم پر نازل ہوا۔ لیکن جسطرح خدا کا بیٹا ہمیشہ [illegible]
کے ساتھہ رہتا ہی اسی طرح روح القدس بھی ہمیشہ اُن کے ساتھہ رہتا ہی جنہیں خداوند
نے فرمایا کہ اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں اپنے باپ سے
درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینیوالا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھہ رہے

(یوحنا ۱۴-۱۵ و ۱۶) پس جسطرح اس وجہ سے کہ مسیح نے اپنی نسبت کہا دیکھو میں زمانے
کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں (متی ۲۸-۲۰) ہم ہمیشہ مسیح کے
ظاہر ہونے کی عید منا سکتے ہیں اِسی طرح چونکہ مسیح نے روح القدس کی نسبت بھی فرمایا
کہ وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگا ہم روح القدس کے نزول کی عید بھی ہمیشہ منا سکتے ہیں ❖

اُسقف تھوڈورٹ نے اِس زمانے کے اُسقفوں کے دستور کے موافق
مسیح کی پیدائش کی ایک عید کی خبر اِسطرح دی قولہ جب خدا کا بیٹا اِنسان بنکر
دنیا میں آیا اور ہماری نجات کے لئے جو کچھ ضرور تھا اُس نے کیا تو اُس زمانے کے
لوگوں نے باوجود اِسکے کہ اِس برکت کے چشمے کو آنکھوں سے دیکھا مگر پھر بھی
کوئی عید نہ منائی لیکن اب زمین اور سمندر اور شہروں اور گاوٗں غرضکہ ہر جگہ
کے رہنیوالے باوصف اِسکے کہ اُنہوں نے اُسکو آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر پھر
بھی عید مناتے ہیں اِنتہیٰ اور اُسی اُسقف نے جب وہ بہت سی تکلیفوں کے اُٹھانے
کے باعث ضعیف ہوگیا تھا اِس عید کی اِسطرح خبر دی قولہ بلاشبہ غم نے مجھے نہایت
ستا رکھا ہی کیونکہ میں لوہا نہیں ہوں بلکہ اِنسان ہوں لیکن خداوند کی پیدائش کی
یادگاری نے مجھے تر و تازہ کر دیا ہی اِنتہیٰ اور اگستنوس نے اِس عید پر کہا قولہ کاش
فروتن آدمی خدا کے سامھنے عاجزی کریں تاکہ خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اُسکی بلندی
تک پہنچیں اور پھر یہہ کہا قولہ راستبازو خوشی کرو کہ یہہ راستبازی بخشنیوالے کی
پیدائش کا روز ہی ۔ کمزورو اور بیمارو خوشی کرو کہ یہہ نجات دینیوالے کی پیدائش کا روز ہی

قیدیو خوشی کرو کہ یہہ مخلصی بخشنیوالے کی پیدائش کا روز ہی ۔ آزادو خوشی کرو کہ یہہ آزاد
کرنیوالے کی پیدائش کا روز ہی ۔ غلامو خوشی کرو کہ یہہ خداوند کی پیدائش کا روز ہی ۔ مسیحیو
خوشی کرو کہ یہہ مسیح کی پیدائش کا روز ہی اِنتہیٰ یہہ کیا عمدہ اور گہرا خیال ہی کہ اگرچہ نجات
دہندہ کی پیدائش کی یادگاری سب مسیحیوں کے دلوں میں شکرگذاری اور خوشی پیدا
کرتی ہی لیکن پھر بھی لوگ اپنی طبایع اور حالات اور حاجات کے موافق اُس کی
یادگاری سے مختلف طور پر اثر پذیر اور فیضیاب ہوتے ہیں ❖

روم کے اُسقف لیو اعظم نے مسیح کی پیدائش کی ایک عید پر یہہ کہا قولہ
ہمارا نجات دہندہ آج کے روز پیدا ہوا پس ہم خوشی کریں کیونکہ جس روز موت کے
خوف کا مٹانیوالا اور حیات ابدی کی خوشی کا بخشنیوالا پیدا ہوا اُس روز کسی کو غم نکرنا
چاہیے کوئی شخص اِس خوشی سے خارج نہیں کیونکہ جب ہمارے خداوند نے جو موت
اور گناہ کا غارت کرنیوالا ہی یہہ دیکھا کہ کوئی شخص گناہ سے آزاد نہیں تو وہ سب کے
آزاد کرنے کو آیا ۔ مقدس لوگ خوشی کریں کیونکہ اُن کے لئے فتحمندی کے تاج کے
پانے کا وقت قریب ہوتا جاتا ہی ۔ گنہگار خوش ہوں کیونکہ وہ گناہوں کی مغفرت
کے واسطے بُلائے جاتے ہیں ۔ مُشرک بیدار ہوں کیونکہ وہ حیات پانے کے لئے
بُلائے جاتے ہیں ❖

مسیح کی پیدائش کی عید کے قریب مُشرکین بھی بہت سی ایسی عیدیں کرتے
تھے جنکا اصلی مقصد اِس مسیحی عید سے کسی قدر مناسبت رکھتا تھا اور یہہ کچھ تعجب کی

بات نہیں کہ مسیحی دین اگرچہ آدمیوں کے فاسد خیالات کے مخالف ہی مگر اُن کی بعض
باتوں سے مناسبت بھی رکھتا ہی کیونکہ خدا تعالیٰ نے بالعموم آدمیوں کے دلوں میں ایسی
خواہشیں ڈالی ہیں جنکا منشا مسیحی دین ہی سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہی اور جو اُسی
کے وسیلے سے پوری ہوتی ہیں چنانچہ مشرکین سٹرنلیا نامے عید میں خوشی کے گذشتہ
زمانے کی یادگاری کیا کرتے تھے جسکا خیال آدمیوں کے دلوں میں بالعموم پختہ بنیاد
رکھتا ہی اگرچہ وہ اُسکی حقیقت کے معلوم کرنے سے قاصر ہیں اور اس یادگاری کو
مسیحی دین سے خاص مناسبت ہی کیونکہ اُس سے یہہ تعلیم ملتی ہی کہ مسیح حقیقی خوشی
کے زمانے کو پھر بحال کریگا البتہ مسیح ایسا خوشی کا زمانہ قایم کرنے کو نہیں آیا جیسا
نفسانی آدمی اپنے باطل خیالات کے موافق یقین کرتے ہیں بلکہ وہ حقیقی خوشی کا زمانہ
قایم کرنے کو آیا جسکی آرزو وہ لوگ رکھتے ہیں جنکے دل خدا کے اِشتیاق سے معمور ہوتے
ہیں غرضکہ لوگ جس خوشی کے زمانے کو گذرا ہوا زمانہ سمجھتے تھے مسیحی دین اُسکے
دوبارہ قایم ہونے کی اُمید دلوں میں پیدا کرتا ہی اور اگرچہ سچا مسیحی یہہ اُمید رکھتا ہی
کہ آسمان میں یہہ حقیقی خوشی کا زمانہ قایم ہوگا مگر وہ دنیا میں بھی اُس سے خوشوقت
ہوتا ہی کیونکہ مسیح کی پیدایش نے آسمان و زمین کی جدائی دور کی ہی اور اُنکو آپس میں
ملا دیا ہی۔ دنیا کے طرح طرح کے جھگڑوں اور مخمصوں میں سچے مسیحی کے دل میں یہہ
عالی خیال جاری رہتا ہی کہ میں آسمان کا وارث بنا ہوں اور اِسلئے وہ خوشی کا زمانہ گویا
اپنے دل میں رکھتا ہی اور آسمانی خوشیوں کی لذت سے اب بھی شیریں کام

ہوتا ہی اُسکو اپنے آسمانی باپ اور نجات دہندے کی بادشاہی میں جہاں نہ کسی دباؤ
سے بلکہ محبت سے حکمرانی کیجاتی ہی سٹرنلیس کا مربیانہ عہد نظر آتا ہی۔ مشرکین شور و غل
اور وحشت ناک بے اعتدالیوں سے سال میں ایکبار اپنی غمناک حالت جسکی غلامی
سے وہ آزاد ہونا چاہتے تھے فراموش کرتے تھے لیکن مسیحی لوگ دلجمعی اور اعتدال
کے ساتھہ خوشی مناتے تھے کیونکہ اُن کو یہہ بات نظر آتی تھی کہ نجات دہندہ نے
خاکی زندگی کو آسمانی بنایا ہی اور انسانیت روز بروز پاک ہوتی جاتی ہی تاکہ اُس کے
ذریعے سے اِنسانی شکل میں خدائی زندگی ظاہر ہو۔ سٹرنلیا کی عید پر خوشی کے
گذشتہ زمانے کی یادگار میں چند روز کے لئے آزادوں اور غلاموں کا فرق دور کیا
جاتا تھا اور غلاموں کو آزادی دی جاتی تھی یہہ بات بھی مسیح کی پیدایش کے روز
سے نہایت مناسبت رکھتی تھی کیونکہ وہ غلاموں اور آزادوں کو ایک ہی خوشحالی اور
ربّانی حیات بخشتا ہی اور اُسکی بادشاہی میں غلام اور آزاد دونوں برابر ہیں۔ اِس عید پر
مشرکین آپس میں تحفہ تحایف بھیجتے تھے اور گھروں میں روشنی کرنے کا بھی دستور
تھا اور اُسکے اِختتام پر بچوں کی ضیافت ہوتی تھی اور اُنکو کھلونے دئے جاتے
تھے اُنھیں اَیّام میں چونکہ دن بڑھنے لگتا تھا اِسلئے آفتاب کے از سرِ نو پیدا ہونے
کی عید منائی جاتی تھی اور جو صریح مشابہت اِس امر کو روحانی عالم کے آفتاب یعنے
مسیح کی ولادت سے ہی اُس کی طرف مغربی ملکوں کی کلیسیا کے واعظ اکثر اشارہ کیا
کرتے تھے چنانچہ اگستنوس کہتا ہی قولہ جو ہماری خاطر نیچا بنکر ہمارے پاس آیا اُس نے

اپنے آنے کے واسطے چھوٹے سے چھوٹا دن پسند کیا جسمیں روشنی بڑھنی شروع ہوتی
ہی اور وہ ہمکو اس ذریعے سے گویا با آواز بلند نصیحت کرتا ہی تاکہ جو ہماری خاطر غریب بنا
ہم اُسکے وسیلے سے دولتمند ہیں اور جس نے ہماری خاطر بندے کی صورت اختیار
کی ہم اُسکے وسیلے سے آزادی پائیں اور جو ہماری خاطر زمین پر پیدا ہوا ہم اُس کے
وسیلے سے آسمان پر قابض ہوں - اور لیو اعظم کہتا ہی قولہ اگرچہ مومنوں کو جو خدا کی
ہم شکل بننا چاہتے ہیں خداوند اور نجات دہندے کی پیدایش ہمیشہ خیال میں رکھنی
چاہیے لیکن اس پیدایش کے وسیلے سے جو آدمیوں اور فرشتوں کو تعجب دلاتی
ہی آج کے برابر کوئی دن عالیشان نہیں ٹھہرتا کیونکہ آج کے دن دنیا میں روشنی
چمکنی شروع ہوتی ہی اور یہہ گویا فضل کے معجزے کی ایک چھوٹی سی تشبیہہ ہی انتہی -
اور وہ اُن لوگوں کو جو شرک اور مسیحی مذہب کے درمیان مذبذب حالت میں تھے
روحانی عالم کے آفتاب کی طرف اِسطرح متوجہ کرتا ہی قولہ جس روشنی میں پرندے -
سانپ - مکھیاں - کیڑے مکوڑے وغیرہ خوش ہوتے ہیں تو اُسکا غلام نہ بن بلکہ بڑے
شوق سے اُس روحانی نور کی طرف رجوع کر جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن
کرتا ہی (یوحنا ۱ - ۹) اور جسکے باب میں زبور ونکا مصنف کہتا ہی - اُنہوں نے اُسپر نظر
کی اور روشن ہوگئے اور اُنکے مُنہہ شرمندہ نہ ہوئے (زبور ۳۴ - ۵) کیونکہ اگر ہم خدا
کی ہیکل ہیں اور خدا کی روح ہم میں رہتی ہی تو جس آفتاب کی ہم تعریف کرتے ہیں اُس
سے زیادہ تر عجیب روشن شئی ہر ایک مومن اپنے دل میں رکھتا ہی اور ہمیں خداوند کی

ولادت کی عید پر یہہ بات سوچنی چاہیے کہ خدا نے اپنے فضل سے ہماری ذات کو کیسی
فضیلت بخشی ہی تاکہ ہم اِن نعمتوں پر جنکی اُمید رکھتے ہیں زیادہ تر نظر جما سکیں +

مسیحیوں میں مسیح کے جی اُٹھنے اور روح القدس کے نزول کی عیدین مسیح
کی پیدایش کی عید سے پہلے قایم ہوئیں چونکہ مسیحی سمجھے تھے کہ جسطرح مسیح پہلے مصلوب
ہوا اور پھر اُسنے جلال پایا اِسیطرح سب مسیحی جبتک تکلیف نہ اُٹھائینگے جلال کے وارث
نہ ہونگے پس مسیح کے اول مصلوب ہونے اور پھر جلال پانیکا خیال اُنکے دل میں نہایت
جا ہوا تھا اور مسیحی عیدوں کا سلسلہ اُسی سے شروع ہوا مسیح نے جو تکلیفیں ہمارے
گناہونکے سبب اُٹھائیں اُنپر خیال کرکے اپنے گناہوں سے توبہ اور اِستغفار کرنا اور
روزہ رکھنا اور دعا مانگنا یہہ سب اُمور مسیح کے جی اُٹھنے کی عید کی طیاری میں داخل تھے
اور اگرچہ بہت لوگ دیگر ظاہری رسوم کیطرح اس روزے کے اصلی مدعا پر بھی غور نہ کرتے
تھے لیکن کلیسیا کے معلم اکثر اُنکو ہدایت کیا کرتے تھے کہ خدا کیطرف پھرنے اور سچی توبہ کرنے
کے بغیر روزہ کچھہ فایدہ نہیں بخش سکتا اور وہ اِسبات کا ذکر بالخصوص کیا کرتے تھے کہ یہہ
روزہ جسکے بعد مسیح کے جی اُٹھنے کی عید ہوتی ہی مسیحیونکی دنیوی زندگی سے مشابہت رکھتا
ہی جسکے بعد حیات ابدی کی عید ہوگی چنانچہ اگستنوس کہتا ہی قولہ یہہ نفس کشی مسیحیونکو
تمام عمر جاری رکھنی چاہیے کیونکہ یہہ وہ صلیب ہی جس سے مسیح کا بندہ شرم نہیں کرتا
بلکہ اُسپر فخر کرتا ہی اور کہتا ہی ہرگز نہ ہو کہ میں فخر کروں مگر اپنے خداوند یسوع مسیح کی صلیب
پر جس سے دنیا میرے آگے مصلوب ہوئی اور میں دنیا کے آگے (گلتی ۶ - ۱۴) یہہ

صلیب یعنے نفس کشی روزے ہی کے چالیس دن سے نہیں بلکہ ساری زندگی سے
علاقہ رکھتی ہے۔ پس اے مسیحی تو اپنی ساری زندگی نفس کشی میں بسر کر اور اس صلیب کو
ہرگز نہ چھوڑ تا کہ تیرے پانوں دنیا کی کیچڑ میں نہ پھنسیں۔ لیو اعظم کہتا ہے قولہٗ اگر عید کے
دنوں پر اچھا لباس پہننا اور روح کی خوشی جسمی لباس سے ظاہر کرنی مناسب ہے اور دعا
کے مکان کو ہم اور بھی زیادہ احتیاط سے آراستہ کرتے ہیں تو کیا یہہ ضرور نہیں کہ مسیحی
کی روح جو زندہ اور برحق خدا کی ہیکل ہے اپنی صورت کو دانش سے آراستہ کرے اور جب
نجات کی عید منانے کا ارادہ کرے تو گناہ کی آلایش سے بچے کیونکہ اگر باطن آلودہ ہے
تو ظاہر کی صفائی کیا کام دے سکتی ہے پس ہر شخص اپنے باطن کا امتحان کرے اور یہہ بات
معلوم کرے کہ آیا وہ آرام جو مسیح کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اُسکے دل کو حاصل ہے
یا نہیں۔ پھر لیو اعظم ایک اَور نصیحت میں کہتا ہے کہ مسیحیوں کو روزے کے دنوں میں بھی
روحانی دشمنوں پر غلبہ پانے کے لئے ہوشیاری کام میں لانی ضرور ہے قولہٗ ہم اپنے
روحانی دشمنوں پر اسی صورت میں غلبہ پا سکتے ہیں کہ پہلے اپنے نفس پر غلبہ پائیں
اِسلئے کہ ہمارے دلوں میں طرح طرح کی کھینچا تانی رہتی ہے کیونکہ جسم کی خواہش روح کے
مخالف ہے اور روح کی خواہش جسم کے مخالف (گلتی ۵-۱۷) اور اگر اس کھینچا تانی میں
نفسانی خواہشیں غلبہ پاتی ہیں تو روح اپنے خاص مرتبے سے گر جاتی ہے اور بے عزت
ہوتی ہے اور یہہ امر بدیہی ہے کہ حاکم کا محکوم ہونا بُرا ہے لیکن اگر روح خدا کے تابع رہتی ہے
اور آسمانی فضل سے خوش ہوتی ہے اور دنیوی لذتوں کی خواہش پر غلبہ پاتی ہے تو عقل

کی حکومت برقرار رہتی ہے اور بدی کی ترغیب سے اُسکے پانوں نہیں لڑکھڑاتے جس
آدمی کا جسم روح کے تابع رہتا ہے اور روح خدا کے تابع اُسکو حقیقی سلامتی اور آزادی
حاصل ہوتی ہے انتہی۔ اور چھٹی صدی کے شروع میں آرلز کے اُسقف سِزرِیُوس
نے روزے کے دنوں میں اپنی جماعت کو کلام الٰہی پر محنت اور غور سے توجہ کرنے کی
اسطرح نصیحت کی قولہٗ تم یقین کرو کہ مدت تک بھوکھے رہنے سے جو کچھہ جسم کی کیفیت
ہوتی ہے وہی کیفیت روح کی ہو جاتی ہے اگر اُسکو خدا کے کلام کی غذا برابر نہیں ملتی
رہتی۔ جسطرح جسم بھوکھہ اور تنگی سے سوکھکر بنجر ہو جاتا ہے اُسی طرح اگر روح خدا کے
کلام کی غذا نہیں پاتی تو خشک ہو جاتی ہے اور پھل نہیں دیتی اور کوئی اچھا کام اُس
سے نہیں ہو سکتا۔ دیکھو میرے بھائیو جبکہ ہم اپنے جسموں کو خوراک پہنچانے کے لئے
ہر سال اپنے کھتے اور کوٹھیاں بھرتے ہیں تو اپنی روح کو ہمیشہ کے واسطے غذا پہنچانے
کے لئے ہمکو کس قدر کوشش کرنی چاہئے خدا کرے کہ خدا کی کتاب کے موافق جو دنیوی
چیزیں آدمیوں کو نجات سے غافل کرتی اور روکتی ہیں وہ بہر صورت ان ایام میں
رفع ہو جائیں جسمانی خوشیاں اور دنیا کی زہریلی اور لُبھانیوالی چیزیں آدمیوں کو
فریفتہ نکریں جو وقت تم کھیل تماشوں میں گنوایا کرتے تھے اُسکو خدا کی کتاب کے مطالعہ
میں صرف کرو بیہودہ بات چیت اور زہر بھری بدگوئی کی جگہہ پاک کتاب کے باب
میں گفتگو کرو جو وقت ہم ایسے طور پر گذارتے رہے ہیں کہ ہماری روحوں کے حق میں
مضر تھا وہ ہم بیماروں اور قیدیوں سے ملنے اور غیروں کی مدارات میں صرف کریں اور

اپنے مخالفوں سے ملاپ کریں۔ کتاب مقدس کو دستور کے موافق گرجا میں سُنو اور گھر
میں بھی پڑھو تاکہ تم ہر جگہ خدا کے کلام کی نسبت گفتگو کر سکو اور اَوروں کو تعلیم دے سکو ؛
انطاکیہ کے گرجا میں روزمرّہ روزوں کے ایام میں خدا کی پرستش اور مقدّس
کتاب کا درس و وعظ ہوتا تھا اور خرسیوستُم نے ایک موقع پر جبکہ شہر ایک سخت بلا میں
گھرا ہوا تھا ایک نصیحت میں یہہ بیان کیا کہ اِس ذریعے سے مصیبت کے وقت
بڑی تسلّی حاصل ہو سکتی تھی قولہٗ جو حادثہ ہم پر پڑا ہی اُس کی برداشت کے لئے ہمکو
اِس وسیلے سے بڑی تقویت ہوتی ہی کیونکہ جس حال میں ہم ہر روز جمع ہوتے ہیں
تاکہ کتب مقدسہ کو سُنیں اور آپس میں ملاقات اور ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور
برکت پاکر اپنے گھر جائیں تو بالضرور دل کا رنج دور کرنے میں ہمکو بڑی مدد ملیگی انتہیٰ۔
خرسیوستُم سمجھتا تھا کہ کلیسیائی آدمیوں کی کمزوری کے خیال سے اُن کی مدد کے لئے
روزوں کے دن مقرر کئے تھے قولہٗ بہت لوگ عشاء ربّانی میں خاصکر اُسوقت جب
مسیح نے اُسکو مقرر کیا تھا بغیر مناسب دلجمعی کے شامل ہوتے تھے پس ہمارے بزرگوں
نے ایسی عدم توجہی سے عشاء ربّانی میں شامل ہونے کے مضر نتیجوں پر غور کر کے
روزہ اور دعا اور خدا کا کلام سُننے وغیرہ امور کے واسطے چالیس دِن مقرر کئے تاکہ
ہم اِن دنوں میں بڑی احتیاط سے ہر طرح اپنے کو پاک کریں اور حتی الامکان خلوص
دل سے عشاء ربّانی میں شامل ہوں اور یہہ ظاہر ہی کہ اِس سے لوگوں کو ایسی عادت
پڑتی ہی جو اُنکے حق میں نہایت مفید ہی۔ ہم سال بھر روزے کے لئے ہدایت کرتے رہے

مگر کسی نے توجہ نہ کی لیکن اب کہ روزے کے دِن آئے تو انتہا درجے کے غافل
بھی بغیر کسی نصیحت کے ہوشیار ہو گئے کیونکہ مقرری وقت خود نصیحت کا کام دیتا ہی اب
اگر کوئی یہودی یا مشرک سوال کرے کہ تو روزہ کیوں رکھتا ہی تو اُسکو یہہ پھر جواب
نہ دے کہ مسیح کی تکلیفوں کے سبب۔ کیونکہ مسیح کا دُکھ اُٹھانا خوشی کا باعث ہی نہ کہ
غم کا اِسواسطے کہ مسیح کی صلیب سے گناہ کا کفارہ ہوا اور اُس سے دنیا کو پاکیزگی
حاصل ہوتی ہی اور مدّت کی دشمنی کے بعد ملاپ ہوتا ہی اُس نے آسمان کے دروازے
کھولے ہیں خدا کے دشمنوں کو خدا کا دوست بنایا ہی ہمکو دوبارہ آسمان پر پہنچایا ہی
اور ہماری ذات کو خدا کے دہنے ہاتھ بلند کیا ہی اور ہزاروں اَور برکتیں ہمارے
لئے حاصل کی ہیں پس اِن باتوں کے سبب ہمکو غم نہیں بلکہ بڑی خوشی کرنی
چاہئے ہمکو صلیب کے سبب ہرگز غم نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنے گناہوں کے سبب غم
کرنا چاہئے ؛

چونکہ وہ روزوں کے دن جو مسیح کے جی اُٹھنے کی عید سے پہلے آتے تھے اُس
فضل کی یاد دلاتے تھے جو خدا نے گنہگاروں پر کیا ہی اِسواسطے کلیسیا کے پیشوا بالخصوص
اُن ایام میں اِس امر کی فہمائش کرتے تھے کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اَوروں کے ساتھ
محبت اور رحم سے پیش آئے تاکہ اِس ذریعے سے خدا کی محبت اور رحمت کی جانفزی
ظاہر ہو اور وہ اپنی جماعتوں کو آنے والی عید کی یاد دلاکر اُن کے قضئے فیصل کرنے
میں بھی کوشش کرتے تھے چنانچہ لیُو اعظم روزوں کی ایک نصیحت میں کہتا ہی قولہٗ

اگرچہ ہمکو مفلس ایمانداروں کی مدد سب سے پہلے کرنی چاہئے لیکن مصیبت کے
وقت اُن لوگوں کی ہمدردی بھی کرنی چاہئے جنہوں نے ابتک انجیل کو قبول نہیں
کیا کیونکہ جو انسانیت سب میں پائی جاتی ہے اُسکا عزیز رکھنا ہمپر واجب ہے۔ ہم اُنپر بھی
مہربان ہوں جو کسی حیثیت سے ہمارے تابع ہیں اور اگر وہ خدا کے فضل سے نئی
پیدایش اور مسیح کے خون کی قیمت سے مخلصی پا چکے ہیں تو ہمکو اُنپر بالخصوص مہربان
ہونا چاہئے کیونکہ ہم اور وہ دونوں خدا کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں اور ہم میں اور اُن
میں نہ جسمانی پیدایش کے لحاظ سے فرق ہے اور نہ روحانی پیدایش کے لحاظ سے
بلکہ ایک ہی روح ہمکو پاک کرتی ہے ایک ہی ایمان میں ہم زندگی بسر کرتے ہیں ہم سب
پاک رسوم میں شامل ہوتے ہیں یہہ یکتائی ہماری نظر میں حقیر نہ ہونی چاہئے۔ اِس
باہمی شرکت کو ہم ناچیز نہ سمجھیں بلکہ اِسلئے کہ جنکے ساتھہ ہم ایک خداوند کے تابع
ہیں وہ ہمارے ماتحت ہیں ہمکو ہر طرح اُنکے ساتھہ زیادہ نرمی برتنی چاہئے اور
جنہوں نے ہماری قصوروں سے اپنے دلوں کو صدمہ پہنچایا ہے وہ ملاپ کے دنوں
میں معافی پائیں ✤

چونکہ اِن روزوں کے دنوں کا پچھلا ہفتہ بالخصوص ممتاز تھا اِسلئے وہ بڑا
ہفتہ کہلاتا تھا خرِسیوستم کہتا ہے قولہ اِس ہفتے کو اِسلئے بڑا کہتے ہیں کیونکہ جو بیشمار
نعمتیں ہم کو اُس میں ملتی ہیں وہ بڑی قدر اور منزلت کی نعمتیں ہوتی ہیں اِسی ہفتہ
میں وہ بڑا معرکہ ختم ہوا جس نے موت کی قوت نیست کی اور لعنت کو دور کیا شیطان

کے ظلم سے ہمکو بچایا۔ خدا اور آدمیوں میں ملاپ کرایا آسمان کی راہ کھولی۔ آدمیوں اور
فرشتوں کو باہم ملایا۔ خدا کو سلامتی کی طرف متوجہ کیا۔ زمین پر سلامتی قایم کی۔ انتہی
اِس ہفتہ میں سخت مجرموں کے سوا سب قیدی رہا کئے جاتے تھے چنانچہ خرِسیوستم
کہتا ہے قولہ شہنشاہ حتی المقدور خداوند کی نقل کرتے ہیں کیونکہ اُنکا یہہ قول ہے کہ
جسطرح خداوند نے ہمکو گناہ کے سخت قیدخانے سے خلاصی دی اور ہزاروں نعمتیں
بخشیں اِسی طرح حتی المقدور ہمکو بھی اپنے خداوند کی محبت کی نقل کرنی چاہئے۔ اِس
بڑے ہفتے کے شروع کا اِتوار کھجور کا اِتوار کہلاتا تھا اور خرِسیوستم اِس اِتوار کی ایک
نصیحت میں کہتا ہے قولہ ہم کسی ایک ہی شہر کے آدمی آج کے دن مسیح سے ملنے
کے لئے نہیں آتے۔ نہ صرف یروسلم سے بلکہ دنیا کے سب اطراف سے ہزاروں
آدمیوں کی جماعتیں نہ کھجور کی شاخیں ہاتھہ میں ہلاتی ہوئیں بلکہ خیرات اور محبت اور
نیکی اور روزہ اور دعا وغیرہ دینداری کے نشان خداوند مسیح کو نذر کرتی ہوئیں اُسکے
ملنے کو آتی ہیں ✤

اِس ہفتے کے سنیچر کو جسے بڑا سبت کہتے تھے رات کے وقت سب چھوٹے
اور بڑے مشعلیں لیکر گرجا میں جاتے تھے اور دعا مانگتے ہوئے اور گیت گاتے ہوئے
مسیح کے جی اُٹھنے کی عید کی صبح کی انتظاری میں جاگتے رہتے تھے۔ اگستینوس
کہتا ہے قولہ مسیحیوں کے سوا اور بھی بہت سے لوگ آج کی رات جاگتے رہتے ہیں
بعض غم سے بعض شرم سے اور بعض جو قریب قریب ایماندار ہیں خدا کے خوف سے۔ انتہی

اگستنوس کا مطلب یہہ ہو کہ بعض سرگرم مُشرکین آج کی رات مسیح کی عام پرستش کو
دیکھکر ایسے وق ہوتے ہیں کہ رات بھر نہیں سوتے اور بعض سونے سے اِسلئے شرم
کرتے ہیں کہ اُنکا مُشرک ہونا ظاہر نہ ہوجائے اور بعض جو مسیحی دین پر پکا عقیدہ نہیں
رکھتے آج کی رات کی کیفیت سے اُنپر ایسا اثر ہوتا ہو اور اُن کے دلوں میں ایسے
خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ اُن کو نیند نہیں آتی - ہر ایک گروہ کے عقیدے کا اثر اُس
گروہ کے آس پاس رہنیوالوں پر ضرور ہوتا ہو اگر وہ عقیدہ حق ہو تو اچھا اثر ہوگا اور اگر
باطل ہو تو بُرا - اِس امر کی نسبت اگستنوس کہتا ہو قولہ مسیح کے دوستوں کو کیسی خوشی
سے جاگنا چاہئے جبکہ اُن کے دشمن بھی رنج سے جاگتے رہتے ہیں - مسیحیوں کو کیسے
شوق اور سرگرمی سے مسیح کے جلال پانے کے وقت بیدار رہنا چاہئے جبکہ مُشرکین
بھی سونے سے شرم کرتے ہیں - جو شخص اِس بڑے گھر (کلیسیا) میں داخل ہوا ہو کیا
اِس بڑی عید پر اُسکو جاگنا لازم نہیں جبکہ وہ شخص بھی جاگتا ہو جو اُس میں داخل ہونے
کو طیار ہوتا ہو - پس ہم جاگتے اور دعا مانگتے رہیں تاکہ ظاہری اور باطنی شب بیداری
منائیں - خدا اپنے کلام کے وسیلے ہم سے خطاب کرتا ہو اور ہمکو اپنی دعاؤں کے
وسیلے اُس سے خطاب کرنا چاہئے اگر ہم اطاعت سے اُسکا کلام سُنینگے تو جس سے
ہم دعا مانگتے ہیں وہ بالضرور ہم میں رہیگا ⁂

جب مسیح کے جی اُٹھنے کی عید کی صبح ہوتی تھی تو سارے مسیحی بڑی خوشی
مناتے تھے - زندہ مسیح اُن کے ایمان کی آنکھہ کے سامھنے موجود ہوتا تھا اور وہ

اُسکے جی اُٹھنے کو اپنے جی اُٹھنے کا پکا بیعانہ سمجھتے تھے اور اُنکا دل اُنکو روحانی حیات پانے
کے سبب خوشی کرنے پر مجبور کرتا تھا - جس روحانی حیات کے پانے کا تجربہ اُن کو اپنے
خدا کی طرف رجوع کرنے کے وقت ہوا تھا وہ اب اُن کی آنکھوں میں پھر جاتی تھی کیونکہ
وہ بہت سے آدمیوں کو جنہوں نے گذشتہ شب کو بپتسما پایا تھا اور جنکا شمار بڑے
شہروں میں ہزاروں تک پہنچتا تھا سفید لباس میں جو مسیحی پاکیزگی کا نشان ہو مومنوں
کے ساتھہ موجود دیکھتے تھے اور سب کے سب عشاءِ ربانی میں شریک ہوتے تھے اور

اِس موقع پر ۱۱۸ زبور کی ۲۴ آیت خداوند نے یہہ دِن مقرر کیا ہم تو اُس میں خوشی کرینگے
اور شادمان ہونگے دل میں خوشی کا جوش پیدا کرنے کو گائی جاتی تھی - خرِیسوستم
اِس امر کی طرف اشارہ کرکے اِس دِن کی ایک نصیحت میں کہتا ہو قولہ موت اب گویا
ایک نیند ہو - موت جو مسیح کے ظہور سے پہلے ہیبتناک معلوم ہوتی تھی اب ویسی نہیں
رہی - مسیح کے جی اُٹھنے کی جلیل الشان فتحمندی پر نظر کرو کیونکہ ہمکو اُس سے ہزاروں
نعمتوں کے پانے کا حق حاصل ہوا ہو - ہم اُسکے باعث موت کو خیال میں نہیں لاتے -
دنیوی زندگی کی پروا نہیں کرتے - عقبیٰ کی نعمتوں کی آرزو کرتے ہیں - اگرچہ ہم جسمی
لباس رکھتے ہیں پھر بھی اگر چاہیں تو ہمکو اُسکے باعث وہ ساری نعمتیں حاصل ہو سکتی
ہیں جو مبارک فرشتوں کو حاصل ہیں - پس ہم خوش ہوں کیونکہ اگرچہ خداوند نے فتح
حاصل کی ہو مگر اُس کی خوشی میں ہم بھی شریک ہیں کیونکہ اُس نے یہہ سب (کچھہ ہمارے)
ہی نجات کے لئے کیا ہو آج کے دن اُس نے اِنسانیت کو شیطان کی حکومت سے

چھڑایا اور اُسے دوبارہ اپنے اصلی شرف پر پہنچایا کیونکہ جب میں انسانیت کے پہلے
پھل کو موت پر فتحیاب دیکھتا ہوں تو میری دہشت جاتی رہتی ہے میں مشکلوں سے
نہیں ڈرتا۔ اپنی ناتوانی کا خیال نہیں کرتا بلکہ جس نے مجھے اپنی مدد کا یقین دلایا ہے
اُسکی بے انتہا قدرت پر غور کرتا ہوں کیونکہ جس نے موت پر فتح پائی ہے اور اُسکی
قوت کو نیست کر دیا ہے وہ اُس ذات کیواسطے کیا کچھہ نکریگا جو اُسکی اپنی ذات سے رشتہ
رکھتی ہے اور جسکی اُس نے ایسی قدر کی کہ انسان سے بڑی محبت رکھنے کے باعث
اُسکی صورت اختیار کی۔ پس کوئی شخص آج کے دن اپنی مفلسی پر افسردہ خاطر نہو کیونکہ
یہہ روحانی ضیافت ہے۔ کوئی دولتمند اپنی دولت پر غرور نکرے کیونکہ اُسکی دولت اِس
ضیافت میں کچھہ کام نہیں دیسکتی۔ یہاں کوئی فرق نہیں۔ غریب اور امیر اور غلام اور
آزاد سب کیواسطے ایک ہی دسترخوان ہے کیونکہ یہہ ربانی فضل ہے جسکے سامھنے سب
برابر ہیں۔ غریب اور امیر کا تو کیا ذکر ہے شہنشاہوں اور بھیک مانگنیوالوں کے لئے
بھی ایک ہی دسترخوان ہے جس بھروسے سے شہنشاہ عشاء ربانی میں شریک
ہونے کو آتا ہے اُسی بھروسے سے غریب آدمی بھی آتا ہے بلکہ بسا اوقات غریب آدمی زیادہ
تر بھروسے سے آتا ہے ❊

اگسٹنوس اِس عید پر کہتا ہے **قولہٗ** ہم مسیح پر جو مصلوب ہوکر تیسرے دن جی
اُٹھا ایمان رکھیں تم یہہ بات اپنے دلوں میں جمائے رکھو اور زبان سے بھی اُسکا
اقرار کرو لیکن تمہارا ایمان شیطان کا سا ایمان نہ ہو بلکہ مسیحیوں کا سا ہو (یعقوب ۲-۱۹)

جو محبت کی آگ شیطان میں نہیں پائی جاتی اُس سے اپنے دلوں کو گرم کرو یہہ وہی
آگ ہے جس سے راہ میں دو شاگردوں کے دلوں میں جوش پیدا ہوا تھا کیونکہ جب انہوں
نے مسیح کو پہچانا اور وہ اُن سے غایب ہوگیا تو اُنہوں نے آپس میں کہا کہ جب وہ راہ
میں ہم سے باتیں کرتا اور ہمارے لئے کتابوں کا بھید کھولتا تھا تو کیا ہمارے دل میں اُس
وقت جوش پیدا نہ ہوا تھا (لوقا ۲۴-۳۲) یہہ آگ نہیں اوپر کو کھینچتی ہے آسمان کیطرف
اُٹھاتی ہے ہمکو کیسی ہی مشقتیں اُٹھانی پڑیں اور دشمن کیسا ہی [illegible] کے دل کو زمین کی
طرف کھینچے مگر محبت کا شعلہ اُسے خداتعالیٰ کی طرف کھینچتا ہے اُسکی مثال ایک جلتی ہوئی
مشعل کی سی ہے کہ خواہ تو اُسکو اپنے ہاتھہ میں سیدھی رکھے یا اُلٹی مگر اُسکا شعلہ اوپر
ہی کو جائیگا کیونکہ وہ اَور راہ نہیں جانتا اُوپر ہی کو چڑھنا جانتا ہے کسی کا دل گرم ہے
کسی کا ٹھنڈا۔ گرم دل والا ٹھنڈے دل والے میں گرمی پیدا کرتا ہے اور جسکے دل میں
گرمی کم ہو وہ اُسکے زیادہ ہوجانے کے لئے دعا مانگے کیونکہ جب ہم دل سے خداوند
سے کچھہ چاہتے ہیں تو وہ ہمکو فوراً دیتا ہے ❊

اور لیو اعظم کہتا ہے **قولہٗ** جس بات کا ہم زبان سے اقرار کرتے ہیں اگر اُسپر ایمان
بھی رکھتے ہیں تو ہم مسیح کے ساتھہ مصلوب ہوکر پھر جی اُٹھے ہیں (کلسی ۳-۱) اور
تاکہ ایمانداروں کو معلوم ہوجائے کہ وہ کس طرح دنیوی خواہشوں پر غلبہ پاکر آسمانی
دانش حاصل کرسکتے ہیں خداوند نے اپنی حضوری کا یہہ وعدہ کیا ہے دیکھو میں زمانے
کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھہ ہوں (متی ۲۸-۲۰) [illegible]

کے یہہ معنے ہیں خدا ہمارے ساتھہ اور وہ اِن معنوں کو پورا کرتا ہی۔ اگرچہ وہ آسمان پر سرفراز
ہی مگر پھر بھی وہ اُن کو نہیں چھوڑتا جو خدا کے لے پالک فرزند بنے ہیں۔ جو باپ کے
دہنے ہاتھہ بیٹھا ہی وہ کلیسیا کے ساتھہ بھی رہتا ہی۔ جو ہمکو جلال پانے کے لئے آسمان
پر بُلاتا ہی وہ ہمیں دنیا میں بھی صبر کی طاقت بخشتا ہی +

کُل ایام مسیح کے جی اُٹھنے کے روز سے روح القدس کے نزول کے روز تک
ایک عید سمجھے جاتے تھے اور اُن میں نجات دہندہ کے اُن کاموں کی یادگاری
کیجاتی تھی جو وہ عروج کی حالت میں آدمیوں کے لئے برابر کرتا رہتا ہی اور جب تک وہ
اُسکے عروج میں پوری شرکت حاصل نکرینگے برابر کرتا رہیگا۔ اِن ایام میں مسیحی اِس بات
کو یاد کرکے کہ مسیح نے گری ہوئی اِنسانیت کو دوبارہ آسمان پر بلند کیا ہی کھڑے ہوکر
دعا مانگا کرتے تھے اور روزہ نہ رکھا جاتا تھا اور گرجاؤں میں خدا کی حمد و ستایش کے کلمات
سے گونجتی رہتی تھیں اور پرستش کے وقت رسولوں کے اعمال پڑھے جاتے تھے جنمیں
مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کی روشن شہادت مندرج ہی کیونکہ اُن سے واضح ہوتا ہی
کہ رسول جنکو یہہ خیال تھا کہ مسیح دنیوی جاہ و جلال کے ساتھہ ظاہر ہوگا اور جنکی اُمیدیں
مسیح کے مصلوب ہوتے ہی یکبارگی جاتی رہی تھیں وہی مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد
بدل گئے اور بڑی دلجمعی اور جرأت سے انجیل کی منادی کرنے لگے رسولوں کی حالت
میں ایسی تبدیلی کے واقع ہونے سے مسیح کا جی اُٹھنا کامل طور پر ثابت ہوتا ہی کیونکہ اگر
مسیح جو بظاہر کمزوری کی حالت میں مصلوب ہوا تھا پھر جی نہ اُٹھتا اور اپنے کو رسولوں پر

اور رسولوں کے وسیلے سے اوروں پر ظاہر نکرتا کہ اُن کو اُسکے زندہ ہونے
اور جلال پانے کا کامل یقین ہوجاتا تو اُن میں ایسی تبدیلی ہرگز نہ ہوسکتی۔ آگستوس
کہتا ہی قولہٗ چونکہ ہماری زندگی کے دو حصے ہیں ایک وہ جو دنیا کی آزمایشوں اور
تکلیفوں میں گذرتا ہی دوسرا وہ جو عاقبت کے امن اور خوشی کے حاصل ہونے پر شروع
ہوتا ہی اِسکے موافق اِس عید کے ایام بھی دو حصوں پر منقسم ہوئے ہیں ایک مسیح کے
جی اُٹھنے کی عید کے ماقبل۔ دوسرا اُسکے مابعد پہلا دنیوی زندگی کی دشواری ظاہر کرتا
ہی۔ دوسرا عاقبت کی خوشحالی۔ اِسلئے پہلا حصہ روزے اور دعا میں صرف کیا جاتا ہی
اور دوسرا روزے کی جگہہ خدا کی حمد و ثنا میں۔ ہمکو اپنی زندگی کے دونوں حصے خداوند
میں پہلے ہی سے بطور تشبیہہ کے دکھائے گئے ہیں کیونکہ خداوند کا دُکھہ اُٹھانا ہماری
دنیوی زندگی سے جو سختی اور اذیت میں گذرتی ہی مشابہت رکھتا ہی اور اُسکا جی اُٹھنا
اور جلال پانا ہماری عاقبت کی زندگی سے +

جو پچاس روز مسیح کے جی اُٹھنے اور روح القدس کے نزول کی عیدوں کے
مابین گذرتے تھے اُن میں مسیحی دو باتوں پر خاصکر توجہ کرتے تھے اول مسیح کے صعود
پر جس سے اِنسانیت آسمانی جلال پر سرفراز ہوئی اور جو نمونہ اُس جلال کا ہی جس کے
پانے کی ایماندار اُمید رکھتے ہیں کیونکہ مسیح اُنکا سر ہی اور وہ اپنے اعضا کو اپنے پاس لائیگا
اور دویم روح القدس کے نزول پر جو مسیح کے جلال پانے کا عمدہ نتیجہ اور ثبوت ہی اور اِس
بات کا بھی نشان ہی کہ جو لوگ مسیح پر ایمان رکھتے ہیں وہ روح القدس سے معمور ہونگے

اور اُس کی تاثیر سے روز بروز زیادہ تر خداوند کے ہمشکل ہوتے جائینگے اور جلال پر جلال
پاتے جائینگے جب تک کہ اُن کو خداوند کی پوری مشابہت اور قربت حاصل نہوگی۔ اگستوس
نے صعود کی عید پر ایک نصیحت میں کہا قولہٗ خداوند کا جی اُٹھنا ہماری اُمید ہی اور اُسکا
آسمان پر چڑھنا ہمارا اجلال ہی۔ اگر ہم صعود کی عید دینداری اور پاکیزگی سے لایق طور پر
منانی چاہیں تو ہمکو اُسکے ساتھہ باطن میں صعود کرنا اور اپنے دل آسمان پر لگانے
چاہئیں لیکن پھر بھی ہم اپنے کو بڑا نہ سمجھیں اور اپنی نیکی پر بھروسا نہ کریں بلکہ ہمارے
دل خداوند کے ساتھہ آسمان پر ہونے چاہئیں انتہی۔ اور وہ ایک اَور نصیحت میں کہتا ہی
قولہٗ آج کے دن ہمارے خداوند یسوع مسیح نے آسمان پر صعود کیا پس ہمارے دل
بھی اُسکے پاس صعود کریں کیونکہ جسطرح وہ اگرچہ آسمان پر ہی مگر ہم سے دور نہیں اِسیطرح
ہم بھی اگرچہ زمین پر ہیں اور اب تک آسمانی جلال ہمکو نہیں ملا مگر پھر بھی اُسکے ساتھہ
ہیں۔ جو آسمان سے اُتر آیا وہ ہمکو آسمان کے دینے سے دریغ نہیں کرتا بلکہ کہتا ہی کہ اگر
تم آسمان پر چڑھنا چاہتے ہو تو میرے اعضا رہجاؤ۔ پس ہم اپنے کو اِس دعوت کے لائق
بنائیں اور آسمان پر جانے کے آرزومند ہوں اور ہمیشہ دنیا میں یہہ خیال رکھیں کہ
ہم آسمان کے وارث ہیں ✤

مسیح جو آدمیوں کا پہلا پھل ہی اُس میں ساری اِنسانیت پاک اور مبارک بنی
خرسیوستم کی دلکش نصیحت جو اُس نے صعود کے دِن کی اِس پُر مغز اور معنی خیز خیال سے
سراپا بھری ہوئی ہی قولہٗ مسیح ہماری ذات کا پہلا پھل باپ کے پاس لیگیا اور باپ

نذر کرنے والے کے مرتبے اور نذر کی پاکیزگی سے ایسا خوش ہوا کہ اُس نے اپنے ہاتھہ
سے اُسے قبول کیا اور یہہ کہکر کہ تو میرے دہنے ہاتھہ بیٹھ اپنے پاس بٹھا لیا خداوند
نے کون سی ذات سے کہا کہ تو میرے دہنے ہاتھہ بیٹھ اُسی سے جس سے ایک
مرتبہ یہہ کہا گیا تھا تو خاک ہی اور پھر خاک میں جائیگا اور اپنے کہتا ہی ہم روحانی خوشی
اور شکرگذاری میں مشغول رہیں اور اپنی روح کی کھلی ہوئی آنکھیں اُس بلندی پر
لگائیں جہاں مسیح ہی۔ جن کی دعوت آسمان کی طرف سے ہوتی ہی وہ اپنے تئیں
دنیوی خواہشوں میں نہیں دبنے دیتے۔ جس محبت کی راہ سے مسیح اُتر کر ہمارے
پاس آیا اُسی راہ سے ہم اُسکے پاس چڑھ سکتے ہیں ✤

مشرقی کلیسیا میں مسیح کے جی اُٹھنے کی عید سے لیکر روح القدس کی عید کے
آخر تک رسولوں کے اعمال گرجاؤں میں پڑھے جاتے تھے اور خرسیوستم نے ایک دلچسپ
وعظ میں اِس دستور کی وجہ بیان کی قولہٗ رسولوں کے معجزے مسیح کی قیامت کا ثبوت
ہیں اِسواسطے ہمارے بزرگوں نے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ خدا کی کتاب کے جس حصے
سے خداوند کی قیامت بالخصوص مستند ٹھہرتی ہی وہ مسیح کے جی اُٹھنے کی عید پر پڑھا
جاوے تو نے اپنی جسمانی آنکھوں سے مسیح کا جی اُٹھنا نہیں دیکھا مگر تو اُسکو ایمان کی
آنکھہ سے دیکھتا ہی کیونکہ رسولوں کے معجزوں کی شہادت سے تیرے دل میں اُسکا
کامل یقین پیدا ہوتا ہی ✤

خرسیوستم نے روح القدس کے نزول کی عید پر یہہ کہا قولہٗ اگرچہ پہلے بھی بہت

سی برکتیں آسمان سے نازل ہوئیں لیکن جس برکت کی ہم آج کے دن یادگاری کرتے ہیں ویسی کبھی نازل نہیں ہوئی۔ خدا نے مَن برسایا اور آسمانی غلہ بخشا (زبور ۷۸۔ ۲۴) پھر خداوند کی طرف سے آگ نازل ہوئی جس نے گمراہ یہودیوں کے دلونکو پھیرا اور قربانگاہ کی سوختنی قربانی جلادی (۱ سلاطین ۱۸۔ ۳۸) اور جب سب مجھو کھہ پیاس میں تڑپ رہے تھے مینہہ برسا اور بڑی خوشی ہوئی یہہ بھی بڑی بخشش تھی لیکن آج کے دن کا واقعہ اِس سے بھی بڑھکر ہی کیونکہ آج کے دن مَن یا آگ یا مینہہ نہیں بلکہ روح القدس کے فضل کی بڑی بخششیں عالم پر برسیں۔ آج کے دِن پانی کی ندیاں زمین کے زرخیز کرنے کو نہیں بلکہ وہ ندیاں جاری ہوئیں جو انسانیت پر ایسا اثر کرتی ہیں کہ جو لوگ اُس میں پاکیزگی کا بیج بوتے ہیں اُن کے واسطے وہ پھل پیدا کرتی ہی۔ جن لوگوں نے اِس آسمانی پھوار کے چند قطرے پائے اُن کی خاصیت فوراً بدل گئی اور دنیا یکبارگی فرشتوں سے بھر گئی نہ آسمان کے فرشتوں سے بلکہ اُن سے جو انسانی جسم میں آسمانی فرشتوں کی پاک زندگی دکھاتے تھے کیونکہ آسمان سے فرشتے نہیں اُترے بلکہ اِس سے بھی عجیب تر واقعہ ظہور میں آیا کہ دنیا میں آدمیوں نے فرشتوں کی سی پاکیزگی اور خصلت پائی۔ وہی مصنف کہتا ہی قولہٗ مسیح کے صعود پر دس دِن نہ گذرے تھے کہ اُس نے فضل کی روحانی بخششیں تحفوں کے طور پر ہمکو بخشیں تاکہ کسی کو اِس امر میں شُبہ نہ رہے کہ مسیح نے باپ سے ہمارا ملاپ کرایا ہی جسطرح دشمنوں میں باہم ملاپ ہونے پر تُحفے تحایف بھیجے جاتے ہیں اِسیطرح ہم بھی ایمان اور اطاعت کے تُحفے پیش کرتے

ہیں اور فضل اور راستبازی کے تحفے پاتے ہیں انتہیٰ۔ جو نفسانی آدمی معجزوں کے نہ دیکھنے کے سبب روح القدس کی تاثیر کے منکر تھے جبکہ اُن کو اپنے دلوں میں تجربہ نہ ہوا تھا اُن کے سامھنے خرِیسوستُم نے ایسی دلیلیں پیش کیں جنسے ثابت ہوتا ہی کہ روح القدس کلیسیا پر برابر اثر کرتا رہتا ہی قولہٗ روح القدس کے بغیر گناہونکی مغفرت نہیں روح القدس کے بغیر ہم یسوع کو خداوند نہیں کہہ سکتے (۱ قرنتی ۱۲۔ ۳) روح القدس کے بغیر ہم خدا کو باپ کے لقب سے نہیں پُکار سکتے۔ پس اگر تو خدا کو اپنا باپ کہتا ہی تو یاد رکھہ کہ یہہ روح القدس ہی کی تاثیر ہی جس نے تجھے خدا کو اِس نام سے پُکارنے کے لایق بنایا ہی اگر روح القدس نہ ہوتا تو کلیسیا میں حکمت اور علم کی بخششیں بھی نہ ہوتیں (پہلا قرنتی ۱۲ باب) اگر روح القدس نہ ہوتا تو کلیسیا میں چرواہے اور تعلیم دینیوالے بھی نہ ہوتے اور عشاءِ ربانی بھی ادا نہ ہوسکتی کیونکہ اگرچہ آدمی ظاہری رسوم ادا کرتے ہیں مگر ہر شی روح القدس ہی کی تاثیر پر منحصر ہی اگر روح القدس نہ ہوتا تو کلیسیا برقرار نہ رہتی لیکن کلیسیا برقرار ہی پس یہہ دلیل روح کی حضوری کی ہی۔ اِسیطرح اگستنوس نے روح القدس کے نزول کی عید پر ایک وعظ میں کہا قولہٗ میرے بھائیو کیا اب روح القدس ہمکو کچھہ نہ دیگا۔ ایسی بات کا کہنیوالا کسی شی کے پانے کے لایق نہیں۔ اگر تم روح القدس پانا چاہتے ہو تو سوچو کہ روح جسم میں کیا کرتی ہی۔ وہی آنکھوں کے وسیلے دیکھتی ہی۔ وہی کانوں کے وسیلے سُنتی ہی وہی زبان کے وسیلے بولتی ہی وہی ہاتھوں سے کام کرتی ہی غرضکہ وہی سب اعضا کی جان ہی اور ہر عضو کو اُسی سے اپنا کام کرنے کی

طاقت حاصل ہوتی ہی۔ ہر عضو کا کام جُدا جُدا ہی لیکن جو حیات سب میں مشترک ہی وہ ایک ہی۔ پس خدا کی کلیسیا کی بھی یہی کیفیت ہی کہ اُس میں بعض آدمی معجزے کرتے ہیں اور بعض حق ظاہر کرتے ہیں۔ بعض کنوارپن کی پاکیزگی پر قایم رہتے ہیں۔ بعض پاک نکاح کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر کام کرتا ہی لیکن پھر بھی سب اُسی ایک حیات میں شریک ہیں۔ جو نسبت روح کو جسم سے ہی وہی روح القدس کو کلیسیا سے ہی جو مسیح کا بدن ہی۔ روح جو کچھ ایک جسم کے سارے اعضا کیواسطے کرتی ہی وہی روح القدس کُل کلیسیا کیواسطے کرتا ہی ÷

نواں باب

بپتسما اور عشاء ربانی اور مسیحیوں کے باہمی اتحاد کے بیان میں

کلیسیا کے پہلے زمانے میں صرف بالغوں کو بپتسما دیا جاتا تھا جو اپنی مرضی اور خوشی سے اُس میں شامل ہوتے تھے مگر جب کلیسیا کی بنیاد ایکبار قایم ہوگئی تو بچوں کو بپتسما دینا بھی جاری ہوا کیونکہ یہہ خیال کیا گیا کہ جو شخص مسیحی خاندان میں پیدا ہوتا ہی وہ مشرکوں کی طرح مسیحی دین کا علم حاصل نہیں کرتا بلکہ شروع ہی سے مسیحوں کی صحبت کے پاک اثر سے بہرہ یاب ہوتا ہی اور مسیحی تربیت پاتا ہی۔ نئی پیدایش اُس میں کسی خاص وقت پر دفعتاً نہیں بلکہ رفتہ رفتہ واقع ہوتی ہی جس وقت سے اُسکو ہوش آنا شروع ہوتا ہی اُسی وقت سے نئی پیدایش بھی اپنی تاثیر شروع کرتی ہی ÷

لیکن جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں اُس میں کئی باتیں بچوں کے بپتسما پانے کی حارج تھیں۔ اکثر آدمی مدت تک بیخیالی سے شرک اور مسیحی دین کے درمیان ایک مذبذب حالت میں رہتے تھے اور جب تک کوئی سخت حادثہ واقع نہ ہوتا تھا وہ بپتسما نہ پاتے تھے اکثر اوقات اُن کی تاخیر کی یہہ وجہ ہوتی تھی کہ وہ دنیوی مزے اُڑانے کی فرصت چاہتے تھے کیونکہ اُن کے دلوں میں یہہ باطل خیال جما ہوا تھا کہ ہم کیسے ہی

گناہ کریں لیکن اگر ہم مرنے سے پہلے بپتسما پائینگے تو یکبارگی پاک بنکر حیات ابدی میں داخل ہو جائینگے۔ ظاہر ہی کہ یہہ لوگ بپتسما پانے میں صرف اِسلئے دیر کرتے تھے کہ اُنپر نفسانی خواہشیں غالب تھیں ؞

لیکن بہت سے دیندار آدمی بھی غلط فہمی سے بچّوں کو بپتسما دلانے میں تامل کرتے تھے کیونکہ وہ اندیشہ کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو بچّے اپنی ناتوانی کے سبب بپتسما کی نعمت کو ضایع کر دیں اسواسطے گرگیری نزیانزن نے ایک نصیحت میں کہا **قولہٗ** اگر تو بچّہ رکھتا ہی تو بدی کو فرصت نہ دے بلکہ شروع ہی سے اُسکو پاک بنا اور روح القدس کی نذر کر۔ کیا تو تنگدل اور ڈرپوک ماں کی طرح بشریت کی کمزوری کے خیال سے بپتسما کی مُہر لگانے میں تامل کرتا ہی۔ دیکھہ کہ حنّا نے اپنے لڑکے کو اُسکے پیدا ہونے سے بھی پہلے خدا کی نذر کیا تھا اور جب وہ پیدا ہوا تو اُس سے ایسی طرح پیش آئی جسطرح کاہنوں کے ساتھہ پیش آتے ہیں اور کاہن ہی کے لباس میں اُسکی پرورش کی کیونکہ وہ بشریت کی کمزوری سے اندیشہ نہ کرتی تھی بلکہ خدا پر بھروسا رکھتی تھی انتہی۔ جو لوگ انطاکیہ کی کلیسیا میں بپتسما لینے کو طیار ہوتے تھے اُن کے حق میں اِس غرض سے دعا مانگی جاتی تھی کہ اُن کی اصلی روحانی ضروریات اُنپر ظاہر ہوں اور اُن کے دلوں میں نورِ معرفت کا اِشتیاق پیدا ہو جسکے بغیر حق کی معرفت حاصل ہونی محال ہی۔ اِس دعا کا یہہ مضمون تھا کہ خدائے رحیم اُن کی دعائیں سُننے اور اُن کے باطن کی آنکھیں کھولے تاکہ جو چیزیں نہ کسی آنکھہ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سُنیں اُنکی فہم میں آجائیں

اُن پر حق ظاہر کرے۔ اُن کے دلوں میں اپنے خوف کا بیج بوئے۔ اُن کی روحوں کو حق پر مستقل کرے۔ انجیل جو راستبازی کی بخشنے والی ہی اُسکے مطالب اُنپر کھولے۔ دینداری کا مزاج۔ عقل سلیم۔ نیک زندگی اُن کو بخشے تاکہ وہ ہمیشہ خدا کی مرضی پر چلیں اور شب و روز اُس کی شریعت میں لگے رہیں۔ ہر قسم کی بُرائی اور شیطانی کاموں اور شیطان کی ترغیبوں سے اُن کو بچائے۔ وقت پر نئی پیدائش۔ گناہوں کی معافی ربانی حیات کا غیر فانی لباس اُن کو عطا فرماوے۔ اُن کی آمد و رفت اور اُن کے کُنبے والوں اور نوکروں پر برکت نازل کرے۔ اُن کی اولاد کو بڑھائے۔ اُنہیں برکت دے۔ پوری عمر بخشے دانش عطا فرماوے اور ایسا کرے کہ جو کچھہ اُن کو پیش آئے اُن کے حق میں بھلائی ہو جائے۔ اِس دعا کے وقت بپتسما پانیوالے اپنے گھٹنے ٹیکے رہتے تھے اور دعا کے بعد اُن سے کہا جاتا تھا کہ کھڑے ہو کر آپ اپنے حق میں یہہ دُعا مانگو کہ سلامتی کا فرشتہ ہر دم ساتھہ رہے۔ ہر حال میں سلامتی حاصل ہو۔ آج کا دن سلامتی سے گذرے۔ ساری زندگی سلامتی سے گذرے۔ مسیحی خاتمہ میسر ہو۔ اور آخر میں کہا جاتا تھا کہ اپنے کو زندہ خدا اور مسیح کے سپرد کرو ؞

جسطرح روح کی نئی پیدائش جسکے بغیر کوئی شخص آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا اَور شی ہی اور بپتسما جو اُسکا آلہ اور نشان ہی اَور شی ہی اسیطرح عشاء ربانی کی جسمانی شرکت اَور شی ہی اور روحانی شرکت اَور شی۔ اور مسیح نے اِسی روحانی شرکت کی طرف اشارہ کرکے اپنے کو آسمان سے اُتری ہوئی روٹی اور زندگی کی روٹی کہا اور

یہہ فرمایا جسطرح سے زندہ باپ نے مجھے بھیجا اور میں باپ سے زندہ ہوں اسیطرح وہ
بھی جو مجھے کھاتا ہی مجھہ سے زندہ ہوگا (یوحنا ۶-۵۷) یہہ روحانی شرکت صرف کسی
خاص وقت پر نہیں بلکہ زندگی بھر مسیحیوں کو حاصل رہتی ہی کیونکہ وہ نجات دہندہ کی
طرف ہمیشہ رجوع کرتے ہیں اور اُس میں حیات کے طالب ہوتے ہیں۔ اور اُنکو چاہیے
کہ اِس روحانی شرکت کو ہمیشہ تازہ کرتے رہیں اگستنوس اسی روحانی شرکت کے باب
میں کہتا ہی **قولہٗ** اوّل قیامت وہ ہی جو روح کو دنیا میں حاصل ہوتی ہی جسکے ذریعہ سے
اِنسان ایمان لاتا ہی۔ اور نئی زندگی میں داخل ہوتا ہی۔ روح کی روٹی سے روح کا بھوکھا
ہونا بھی لازم آتا ہی اسواسطے مسیح نے فرمایا ہی مبارک وے جو راستبازی کے بھوکھے
اور پیاسے ہیں کیونکہ وے سیر ہونگے مگر رسول پولوس بتاتا ہی کہ مسیح ہمارے لئے خدا
کی طرف سے راستبازی ہی (پہلا قرنتی ۱-۳) پس جو اِس روٹی کا بھوکھا ہی وہی راستبازی
کا بھی بھوکھا ہی لیکن یہہ وہ راستبازی نہیں جو انسان اپنے لئے آپ پیدا کرتا ہی بلکہ
وہ راستبازی ہی جو خدا کی طرف سے ملتی ہی مسیح پر ایمان لانا گویا زندگی کی روٹی کھانا ہی
جو کوئی اُسپر ایمان لاتا ہی اُسکو کھاتا ہی اور نادیدہ طور پر سیر ہوتا ہی کیونکہ نادیدہ طور پر
نیا تولد پاتا ہی اور اُسکے باطن کی حالت بدلتی ہی اور جسقدر اُسکا باطن بدلتا ہی اُس کو
زیادہ سیری حاصل ہوتی ہی جو شخص یہہ آرزو اور خواہش رکھتا ہی اور دنیا کے جنگل
میں اپنے باپ کے مُلک میں پہنچنے کو تڑپتا ہی وہ میرے کلام کے معنے سمجھیگا نہ کہ وہ
شخص جو بے پرواہی مسیح نے فرمایا جو مجھہ پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہی

(یوحنا ۶-۴۷) پس جو زندگی کا مشتاق ہی وہ جان سکتا ہی کہ زندگی کہاں مل سکتی ہی اور
وہ ایمان کے وسیلے سے مسیح میں شامل ہوتا ہی اور زندگی پاتا ہی نہتی۔ سب روشندل مسیحی
اِسبات پر ضرور اتفاق کرتے ہیں کہ عشاء ربانی کی ظاہری شرکت روحانی شرکت کے
بغیر کچھہ فایدہ نہیں بخشتی چنانچہ اگستنوس اِس آیت کے بیان میں یہہ وہ روٹی ہی جو
آسمان سے اُترتی ہی تاکہ آدمی اُسے کھا کر نہ مرے کہتا ہی **قولہٗ** یہہ بات عشاء ربانی
کی ظاہری علامات سے نہیں بلکہ اُسکے اصلی منشا اور قوت سے علاقہ رکھتی ہی اِس
سے ظاہری شے مراد نہیں بلکہ باطنی شے مراد ہی۔ نہ وہ جس سے زبان لذت پاتی ہی بلکہ وہ
جس کی لذت روح کو حاصل ہوتی ہی ❊

اگرچہ حقیقی مسیحیوں میں مذکورہ بالا روحانی شرکت کی ضرورت کے باب میں بحث
نہ ہوسکتی تھی مگر وہ اِس باب میں متفق نہ تھے کہ عشاء ربانی کی ظاہری رسم کتنی بار
عمل میں لانی چاہیئے۔ بعض خیال کرتے تھے کہ چونکہ مسیحیونکو ہمیشہ نجات دہندہ سے
ملا رہنا چاہیئے اِسلئے عشاء ربانی بھی روزمرہ عمل میں لانا ضرور ہی تاکہ مسیح کے ساتھہ
روحانی طور پر ملے رہنے میں مدد ملے لیکن اَور لوگوں کا یہہ خیال تھا کہ مسیحیوں کو عشاء
ربانی کے لئے خاص طور پر طیار ہونا چاہیئے اور اِس میں شریک ہونے سے پہلے مجمعی
کے ساتھہ اپنے ایمان اور اپنے افعال کا امتحان کرنا چاہیئے اور چونکہ دنیوی کاروبار
کے سبب روزمرہ اِسقدر فرصت نہیں ہوسکتی اسواسطے صرف خاص خاص وقتوں پر
عشاء ربانی میں شریک ہونا چاہیئے۔ پہلی رائے نے مشرقی ممالک کی کلیسیا میں اور

دوسری نے مغربی ممالک کی کلیسیا میں غلبہ پایا۔ اس اختلاف کی نسبت گستنوس
نے یہہ رائے ظاہر کی **قولہٗ** غالبًا اُن شخصوں کی راے نہایت صایب تھی جنہوں نے
یہہ صلاح دی کہ سب سے پہلے آپس میں اتحاد بڑھانا چاہئے اور پھر ہر شخص کو دینداری
کے ساتھہ وہ بات کرنی چاہئے جو اُس کی رائے میں مناسب ہو کیونکہ فریقین میں
سے کوئی فریق عشاء ربانی کی تعظیم میں کوتاہی نہیں کرتا بلکہ وہ خداوند کی تعظیم میں
ایک دوسرے پر سبقت لیجانا چاہتے ہیں۔ **زکی** اور **صوبہ دار** کو دیکھو کہ اُنہوں نے
آپس میں تنازع نکیا اور نہ اُن میں سے کسی نے اپنے کو دوسرے پر فضیلت دی۔
حالانکہ ایک نے خوشی سے خداوند کو گھر میں قبول کیا (لوقا ۱۹-۹) اور دوسرے نے

اُسکے خلاف یہہ کہا ای خداوند میں اِس لائق نہیں کہ تو میری چھت تلے آئے (متی
۸-۸) اِن دونوں نے خداوند کی تعظیم کی لیکن مختلف طور پر۔ دونوں اپنے گناہونکے
سبب بے چین تھے اور دونوں نے رحمت پائی ✣

لیکن مشرقی ممالک کی کلیسیاؤں میں بھی اکثر آدمی بہت کم بلکہ سال میں صرف
ایکبار عشاء ربانی میں شامل ہوتے تھے اور اِن لوگوں کے شامل نہ ہونے کی یہہ وجہ
نہ تھی کہ اِس پاک رسم کی از حد تعظیم کرتے تھے یا اپنے کو اُس میں شامل ہونے کے
لایق نہ سمجھتے تھے بلکہ یہہ وجہ تھی کہ وہ دین کی طرف سے بے پروا اور روح کی طرف
سے بیفکر تھے۔ یہہ وہی نام کے مسیحی تھے جنکا اُوپر ذکر ہو چکا ہے اور جب یہہ لوگ مسیح کے
جی اُٹھنے کی عید پر سال میں ایکبار عشاء ربانی میں شریک ہوتے تھے تو اُس وقت

بھی اُسکے لئے کچھہ زیادہ طیار نہ ہوتے تھے۔ چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ روزے کے دنوں
میں کھانے پینے کی روک ہی کافی طیاری ہے پس وہ اپنے گناہوں سے توبہ نکرتے
تھے اور نہ آیندہ خداوند کی پوری پوری اطاعت کے بجالانیکا ارادہ کرتے تھے۔ اگر وہ
اِسطرح طیار ہوکر عشاء ربانی میں شامل ہوتے تو اِس پاک دستور کی مبارک تاثیریں
اُن کی آیندہ زندگی میں ضرور نمایاں ہوتیں۔ خریسوستم کہتا ہے **قولہٗ** بہت سے آدمی سال
میں صرف ایک مرتبے اور بعض اوقات دو مرتبے اور بہت سے آدمی زیادہ مرتبے عشاء
ربانی میں شامل ہوتے ہیں لیکن کم یا زیادہ مرتبے شامل ہونے سے کوئی شخص بہتر
نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ بہتر اُنہیں کو سمجھنا چاہئے جو ایمانداری اور دل کی صفائی اور خلوص
سے عشاء ربانی میں شامل ہوتے ہیں ایسے لوگ عشاء ربانی میں ہر وقت شامل ہو سکتے
ہیں اور جو ایسے نہیں وہ کسی وقت بھی اُس میں شامل نہیں ہو سکتے بلکہ اُنکا شامل ہونا
اُلٹا اُن کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے اگر تو سال کے ختم ہونے پر عشاء ربانی میں شامل
ہونیکو آتا ہے تو مجھے بتا کہ کیا تو یقین کرتا ہے کہ روزے کے چالیس دن تیرے سال بھر
کے گناہوں کے دور کرنیکو کافی ہونگے اور ایک ہفتہ بھی نہیں گذرنے پاتا کہ تو اپنا
پہلا طریق پھر اختیار کر لیتا ہے۔ پس ذرا بتا تو سہی کہ اگر تو مدت تک بیمار رہکر چالیس روز
تندرست رہے اور پھر بد پرہیزی کرے تو کیا تیرا پہلا پرہیز رایگاں نہ جائیگا ✣

عشاء ربانی کی نماز کی ترتیب میں اِس پاک رسم کا اصلی منشا مد نظر رکھا گیا تھا
اور وہ یہہ تھا کہ ایمانداروں کو مسیح سے زیادہ اتحاد ہو اور اُن کے دلوں میں آپس کی

محبت اور آسمانی چیزوں کا شوق بڑھے چنانچہ عشاء ربانی سے پہلے آپس میں ایکدوسرے کو برادرانہ بوسہ دیا جاتا تھا اور پھر حاضرین سے سوال کیا جاتا تھا کہ کسی کو کسی سے شکایت تو نہیں ـ کوئی یا کاری سے تو یہاں نہیں آیا ـ پھر اُسقف کہتا تھا کہ اپنے دل رجوع کرو اور جماعت جواب دیتی تھی کہ ہم نے اپنے دل خداوند کی طرف رجوع کئے عشا کی تقسیم سے پہلے یہہ پُرمغز کلمات اِستعمال کئے جاتے تھے پاک پاک کو یعنے پاک شے پاکوں ہی کو ملسکتی ہی اور جماعت اِسبات کے ظاہر کرنیکو کہ ایک کے سوا درحقیقت کوئی پاک نہیں اور سب اُس سے پاک ہو سکتے ہیں یہہ جواب دیتے تھے کہ ایک ہی پاک ہی ـ خداوند ہی پاک ہی یسوع مسیح ہی پاک ہی ـ اگستنوس نے اُن لوگوں کے سامھنے جنہوں نے حال میں بپتسما پایا تھا اِس نماز کا یہہ بیان کیا قولہٗ دعا کے بعد سب سے پہلے یہہ ہدایت کیجاتی ہی کہ تم کو اپنے دل آسمان پر لگانے چاہئیں اور مسیح کے اعضا کو ایسا ہی کرنا مناسب ہی کیونکہ اگر تم مسیح کے اعضا بنگئے ہو تو ضرور جانتے ہو کہ تمہارا سر کہاں ہی تم نے ابھی اپنے عقیدے کے اِقرار میں کہا ہی کہ وہ تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا ـ آسمان پر چڑھ گیا اور خدا باپ قادر مطلق کے دہنے ہاتھہ بیٹھا ہی پس تمہارا سر آسمان پر ہی اسیواسطے جب تم سے کہا جاتا ہی کہ اپنا دل آسمان پر لگاؤ تو تم جواب دیتے ہو کہ ہمارا دل خداوند کے ساتھہ آسمان پر لگا ہوا ہی اور پھر اِس خیال سے کہ آسمان میں اپنے دل کے ہونے کو تم اپنی قوت یا نیکی یا کوشش کی طرف منسوب نکرو بلکہ اُسے خدا کی طرف منسوب کرو اور اُس کی بخشش سمجھو ـ اُسقف کہتا ہی کہ ہم اپنے خداوند کا شکر کریں یعنے اپنے دل کے آسمان پر

ہونے کے لئے اپنے خداوند خدا کا شکر کریں کیونکہ اگر وہ فضل نہ بخشتا تو ہمارے دل زمین ہی پر لگے رہتے اور تم اِس کی تصدیق کرتے ہو کیونکہ یہہ جواب دیتے ہو کہ یہہ نہایت مناسب اور درست ہی کہ ہم اُسکا شکر بجا لائیں جسنے ہمکو ایسی نعمت بخشی ہی کہ ہمارے دل ہمارے سر کے ساتھہ آسمان میں رہیں اور تقدیس کے کلمات کے بعد خداوند کی دعا پڑھی جاتی ہی جو اِس امر کا نشان ہی کہ ہمکو قربانی کے طور پر اپنے کو خداوند کی نذر کرنا چاہئے اور پھر یہہ کہا جاتا ہی کہ تمکو سلامتی حاصل رہے اور مسیحی ایکدوسرے کو برادرانہ محبت کا پاک بوسہ دیتے ہیں یہہ سلامتی کا نشان ہی اسلئے کہ جو کچھہ بظاہر عمل میں لایا جاتا ہی وہی باطن میں بھی ہوتا ہی کیونکہ جسطرح تیرے لب تیرے بھائی کے لب سے ملتے ہیں اُسیطرح تیرا دل اُسکے دل سے ملتا ہی پھر تو عشاء ربانی کی نہایت متبرک چیزیں دیکھتا ہی گو یہہ ظاہری علامتیں فانی ہیں مگر جن چیزوں کی یہہ علامتیں ہیں وہ غیر فانی ہیں جب تم اُن کو لو تو اِس بات کا دل میں خیال کرو کہ تم مسیح کے اعضا ہو اور باطن میں اُس سے ملے ہوئے ہو اور تمہارے دل آسمان پر ہیں ـ تم دنیوی چیزوں کی اُمید نرکھو بلکہ آسمانی چیزوں کی اُمید رکھو ـ خدا پر مضبوط ایمان رکھو کیونکہ جن چیزوں پر تم ایمان رکھتے ہو اُن کو نہیں دیکھتے مگر عاقبت میں اُن کو دیکھوگے اور اُسوقت تمکو بے انتہا خوشی حاصل ہوگی ٭

بہت سے آدمی جو اِس دلکش نماز کے اِستعمال میں لانے کے عادی ہوگئے تھے بظاہر اُس میں شامل ہوتے تھے مگر دل نہ لگاتے تھے اسیواسطے اُس میں شامل ہونا

اُن کو کچھہ فایدہ نہ بخشتا تھا چنانچہ خرِیسوسِتم افسوس کے ساتھہ ظاہر کرتا ہی کہ مسیحیوں میں
وہ برادرانہ محبت بہت کم پائی جاتی تھی جسکی ترقی عشاءِ ربانی سے ہونی چاہیئے تھی
کیونکہ اُس سے اعضا اپنے سر سے اور ایک دوسرے سے باہم پیوستہ ہوتے ہیں
چنانچہ وہ ایک نصیحت متعلقہ افرنتی ۱۱-۲۰-۲۷ میں کہتا ہی **قولہٗ** تو نے اپنے خداوند کے
خون سے پیا ہی (یعنے تو عشاءِ ربانی میں شریک ہوا ہی) اور پھر بھی اپنے بھائی کو نہیں
پہچانتا اگر پہلے اُسکا جاننا تجھہ کو پسند نہ تھا تو جب وہ تیرے ساتھہ اُسی پاک دسترخوان
پر آیا اُسوقت تو تجھے اُس سے واقف ہو جانا چاہیئے تھا کیا تو اِس بات پر غور نہیں کرتا کہ
تو اصل میں کیا تھا اور اب کیا ہو گیا ہی کیا تجھے خیال نہیں کہ اگر اِس شخص کے پاس روپیہ
پیسا کم ہی تو تیرے پاس نیک اعمال اُس سے بھی زیادہ کم تھے مگر باوجود تیرے گناہوں
کے حد سے زیادہ ہونے کے خدا نے تجھے اُن سے چھڑایا اور اِس دسترخوانکی عزت
بخشی ہم سب کو جو غریبوں کے ساتھہ اِس پاک دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں اور جب
یہاں سے جاتے ہیں تو اُن سے غیروں کی طرح پیش آتے ہیں اُوپر کی بات پر غور کرنا
چاہیئے۔ اور وہی خرِیسوسِتم پہلے زمانے کے مسیحیوں کی برادرانہ محبت کو افسوس کے
ساتھہ یاد کر کے کہتا ہی **قولہٗ** جو شخص جماعت سے خارج ہوتا تھا اُسکی حالت ایک کٹے
ہوئے عضو کی مانند ہو جاتی تھی اور یہہ حالت نہایت ہیبت ناک معلوم ہوتی تھی کیونکہ
مسیحی بھائیوں میں شامل رہنا بڑی نعمت سمجھا جاتا تھا اِسلئے کہ اُس زمانے میں ہر ایک
کلیسیا کے لوگ ایک کُنبے کے آدمیوں کی طرح اپنے آسمانی باپ کی سرپرستی میں رہتے

تھے اور ایک دسترخوان پر کھاتے تھے پس ایسی محبت سے جُدا ہونا نہایت ناگوار ہوتا تھا
لیکن اب کوئی جدا ہونے کو خیال میں بھی نہیں لاتا کیونکہ جماعت میں شامل رہنا کچھہ
بڑی بات نہیں سمجھا جاتا ✤

اگستنوس اِس امر کا بیان کہ دینداری میں باہمی ترغیب سے کیا کچھہ مدد حاصل
ہو سکتی ہی بڑی خوبصورتی سے کرتا ہی **قولہٗ** آسمان میں ابدی یروسلیم ہی جہاں ہمارے
ہموطن فرشتے ہیں۔ ہم اپنے ہموطنوں سے جُدا ہیں کیونکہ دنیا میں مسافر ہیں اب ہم
غم کرتے ہیں مگر اپنے باپ کے مُلک میں پہنچکر خوش ہونگے لیکن ہمکو اِس سفر میں ہمراہی
بھی ملتے ہیں جو باپ کا مُلک دیکھہ چکے ہیں اور ہمکو تیزی سے چلنے کے لئے کہتے ہیں۔
ای میرے بھائیو یاد کرو کہ اُس شہید کی عید پر جسکے نام پر یہہ گرجا ہی کسطرح بیشمار آدمی اِس
طرف کو روانہ ہوئے اور کس طرح اُنہوں نے ایکدوسرے کو اشتعال دی اور باہمی گفتگو
سے محبت کی ایسی آگ اُن کے دلوں میں بھڑکی کہ وہ اِس پاک مقام تک پہنچ گئے اور
اُن میں دینداری کا جوش پیدا ہوا پس اگر آدمیوں کی باہمی محبت اُنکو اِسطرح دنیا میں
پاک مقامات تک پہنچاتی ہی تو اُس محبت میں کسقدر قوت ہوگی جسکے ذریعے سے لوگ
آپس میں متفق ہو کر آسمان پر پہنچتے ہیں اور بے اختیار کہتے ہیں کہ ہم خداوند کے گھر
چلیں۔ ہم دوڑیں اور تھک نہ جائیں کیونکہ آخر کو ہم اُس مقام پر پہنچینگے جہاں مطلق
تھکان نہیں ✤

دسواں باب

مسیحی دوستی کے بیان میں

جس شی کا نام دوستی ہی اور جس سے مراد وہ باہمی اتحاد ہی جو اُن لوگوں میں ہوتا ہی جن کی طبیعتیں ایکدوسرے سے لگاؤ رکھتی ہیں وہ برادرانہ محبت کے سبب سب میں بالعموم ہونی چاہئیے جو حیات مسیح سے حاصل ہوتی ہی اور جو سب میں ایک ہی قسم کی خواہشیں اور جذبے اور خیالات پیدا کرتی ہی وہ اس روحانی اتحاد کی بنیاد ہی لیکن یہہ عام اتحاد اُس خاص دوستی کے منافی نہیں جو اُن مسیحیوں میں ہوتی ہی جنکی طبیعتیں ایک دوسرے سے خاص مناسبت رکھتی ہیں۔ مسیحی دین اگرچہ سب کو مسیح میں شامل کرکے روحانی حیات بخشتا ہی اور اُن میں عموماً اتحاد پیدا کرتا ہی مگر جو جدے جدے خواص اُن کی طبیعتوں میں ہوتے ہیں اُن کو دور نہیں کرتا بلکہ اس اعلیٰ اتحاد کے وسیلے سے اُن کو آپس میں مربوط کرتا ہی اور زیادہ تر پاک اور عمدہ بناتا ہی پس دوستی کا رشتہ بھی جو انہیں طبعی خواص کی باہمی مناسبت سے پیدا ہوتا ہی مسیحی دین سے کمزور نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تر مضبوط ہو جاتا ہی چونکہ عاقبت میں دلی اتحاد کو زیادہ تر ترقی ہوگی کیونکہ جو چیزیں ایمانداروں کو دنیا میں دُھندلی نظر آتی ہیں وہ عاقبت میں صاف طور پر

نظر آئینگی اور وہ ایکدوسرے کے حال سے زیادہ تر واقف ہونگے پس اس لحاظ سے مسیحی دین کو دنیا اور عاقبت کے درمیان ایک منزل سمجھنا چاہئیے جس میں حیات ابدی کی لذت کا نمونہ ملتا ہی۔ جو دو ایماندار اپنی طبیعت کے باہمی ارتباط کے سبب ایک دوسرے سے ایسی دوستی اختیار کرتے ہیں جسکو خداوند کی روح پاک بنا دیتی ہی وہ گویا ایک کلیسیا بنجاتے ہیں جس میں خداوند نے اپنی خاص حضوری کا وعدہ کیا ہی +

خریسوستُم سچی دوستی کے باب میں کہتا ہی **قولہٗ** تو ہزار خزانوں کا نام میرے سامنے لے مگر اُن میں سے کوئی خزانہ سچے دوست کے برابر نہیں ہو سکتا اول یہہ بات دیکھو کہ دوستی میں کیسے اعلیٰ درجے کی خوشی ہوتی ہی۔ روحوں کا باہمی اتحاد حد سے زیادہ خوشی بخشتا ہی۔ میں صرف اُن سچے دوستوں کا ذکر کرتا ہوں جو یکجان دو قالب ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے واسطے مرنے پر طیار رہتے ہیں۔ یہہ خیال نکرو کہ اُن لوگوں سے جو اکثر دوست کہلاتے ہیں میرا کلام رد ہوتا ہی جو شخص سچا دوست رکھتا ہی وہ میرے کلام کے معنے سمجھیگا اگر وہ اپنے دوست کو ہر روز دیکھتا ہی تو یہہ بھی اُسکے لئے کافی نہیں ہوتا۔ وہ اُسکے حق میں وہی دعا مانگتا ہی جو اپنے حق میں۔ میں ایک شخص سے واقف ہوں جو پہلے اپنے دوست کے لئے اور پھر اپنے لئے دیندار آدمیوں سے دعاء خیر کی استدعا کیا کرتا تھا۔ دوست ایسی بڑی نعمت ہی کہ ہم اُسکے باعث خاص جگہہ اور خاص وقت سے اُلفت کرنے لگتے ہیں جب ہم کسی ایسے مقام پر گذرتے ہیں جہاں دوستوں سے ملا کرتے تھے تو اُن کو یاد کرکے ہمکو رونا آتا ہی۔ یہہ ذکر دیندار دوستوں

کاہی جن کی محبت ہمارے دلوں میں سب چیزوں کی محبت پر سبقت لیجاتی ہی پولوس ایسا
ہی تھا (دیکھو ۱ تسلونیقی ۲-۸) ہمکو بھی ایسے ہی دلی جوش سے محبت کرنی چاہئے۔ زمانہ
حال کا ذکر نکرو کیونکہ جہاں ہم سے اور نعمتیں گئیں یہہ بھی جاتی رہی مگر رسولوں کا زمانہ
یاد کرو جس میں نہ صرف خاص لوگ بلکہ سب ایماندار یکدل و یک روح تھے۔ ہر شخص کو
اُس کی ضرورت کے موافق ملتا تھا۔ اُسوقت میر تیر نہ تھی۔ دوستی اِسیکو کہتے ہیں کہ
اِنسان اپنے مال کو اپنا نہیں بلکہ اپنے دوست کا مال سمجھے۔ دوست اپنے دوست
پر حکم کرنا نہیں چاہتا بلکہ اگر دوست اُسکو کسی بات کا حکم کرتا ہی تو وہ شکر گذار ہوتا ہی۔
دوست خود خاطر کرنی چاہتا ہی دوست سے خاطر کرانی نہیں چاہتا کیونکہ محبت رکھتا ہی
اور جب تک دوست کے لیے کوئی کام نہیں کرتا اُسکے دل کو چین نہیں پڑتا۔ دوستی
اپنے کاموں کو پوشیدہ رکھتی ہی دوست کو اپنا قرضدار نہیں ٹھہراتی بلکہ اپنا قرضدار ہونا
ظاہر کرتی ہی دوستی ایک آسمانی درخت ہی +

ایک حکیم پاسکل نامے نے کہا ہی کہ یسوع مسیح میں ساری ضدیں جمع ہوجاتی ہیں
اِس قول کے موافق مسیحی دوستی نے اکثر اوقات روحانی یگانگت کے وسیلے سے
ضدوں کو جمع کر دیا ہی۔ اکثر مختلف مزاج کے آدمی جنکے دل روحانی اتحاد کے وسیلے
سے مل گئے ہیں آپس میں ایسے دوست بنگئے ہیں کہ اُنھوں نے ایکدوسرے کی کمی
کو رفع کر دیا ہی چنانچہ جنکے مزاج میں تیزی تھی وہ اُن لوگوں کو اُبھارتے رہے ہیں جنکی
طبیعتیں دھیمی تھیں اور دھیمی طبیعت والے تیز مزاج آدمیوں کو حد اعتدال کے گذرنے

سے روکتے رہے ہیں ایسے باہمی اتفاق سے ہمیشہ دین کی ترقی میں بڑی مدد ملی
ہی اور اِسکے برعکس جب مزاج کے اختلاف کے باعث لوگوں نے روحانی یگانگت
سے قطع نظر کرکے آپس میں نااتفاقی کی ہی تو دین کو نہایت نقصان پہنچا ہی +

جس قسم کی دوستی کا اوپر ذکر ہوا اگستنوس اور الیپیوس میں ویسی ہی دوستی
تھی۔ الیپیوس جسکو اوایل عمر سے اعلی چیزوں کا شوق تھا اگستنوس کا ہمسایہ تھا
اور غالباً اُس سے عمر میں چند سال چھوٹا تھا۔ جب اگستنوس کرتاگو میں علم بلاغت پر
درس کیا کرتا تھا الیپیوس نے ایکبار اگستنوس کو کھیل تماشوں کے شوق کی تضحیک
کرتے سنا۔ الیپیوس کو اِن چیزوں کا نہایت شوق تھا اور اگرچہ اگستنوس کو اپنے درس
میں اِس شخص کا خیال نہ گذرا تھا مگر الیپیوس نے اُسکے بیان کو اپنی طرف منسوب
کیا پس اُسکو اِس بات کا خیال ہوا اور اُس نے اگستنوس کا احسان مانا اور اُس کا
دلی دوست بنگیا اوّل اگستنوس منکھی فرقے کی غلطیوں میں پھنسا ہوا تھا پس وہ
بھی اِس فرقے میں شامل ہوگیا اور اپنے دوست کے ساتھ اٹلی کو گیا اور جب
اگستنوس نے منکھی مذہب چھوڑکر اوّل شکیہ مذہب اور بعد ازآں افلاطونی فلسفہ اختیار
کیا تو الیپیوس اُسکی پیروی کرتا رہا اور اگستنوس کے مسیحی ہونے پر بھی اُس نے اُسکا
ساتھ نہ چھوڑا۔ جب اگستنوس نے رومی ۱۳ باب ۱۴ آیت۔ خداوند یسوع مسیح سے
ملبس ہو اور جسم کی خواہشوں کی تدبیر نکرو اپنی طرف منسوب کی تو الیپیوس نے آگے
کی آیت سُست اعتقاد کو اپنے میں شامل کرلو اُس تعلق کی طرف منسوب کی جو اُسکو

اگستنوس سے تھا۔ الیپیوس کو اپنے نفس سے چنداں لڑنا نہ پڑا لیکن اگستنوس کی طرح
اُسکو نفس پر غلبہ نہی حاصل نہ ہوسکا اور نہ وہ اپنا دل پورا پورا نجات دہندہ کو دیسکا۔
لیکن آخر کار اگستنوس کا سرگرم ایمان اُسپر غالب ہوا اور وہ اگستنوس کا دینی بھائی
بنگیا۔ جب اگستنوس نے وطن میں واپس آنے پر فلسفے کے جلسے کے عوض جسکا
اُسکو پہلے خیال ہوا تھا ایک دینی جلسہ قایم کیا تو الیپیوس بھی اُس میں شریک ہوا پس
اِسطرح جو دوستی بے دینی کی حالت میں شروع ہوئی تھی دینداری میں اُسکی تکمیل
ہوئی۔ اِسکے بعد الیپیوس نومیڈیا کی کلیسیا کا ایک نہایت سرگرم اور لایق اُسقف بنا اور
اِس حیثیت سے اگستنوس کے ساتھہ کلیسیا کا کام کرتا رہا ✣

سزریا کے بسیل اور نزینزس کے گریگری میں بھی ایسی ہی دوستی تھی۔ بسیل کی
طبیعت میں بڑی تیزی اور چالاکی تھی اور اُسکو ایسے دوست کی حاجت تھی جو اُسکی تیزی
کو روکتا اور نفسانیت کی آگ کو دل میں جگہہ دینے سے اُسکو خبردار کرتا۔ اور اِسکے خلاف
گریگری کی طبیعت اِسطرف مائل تھی کہ آرام سے بیٹھا ہوا دین کی باتیں سوچا کرے اور
اِسلئے اُسکو ایسے دوست کی حاجت تھی جو اُسکو ضرورت کیوقت کلیسیا کے فایدے کی غرض
سے اپنا آرام چھوڑنے اور کلیسیا کی خدمت کرنے کی رغبت دلاتا۔ اِس زمانے میں سلطنت
روم کے سب اطراف سے طالب علم تحصیل علم کے لئے اتھنز میں آتے تھے پس یہہ
دونوں بھی وہاں آئے اور چونکہ وہ دینداری اور تحصیل علم میں متفق تھے اِسلئے اُن میں
اُس دوستی کی بنیاد پڑی جس نے اُن کی آیندہ زندگی اور کاموں پر بڑا اثر کیا مگر لیکن

کے مذہب کو اِس جگہہ غلبہ تھا اور یہاں کے معلم بھی اُسکو حتی المقدور ترقی دینا چاہتے
تھے اور اُس کی تائید میں فصاحت اور فلسفے کو ایسی آب و تاب سے کام میں لاتے تھے
جو ناتجربہ کار طالبعلموں کے دل اپنی طرف کھینچتی تھی [illegible]
جسکی طرف سب کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں درپردہ اُس کی [illegible]
جنہوں نے اوایل عمر میں مسیحی دین کی تربیت پائی تھی یہاں [illegible]
دین کی حمایت کرنی پڑی اور اِسوجہ سے اُن میں اتحاد [illegible]
بھی اُن کی عمدہ دینداری دیکھکر اُن کے ساتھہ ہوگئے [illegible]
دو رستے معلوم تھے ایک رستہ دین کی تعلیم دینیوالوں اور گرجا کا اور دوسرا علوم و فنون
کے سکھانیوالوں کا۔ ربیں اور باتیں جیسی عیدیں [illegible]
سو اُن کو ہم اُن کے شایقین کے لئے چھوڑتے تھے [illegible]
خطاب رکھتے تھے مگر ہماری بڑی فکر اور خواہش [illegible]
جائیں ہم اِس سے زیادہ کسی بات کی پروا نکرتے تھے کہ ایک دوسرے کی مدد سے
ایک ساتھہ خدا تک پہنچیں ✣

چونکہ یہہ دونوں ایک دوسرے سے [illegible]
رہکر خدا کی یاد اور حق کی تلاش کرنی چاہتے تھے اِسواسطے اُنہوں نے [illegible]
بسر کرنے کی تجویز کی لیکن اُن کی یہہ تجویز پوری نہ ہوئی [illegible]
مختلف مقامات پر مختلف خدمتیں پائیں [illegible]

پیشوا ہوا اور اُس نے اپنے دوست کو اپنے پاس بلایا لیکن گرگری کو اپنے ماں باپ
کی خبر گیری کے لئے نزیانزس میں رہنا پڑا اور جب بسیل نے اپنے پاس نہ آنے پر
گرگری کو ملامت کی تو اُس نے جواب میں یہہ لکھا قولہٗ میں قبول کرتا ہوں کہ میں نے
جو وعدہ تمہارے ساتھہ رہنے اور ایک جگہہ مطالعہ کرنے کا اتھنز میں کیا تھا اُسکو
پورا نہیں کیا لیکن میں مجبور تھا کیونکہ ماں باپ کی خبر گیری کا حکم دوستی کے حکم پر
ترجیح رکھتا ہو نہی۔ لیکن بعد میں گرگری کچھہ مدت تک اپنے دوست کے ساتھہ
رہ سکا اور وہ ملاقات کے اِن ایام کو اکثر بڑے شوق سے یاد کیا کرتا تھا قولہٗ وہ
مسیحی گیت۔ وہ روح کا دُعا میں خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ وہ زندگی جو دنیا سے بے لگاؤ
تھی۔ جو بھائی تیری مدد سے خدا تک پہنچتے تھے اُنکا باہمی اتحاد۔ کتاب مقدس کا مطالعہ
اور وہ روشنی جو ہمکو اس مطالعہ میں روح القدس کی ہدایت سے حاصل ہوتی تھی مجھے
یہہ سب باتیں پھر کس سے میسر ہونگی نہی۔ گرگری اپنی پریشانیوں میں اکثر اپنے دوست
کے پاس آکر پناہ لیتا تھا اور اُس سے تسلی اور تقویت پاتا تھا اور جب اتفاقاً بسیل اور اُسکے
اُسقف میں تنازع ہوا اور اُسقف نے کسی امر میں گرگری کی عزت کرنی چاہی تو گرگری
نے اُسکو قبول نہ کیا اور لکھا قولہٗ میری عزت اور میرے دوست کی بے عزتی کرنی بعینہ
ایسی بات ہے جیسے کوئی آدمی کسی گھر کی بنیا ڈھائے اور اُس کی دیواریں آراستہ
کرے۔ لیکن گرگری نے اپنے دوست کو بھی یہہ صلاح دی کہ مسیحی محبت اور کلیسیا کے
فایدے کے مقابلے میں اپنی مرضی کا خیال نکرنا چاہیئے اور جب تک اُس نے اِن دونوں

میں ملاپ نکرایا اُسکو چین نہ پڑا اور جب وہ اپنے دوست کے چال چلن میں کوئی بیجا
بات دیکھتا تھا تو صاف صاف طور پر نرمی کے ساتھہ اُسے ملامت کرتا تھا اور یہہ
فہمایش کرتا تھا کہ ایسے اُمور کے باعث جو تمہاری طبیعت کے خلاف ہوں کوئی ایسی
بات نکرو جو مسیحی دانش کے لایق نہ ہو۔ اگرچہ بسیل سے ایک خطا بھی سرزد ہوئی مگر تو بھی
بھی اِن دونوں کی دوستی کا رشتہ نہ ٹوٹا۔ گرگری اپنے دوست کی دینداری سے واقف
ہوا تھا اور دینداری کی اصلی حقیقت سے آگاہ تھا کیونکہ خود بھی دیندار تھا پس جب اُسنے
اپنے دوست میں نفسانیت کا بقیہ دیکھا تو اُسکے دل میں اُسکی دینداری کی طرف سے
کسی قسم کا شک پیدا نہ ہوا بلکہ اُس نے محبت کی راہ سے اپنے دوست کے عیبوں پر پردہ
ڈالا۔ جو شخص اپنے دل کی کیفیت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے وہ ایسے لوگوں کی نسبت جن کی
دینداری اُسکو معلوم ہوئی ہے آسانی سے دھوکا نہیں کھاتا۔ تاریکی ہر جگہہ چھائی ہوئی ہے اور
ایمان اور محبت ہی کی نظر اُس سے عبور کر سکتی ہے۔ رسول کے قول کے موافق محبت سب
باتوں کو پی جاتی ہے سب کچھہ باور کرتی ہے سب چیزوں کی اُمید رکھتی ہے۔ غرضکہ جب انسان
کا ظاہری حال دینداری کے خلاف نظر آتا ہے محبت اُسوقت بھی بدگمان اور نا اُمید
نہیں ہوتی +

مسیحی دوستی کا یہہ اقتضا ہے کہ دوست کے عیبوں سے چشم پوشی نہ کیجائے بلکہ
محبت کے ساتھہ اُن کے دور کرنے میں کوشش کیجائے۔ جو شخص خداوند میں دوسرے کا
دوست بنا ہے اگر اپنے دوست میں کوئی بُرائی دیکھے تو لازم نہیں کہ اس سبب سے وہ اُس کو

چھوڑ دے ایسے موقع پر خداوند کے یہہ کلمات صادق آتے ہیں۔ جسے خدا نے جوڑا
اُسے اِنسان نہ توڑے (متی ۱۹-۶) اسواسطے جیروم صحیح کہتا ہی کہ جس دوستی کو
قیام نہیں وہ سچی دوستی نہیں۔ چونکہ سچی دوستی کی بنیاد وہ روحانی حیات ہی جو ربانی
اور ابدی ہی اسواسطے جسطرح اس بنیاد کو زوال نہیں اُسی طرح اس دوستی کو بھی زوال
نہیں اور یہہ روحانی حیات زندگی کے دیگر تعلقات کی طرح دوستی کے تعلق کو بھی
پاک کرتی اور بدلتی ہی۔ جن دو شخصوں کو خداوند آپس میں ملا کر ایک دوسرے کا دوست
بناتا ہی وہ گویا خداوند کی ہیکل بنجاتے ہیں اور خداوند اُس میں رہتا ہی اور اُن دونوں
شخصوں کی باہمی کوشش اور مدد کے وسیلے سے ساری باقی ناپاکیاں رفتہ رفتہ اُس
ہیکل سے نکال دیتا ہی غرضکہ جو شخص خداوند میں دوسرے کا دوست بنا ہی اُسے خیال
رکھنا چاہئے کہ ہر شخص میں بھلائی بھی ہوتی ہی اور بُرائی بھی۔ اور یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے
کہ جو محبت اُس دوست کی قدر کرتی ہی جسکو روحانی حیات حاصل ہوئی ہی اور نیکی کو
اپنی طرف کھینچتی ہی اور بدی کو ہٹاتی ہی وہی دوسرے کا دل پاک کرنے میں مدد
دیسکتی ہی لیکن عداوت جو بدگمان ہوتی ہی اور دوسرے کے دل میں نفرت پیدا کرتی
ہی بُرائی کے دور کرنے میں مدد نہیں دیسکتی +

جسطرح مسیحی اپنے دل میں بُرائی کا رہنا پسند نہیں کرتا بلکہ اُسکا دور کرنا چاہتا
ہی اسیطرح وہ اپنے دوست کی بُرائی کو بھی دور کرنا چاہتا ہی اور جو بڑی سے بڑی
خدمت ایک دوست دوسرے دوست کی کر سکتا ہی وہ یہی ہی کہ جب دوست خود ستائی

اور غرور کی طرف مایل ہو تو وہ اُسکو فریب کھانے سے بچاے۔ اسیواسطے اگسٹین
نے جیروم کو جو خود غرض اور تیز مزاج تھا لکھا **قولہٗ** جس دوستی پر یہہ عام مقولہ صادق
آتا ہی کہ خوشامد دوستی پیدا کرتی ہی اور راستی دشمنی وہ مسیحی دوستی نہیں بلکہ مسیحی
دوستی وہ ہی جسپر سلیمان کا یہہ قول صادق آتا ہی جو زخم دوست کے ہاتھ سے لگیں
پُر وفا ہیں مگر دشمن کے بوسے دغا دینیوالے ہیں (امثال ۲۷-۶) ہم یہہ بات اپنے
دوستوں پر ظاہر کرنی چاہتے ہیں کہ دوستوں میں کیسی ہی تکرار کیوں نہ ہو مگر پھر بھی
محبت کم نہیں ہوتی اور اگر دوست اپنا فرض سمجھکر حق ظاہر کرتا ہی تو اُس سے آپسمیں دشمنی
پیدا نہیں ہوتی بشرطیکہ جو بات وہ دوست کے خلاف کہے حق کے مطابق ہو اور اگر
نہ بھی ہو تاہم نیک نیتی سے کہی جائے نہ یہہ کہ دل میں کچھہ ہو اور زبان پر کچھہ +

ہم مسیحی دوستی کے باب میں جیروم کا قول نقل کر چکے ہیں وہ ایک اور مقام پر یہہ کہتا
ہی **قولہٗ** جو دوستی مسیح میں منعقد ہوتی ہی وہ خدا کے خوف اور کتاب مقدس کے باہمی
مطالعہ کے شوق پر مبنی ہوتی ہی نہ کہ کسی دنیوی فایدے یا مکاری پر [illegible] لیکن افسوس
کہ جیروم بعض اوقات اپنے اقوال کے خلاف عمل کرتا تھا اگرچہ اُس نے جسمانی خواہشوں
پر اعلیٰ درجے کا غلبہ پایا تھا لیکن پھر بھی بسا اوقات وہ غرور اور خود پسندی سے مغلوب
ہو جاتا تھا اور ایسے کام کرتا تھا جو اُسکے اقوال کے خلاف ہوتے تھے روفینس
کے ساتھہ اسی قسم کی سچی اور اعلیٰ درجے کی دوستی رکھتا تھا جیسے [illegible] کی
ہی لیکن وہ اُس کی خود پسندی کے باعث منقطع ہو گئی [illegible]

دلی دوست تھے ایک دوسرے کے ساتھ ایسی نفسانیت اور مخالفت ظاہر کی کہ
اگستنوس نے جیروم کو لکھا **قولہ** کون آدمی کسی وقت یا کسی مقام پر بیخوف رہ سکتا
ہی جبکہ تمکو ایسے واقعات پیش آتے ہیں یا وصف اسکے کہ تم دنیا کے بوجھ سے
سبکدوش ہوکر خداوند کی پیروی کرتے ہو اور اُس ملک میں رہتے ہو جس میں خداوند
نے جبکہ وہ اُس میں چلتا پھرتا تھا کہا تھا سلام تم لوگوں کے لئے چھوڑ کر جاتا ہوں
اپنی سلامتی میں تمہیں دیتا ہوں (یوحنا ۱۴-۲۷) اور پھر عمر رسیدہ بھی ہو اور تمنے
خدا کی کتاب کا باہم مطالعہ بھی کیا ہی یہ قول نہایت صحیح ہی کیا انسان زمین پر سپہگری
کے لئے نہیں (ایوب ۷-۱) مجھے تمہاری نااتفاقی سے نہایت رنج ہی مگر افسوس کہ میں
تم دونوں سے ایک ساتھ نہیں مل سکتا ورنہ تمہارے پانوں پر گرتا اور روتا اور نہایت
محبت سے تمہاری منت کرتا اور بعض اوقات تم میں سے ہر واحد کو جُدا جُدا کہتا کہ
اپنے ہی فایدے کو دیکھو بعض اوقات کہتا کہ دوسرے کے فایدے پر نظر کرو بعض
اوقات کہتا کہ اُن کمزوروں کے حال پر رحم کرو جنکی خاطر مسیح مرا اور جنکے حق میں
تمہاری باہمی مخالفت کا دیکھنا نہایت مضر ہی غرضکہ جسطرح ہوسکتا منت کہتا کہ اگرچہ
تم آپس میں ملاپ کرنا نہیں چاہتے مگر پھر بھی اپنی تحریروں میں ایک دوسرے کی
نسبت ایسے کلمات نہ لکھو کہ اگر کبھی صفائی ہوجائے تو اُن کو مٹا نہ سکو یا اُن کے
پڑھنے سے اس بات کا اندیشہ ہو کہ کہیں پھر آپس میں دشمنی نہ ہوجائے ✤

گیارھواں باب

مسیحیوں کے مختلف پیشوں کے بیان میں

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ پہلے زمانے میں مسیحی اس بات پر متفق نہ تھے کہ اُنکو ملکی
اور فوجی عہدے اختیار کرنے چاہئیں یا نہیں لیکن وہ کچھ مدت کے بعد عموماً اُنکو
جایز سمجھنے لگے صرف وہ لوگ متفق نہ تھے جو کلیسیا سے علیحدگی اختیار کرتے تھے
اگرچہ اِن لوگوں کے خیالات کسیقدر غلطی پر مبنی تھے مگر پھر بھی وہ اِس لایق تھے کہ
اُن کا ادب اور تحمل کیا جائے کیونکہ وہ مسیحی محبت کا نتیجہ تھے اور مسیحی کامل زندگی کا
شوق اُن سے ظاہر ہوتا تھا - ایک مسیحی حاکم جسکے متعلق مجرموں کی سزا دہی تھی
اس شُبہ میں پڑا کہ اُسکے عہدے کا کام دین کے خلاف ہی پس امبروشیوس نے
رومی ۱۳ باب ۴ آیت پیش کرکے اُسکا خلجان رفع کیا - مسیحی دین نے نئے خیالات
انسانی زندگی کی فضیلت کے باب میں پھیلائے تھے اور وہ محبت پیدا کی تھی جو
پرلے درجے کے گرے ہوؤں تک بھی پہنچتی ہی اسی کا نتیجہ تھا کہ بہت سے حاکم
جو مجرمونکو موت کا فتویٰ دینے پر مجبور ہوتے تھے عشاء ربانی کے لینے میں تامل
کرتے تھے مگر کلیسیا ایسے لوگوں کو عشاء ربانی کے دینے سے انکار نکرتی تھی جو ایسی

خدمت بجالاتے تھے کہ خدا کی طرف سے اُن کو سپرد ہوئی تھی اور اُس کی شریعت
کے موافق تھی ✤

اگستنوس نے اُن مُشرکوں کے خلاف جو مسیحی دین پر اپنے زمانے کی ساری
بُرائیوں کا الزام لگاتے تھے کہا قولہٗ جو لوگ کہتے ہیں کہ مسیحی دین ملک کی بہتری
کے حق میں مضر ہے وہ ہمکو ایسے سپاہی دیں جیسے سپاہی بننے کی مسیحی دین ہدایت کرتا
ہے۔ وہ ہمکو ایسی رعایا۔ ایسے خاوند۔ ایسی بیبیاں۔ ایسے ماں باپ۔ ایسے آقا۔ ایسے
نوکر۔ ایسے بادشاہ۔ ایسے حاکم۔ ایسے خراج گذار۔ اور ایسے خراج کے محصل دیں جیسے
مسیحی دین چاہتا ہے اُسوقت ہم دیکھینگے کہ وہ مسیحی دین کو ملک کے حق میں مضر بتاتے
ہیں یا یہہ قبول کرتے ہیں کہ اگر اس دین کی تابعداری کیجائے تو اُس سے بڑھکر ملک
کے حق میں کوئی شے مفید نہیں۔ جو لوگ پہاڑ پر کی نصیحت کے فقرات مندرجہ متی ۵ باب
۳۹ آیت سے اور لوقا ۶ باب ۲۹ آیت سے یہہ نتیجہ نکالتے تھے کہ ملکی اور فوجی خدمتیں
مسیحیوں کے لئے جایز نہیں اُن کے خلاف اگستنوس نے کہا قولہٗ یہہ نصایح نہ چندان
ظاہری افعال سے بلکہ دل سے علاقہ رکھتی ہیں صبر اور محبت دل کے اندر ہمیشہ
رہنی چاہئیں اور ظاہری برتاؤ سو ہمکو وہ کام کرنا چاہئے جو اُن لوگوں کے حق میں نہایت
مفید ہو جنسے ہم دلی محبت رکھتے ہیں خداوند کے احوال سے جسنے اعلیٰ درجے کے صبر کا نمونہ
دکھایا یہہ بات صاف صاف ظاہر ہوتی ہے کیونکہ جب اُسکے گال پر طمانچہ مارا گیا تو اُسنے کہا اگر

میں نے بُرا کہا تو بُرائی کی گواہی دے پر اگر اچھا کہا تو مجھے کیوں مارتا ہے (یوحنا ۱۸-۲۳) پس ظاہر ہے کہ اگر

اِس نصیحت کے صرف لفظی معنے لئے جائیں تو یہہ لازم آئیگا کہ خداوند نے خود اُسپر عمل نہیں
کیا کیونکہ اُس نے اپنا دوسرا گال سامھنے نہیں کیا بلکہ اُس شخص کو ایسی بدرفتاری کے دوبارہ
کرنے سے روکا اور پھر بھی خداوند نہ صرف مُنہہ پر طمانچہ کھانے کو بلکہ جو اُس سے اسطرح سے
پیش آئے اُن کے واسطے صلیب پر مرنے کو بھی طیار تھا اور اُس نے اُنکے حق میں یہہ دعا بھی مانگی اے باپ اُن کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں (لوقا
۲۳-۳۴)۔ پس ہمکو دل میں ہمیشہ محبت رکھنی چاہئے اور بُرائی کے عوض بُرائی کرنے کی
خواہش نکرنی چاہئے مگر پھر بھی اپنے ظاہری عملدرآمد میں اس بات کا چنداں خیال نہ کرنا
چاہئے کہ اَوروں کو کیا شے پسند ہے بلکہ یہہ دیکھنا چاہئے کہ اُن کے حق میں کیا شے مفید ہے
چنانچہ باپ اپنے بیٹے کو سخت تنبیہہ بھی کرتا ہے مگر پھر بھی اُسکا دل محبت پدری سے خالی نہیں
ہو جاتا۔ جو ملک مسیحی دین پر عمل کرتا ہے وہ لڑائی بھی محبت ہی کے اقتضا سے کرتا ہے کیونکہ
لڑائی سے اُس کی یہی غرض ہوتی ہے کہ مفتوح قوم میں امن و امان قایم ہو جسکی بنیاد نیکی
اور انصاف ہے اور ظاہر ہے کہ جو لوگ بے روک بُرائی کرنی چاہتے ہیں اُنکا مفتوح ہونا ہی
اُن کے حق میں مفید ہے کیونکہ اقبالمندی سے زیادہ کوئی بات اُنکے حق میں مضر نہیں
ہو سکتی اِسلئے کہ جسقدر اُن کو دنیوی عروج زیادہ حاصل ہوتا ہے اُسیقدر وہ بُرائی کرنے
پر زیادہ قادر ہوتے ہیں جو اُنکے حق میں بمنزلہ سخت سے سخت سزا کے ہے کیونکہ اُس سے
اُن کے دل کی بُرائی جو اُن کی گویا اندرونی دشمن ہے قوت پاتی ہے۔ اگر مسیحی دین کے
موافق عموماً لڑائی گناہ میں داخل ہوتی تو جب سپاہیوں نے نجات کے باب میں صلاح

پوچھی تھی تو اُن سے کہا جاتا کہ اپنے ہتھیار پھینکدو اور فوجی خدمت چھوڑ دو لیکن اُنسے
صرف یہہ کہا گیا نہ کسی پر ظلم کرو نہ تہمت لگاؤ اور اپنے روزینے پر راضی رہو (لوقا ۳-۱۴)
اگستنوس ایک اور مقام پر یہی الفاظ نقل کر کے کہتا ہی **قولہ** سپاہگری نیکی کرنے سے
نہیں روکتی بلکہ دل کی بُرائی اس پیشے میں نیکی کرنے نہیں دیتی۔ کاش سپاہی اور
ہم سب مسیح کے احکام پر عمل کریں اُنکا اور ہمارا ایک ہی مسیح ہی کاش ہم سب اُس کی
سُنیں اور آپس میں اتفاق اور میل جول سے رہیں۔ اگستنوس نے **بونفس** سپہ سالار
کو جس نے یہہ استدعا کی تھی کہ اُسکو مسیحی طور پر زندگی بسر کرنے کی ہدایت کیجائے یہہ
لکھا **قولہ** یہہ خیال نکرو کہ کوئی سپاہی ایسی طرح زندگی بسر نہیں کر سکتا کہ خدا کو خوش آئے
دیکھو مقدس داؤد جسکی نسبت خداوند نے ایسی قوی شہادت دی سپاہی تھا اور اُس
زمانے کے اکثر اور اچھے آدمی بھی سپاہی تھے صوبہ دار بھی جسکا ذکر متی ۸۔ میں ہی سپاہی
تھا قرنیلیوس بھی اسی گروہ سے تھا جسکے پاس فرشتے نے آکر کہا تیری دعائیں اور تیری
خیرات یادگاری کے لئے خدا کی حضور پہنچیں اور تو پطرس کو بلا اور جو کچھ تجھے کرنا واجب
ہی وہ تجھے بتائیگا اور جس نے فرشتے کی ہدایت کے موافق اُن دیندار سپاہیوں میں
سے جو اُسکے پاس حاضر رہتے تھے ایک سپاہی کو اس رسول کے بلانے کے لئے بھیجا۔
جس وقت تو جنگ کے لئے مسلح ہو تو غور کر کہ تیری جوانمردی خدا ہی کی بخشی ہوئی ہی تو
اس ذریعے سے خدا کی بخششوں کو اُسکی مرضی کے خلاف عمل میں لانے سے باز رہیگا
تو ہمیشہ امن کا خواستگار رہ اور مجبوری جنگ کرتا کہ خدا تجھہ کو تکلیف سے بچائے اور

امن قایم رکھے تو جنگ میں بھی امن کا طالب ہو تا کہ مفتوح لوگوں کو وہ امن حاصل ہو
جو خود اُن کے حق میں بھی مفید ہی۔ پاکدامنی اور اعتدال سے اپنا چال چلن آراستہ
رکھہ کیونکہ بڑی شرم کی بات ہی کہ جس شخص پر اُسکا کوئی دشمن غلبہ نہ پا سکے اُسپر ناروا
خواہشیں غلبہ پائیں۔ اگر تیرے پاس دنیوی دولت نہو تو عاقبت کی دولت کا طالب
ہو جو بُرے کاموں سے نہیں مل سکتی۔ اگر تیرے پاس دنیوی دولت ہو تو اُسکو نیک
کاموں میں صرف کر تا کہ آسمان میں تیرے لئے ایک ذخیرہ جمع ہو۔ ہمت والے مسیحی
دنیوی دولت پر نہیں پھولتے نہ اُسکے جاتے رہنے پر وہ افسردہ خاطر ہوتے ہیں۔ ہم
خداوند کے اِن کلمات پر غور کریں جہاں تمہارا خزانہ ہی وہیں تمہارا دل بھی لگا رہیگا (متی
۶-۲۱)۔ اگر کتاب مقدس کے پڑھنے سے تجھہ پر ظاہر ہو کہ بعض باتیں جو مسیحیوں میں
ہونی چاہئیں تجھہ میں کم ہیں تو بڑی کوشش اور دعا کے ذریعے سے اُنکو حاصل کر اور
اگر کوئی خوبی تو اپنے میں پائے تو جس خدا سے تو نے اُسے پایا ہی اُسکا شکر بجا لا کیونکہ
وہی ساری خوبیوں کا چشمہ ہی اور ہر ایک نیک کام کے باعث جو تجھہ سے بن پڑے
اُسی کی عظمت کر اور اپنے کو عاجز سمجھہ کیونکہ لکھا ہی کہ ہر ایک اچھی بخشش اور ہر ایک کامل
انعام اُوپر ہی سے ہی اور نوروں کے بانی کی طرف سے اُترتا ہی (یعقوب ۱-۱۷) اور تو نے
خداوند اور اپنے ہمسایہ کی محبت اور مسیحی دینداری میں کیسی ہی ترقی کی ہو مگر کبھی یہہ
اُمید نکر کہ تو دنیا میں کبھی بغیر گناہ کے ہوگا کیونکہ دنیوی زندگی کے باب میں لکھا ہی۔ کیا
انسان زمین پر سپاہگری کے لئے نہیں (ایوب ۷-۱) پس تجھے زندگی بھر خداوند کی

سکھائی ہوئی اِس دعا کا اِستعمال کرنا چاہئے جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں
تو اپنے قرض ہمیں بخش۔ اگر کوئی تیرا قصوروار ہو تو اُسے معاف کر اور بعد از آں اپنی
معافی کا خواستگار ہو تاکہ تو خلوص سے دعا مانگ سکے۔ انتہیٰ۔ جب **بونفس** نے جو
سلطنت روم میں اوّل درجے کا سپہ سالار تھا اپنی نہایت عزیز اور دیندار بی بی کے
مرنے پر رنجیدہ ہوکر راہب بننا چاہا تو اگستنوس نے اُسکو منع کیا اور بیان کیا کہ جو
خدمت اُسکو خدا سے سپرد ہوئی تھی وہ خدا کی مرضی کے موافق اُسکے بجالانے سے
کلیسیا کو کسقدر فایدہ پہنچا سکتا تھا کیونکہ مسیحی اُسکے سبب وحشیوں سے بچکر کمال
دینداری اور سنجیدگی سے چین اور آرام کے ساتھہ زندگی گذار سکتے تھے۔ دیکھو
الطماؤس ۲-۲ ÷

لیکن جب کچھہ عرصے کے بعد اِس بڑے سپہ سالار اور سرکار روم کے مابین
جسکی اُس نے مدت تک بڑی کامیابی سے خدمت کی تھی لوگوں کی طرح طرح کی سازشوں
کے باعث رنجش پیدا ہوئی اور سرکار کی ناقدردانی کے سبب وہ ایک بغاوت میں
شامل ہوگیا جس سے **وینڈل** لوگوں کے لئے شمالی افریقہ کی راہ کھل گئی اور اُن
اطراف کے باشندوں کو بڑی تکلیف ہوئی تو اگستنوس نے اُسکو تنبیہاً ایک نصیحت
آمیز خط لکھا تاکہ وہ ایسا کرنے سے باز آئے **قولہ** میں تم سے کچھہ کہنا چاہتا ہوں مگر
جو حکومت اور عزت تمکو اِس خراب دنیا میں حاصل ہے اُسکے برقرار رکھنے کے لئے نہیں
اور نہ تمہاری دنیوی بہتری کے واسطے جسکو ثبات اور قیام نہیں بلکہ اِس غرض سے

کہ تم کو اُس نجات کے حصول میں مدد ملے جسکا مسیح نے وعدہ کیا ہے جس نے اسیواسطے
دنیا میں ذلت اُٹھائی اور مصلوب ہوا تاکہ تمکو سکھائے کہ دنیوی چیزوں سے محبت
نہ کرنی چاہئے بلکہ اُن کو حقیر سمجھنا اور اُن کی جگہہ اُن آسمانی چیزوں کا مشتاق
اور اُمیدوار ہونا چاہئے جنکو مسیح نے اپنے دوبارہ زندہ ہونے کے وسیلے سے ہماری
آنکھوں کے سامھنے رکھدیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بہت سے ایسے آدمی موجود ہیں
جو تمہاری دنیوی بہتری چاہتے ہیں اور وہ اُسکے باب میں تمہیں کبھی اچھی صلاح دیتے
ہیں اور کبھی بُری۔ کیونکہ وہ اِنسان ہیں اور نہیں جانتے کہ کل کیا ہونیوالا ہے اور صرف
ظاہر کے موافق صلاح دے سکتے ہیں لیکن یہہ دشوار ہے کہ کوئی شخص تجھے ایسی صلاح
دے کہ تیری روح حیات ابدی کو نہ کھوئے۔ میرا یہہ مطلب نہیں کہ ایسے لوگ تیرے
پاس موجود نہیں جو تجھہ کو مذکورہ بالا صلاح دے سکیں بلکہ تو ایسا عدیم الفرصت ہے کہ کوئی
ایک لمحہ بھی تجھہ سے اِس باب میں گفتگو نہیں کرسکتا چنانچہ مجھے ہمیشہ ایسی صلاح دینے
کی فکر رہی ہے لیکن کبھی ایسا موقع نہیں ملا کہ وہ باتیں بیان کرتا جنکا بیان کرنا ایسے شخص
کے سامھنے جس سے میں مسیح میں اِسقدر محبت رکھتا ہوں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اپس
اپنے خداوند خدا کا کلام سُن جو مجھہ ناتوان کے وسیلے سے تیرے ساتھہ کلام کرتا ہے
یاد کر کہ جب تیری پہلی بی بی زندہ تھی تو تیرے دل کی حالت کیسی تھی اور اُسکے مرنے
پر تجھہ کو اِس دنیا سے جو ہیچ ہے کیسی نفرت ہوگئی تھی اور تو کسقدر چاہتا تھا کہ دنیا کے
کاروبار چھوڑ کر خدا کی عبادت میں مشغول رہے جو کچھہ تو نے اُسوقت اپنے دل کی حالت

اور ارادوں کے باب میں کہا تھا مجھہ کو یاد ہو صرف میں اور بھائی الیپیوس اُسوقت
موجود تھے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جن دُنیوی بکھیڑوں میں تو اب پھنسا ہوا ہی اُنہوں
نے ابتک تیری طبیعت پر اسقدر غلبہ نہیں پایا کہ اُن باتوں کی یاد تیرے دل سے
بالکل جاتی رہی ہو اُسوقت تو دُنیوی کاروبار چھوڑکر راہب بننے اور خدا کی یاد میں مشغول
رہنے کا مشتاق تھا نہیں۔ اِسکے بعد اگستنوس لکھتا ہی کہ اُسی کے منع کرنے سے وہ
اپنے اِرادے سے باز رہا اور پھر بیان کرتا ہی کہ جب اُس نے دوسرا نکاح کیا تو اُسکی
طبیعت کسقدر بدل گئی اور کن اُمور میں اُس نے اپنے کو پڑنے دیا اور پھر کہتا ہی **قولہٗ**
تو مسیحی ہی۔ تو عقل رکھتا ہی اور خدا سے ڈرتا ہی۔ تو خود اُن باتوں پر غور کریگا جنکا میں
ذکر نہیں کرسکتا تو تجھہ پر ثابت ہو جائیگا کہ تجھہ میں کسقدر بُرائی ہی جس سے تجھے توبہ
کرنی چاہئے اور میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے اِسیواسطے تمام خطروں سے تجھے بچایا
ہی کہ تجھے توبہ کرنے کی مُہلت ملے۔ جب تو کتاب مرقس کے ۵ باب کی ۸ آیت سُنے
کہ اپنا دل بد دیانتی کے مال پر نہ لگاؤ کیونکہ وہ مصیبت کے دِن کچھہ کام نہ آئیگا تو
فوراً خداوند کی طرف مایل ہو اور کل پر یہہ بات موقوف نہ رکھہ البتہ تو خیال کرتا ہی کہ
حق تیری جانب ہی اور میں اِسبات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ ہی یا نہیں کیونکہ طرفین کی
باتیں نہیں سُن سکتا لیکن حق کسی کی جانب ہو مگر اِس میں شبہہ نہیں کہ اگر تو دنیوی
چیزوں پر دل نہ لگاتا تو اِن دشواریوں میں نہ پڑتا البتہ اگر دنیوی نعمتیں تجھہ کو خود بخود
ملتیں تو نہیں تو اِس نیت سے قبول کرسکتا تھا کہ دینداری کے طور پر اُنکا استعمال

کرے لیکن اگر وہ تجھہ کو نہ ملیں تو اُن کی خاطر اِس خطرے میں پڑنا واجب نہ تھا۔ میں
اِسوقت صرف ایک بات کا ذکر کرتا ہوں کہ کیا یہہ ظاہر نہیں کہ تیرے بہت سے
متعلقین تیری جان اور حکومت کی حفاظت کرتے ہیں اور اگرچہ وہ وفادار ہیں اور
تجھے اُن سے کسی قسم کی سازش کا اندیشہ نہیں مگر وہ تیرے وسیلے سے صرف دنیوی
فواید حاصل کرنے چاہتے ہیں پس تجھے اپنی خواہشوں کے روکنے کی جگہہ اُلٹی اَوروں
کی خواہشیں پوری کرنی پڑتی ہیں اور اِسلئے بہت سی باتیں جو خدا کی نظر میں ناپسندیدہ
ہیں ضرور وقوع میں آتی ہیں مگر پھر بھی لوگ رضامند نہیں ہوتے کیونکہ جو لوگ خدا سے
محبت رکھتے ہیں اُن کو ایسی خواہشوں سے اِنکار کرنا اِسقدر دشوار نہیں جسقدر دنیا سے
محبت رکھنیوالوں کی حرص کا سیر ہونا دشوار ہی انتہیٰ۔ اور پھر اگستنوس اِس افسوسناک
ذکر کے بعد کہ جس شخص نے پہلے افریقہ کو بچایا تھا اب اُسی نے اُسپر حملہ کیا کہتا ہی
قولہٗ لیکن تو شاید جواب دے کہ اِسکا الزام اُن لوگوں پر لگانا چاہئے جنہوں نے
میری خدمتوں کا صلہ نہیں دیا بلکہ اُن کے عوض مجھہ سے بُرائی کی میں اِس امر کا
فیصلہ نہیں کرسکتا کہ اُنہوں نے تیرے ساتھہ کیسا سلوک کیا اور تو بھی زیادہ تر
اِسی بات پر غور کر کہ تو نے کیا کیا کیونکہ تجھے اپنے کاموں کی جوابدہی کسی انسان
کے سامھنے نہیں بلکہ خدا کے سامھنے کرنی ہوگی۔ چونکہ تو مسیح پر ایمان رکھتا ہی
اِسواسطے تجھہ کو اِسبات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں وہ تجھہ سے خفا نہ ہو جائے۔ خدا
کی طرف دیکھہ۔ مسیح پر غور کر جس نے ایسی بڑی نعمتیں ہمکو بخشیں اور اِس قدر سخت

تکلیفیں ہماری خاطر اُٹھائیں۔ جو شخص مسیح کی بادشاہی میں پہنچنا اور اُسکے زیرسایہ
ابد تک خوشحال رہنا چاہتا ہی وہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھتا ہی اور جو اُس سے
کینہ رکھتے ہیں اُن کے ساتھہ نیکی کرتا ہی اور جو اُسکو ستاتے ہیں اُنکے حق میں دُعا
مانگتا ہی پس اگر روم کی سلطنت سے تجھے نفع پہنچتا ہی تو اُسکے بدلے بُرائی نکر اور اگر
نقصان پہنچتا ہی تو بھی بُرائی نکر۔ چونکہ تو مسیحی ہی پس تجھہ کو نہ بھلائی کے بدلے بُرائی
کرنی چاہئے اور نہ بُرائی کے بدلے لیکن شاید تو سوال کرے کہ پھر میں ایسی بھاری
تکلیف کے وقت کیا کروں۔ اگر تیرا سوال دنیوی بہتری کی نسبت ہی تو میں کچھہ جواب
نہیں دے سکتا کیونکہ جو شی غیر یقینی ہی اُسکی نسبت یقینی صلاح نہیں دیجا سکتی لیکن
اگر تو روح کی نجات کی نسبت صلاح پوچھتا ہی اور اِن کلمات سے ڈرتا ہی۔ آدمی کو کیا
فایدہ اگر تمام دنیا حاصل کرے پر اپنی روح کو کھووے یا وہ برباد ہو جاوے (لوقا ۹-۲۵)
تو میں صلاح دے سکتا ہوں۔ اگستنوس پھر ایوحنا ۲-۱۵ کی طرف اشارہ کرتا ہی۔ دنیا
کی محبت نہ رکھو اور نہ اُن چیزوں کی جو دنیا میں ہیں جو کوئی دنیا کی محبت رکھتا ہی اُس
میں باپ کی محبت نہیں اور کہتا ہی **قولہ** میری بھی یہی صلاح ہی اِسے مان اور اُسپر
عمل کر۔ اِسی میں جوانمردی دکھا۔ دنیوی خواہشوں پر غلبہ حاصل کر اور جو بُرائی تو نے
اِس سبب سے کی ہی کہ اِن خواہشوں سے مغلوب ہو کر نا اِنصافی کو اپنے دل میں جگہہ
دی ہی اُس سے توبہ کر لیکن شاید تو پھر وہی سوال کرے کہ جب میں ایسی بھاری تکلیف
میں پھنسا ہوں تو یہہ کسطرح کر سکتا ہوں پس تو اِستقلال سے دعا مانگ اور خدا

کی طرف مخاطب ہو کر زبور ۲۵-۱۷ کے کلمات زبان پر لا تو مجھہ کو میرے دُکھوں سے
رہائی دے جب نفسانی خواہشیں دیجائینگی تو تیری تکلیفیں خود بخود دفع ہو جائینگی۔
جس نے تیری اور ہماری دعا تیرے حق میں سُنی اور تجھے اُن بڑے خطروں سے
جن میں تو اپنے جسمانی دشمنوں کے سبب مبتلا تھا بچایا وہ اِسلئے بھی تیری دُعا سُنیگا
کہ تو اپنے اندرونی اور غایب دشمنوں پر غلبہ پائے +

کارتھج کے ایک خادم **فریرنڈس** نے چھٹی صدی کے شروع میں ایک شہنشاہی
سپہ سالار **کئونٹ رجینو** کو مسیحی طور سے زندگی بسر کرنے کے لئے یہہ سات قاعدے
بتائے **اوّل** یقین کرو کہ ہر کام میں تمہیں خدا کے فضل کی ضرورت ہی اور رسول
کی طرح کہو میں جو کچھہ ہوں خدا کے فضل سے ہوں (اقرنتی ۱۵-۱۰) **دوئم** تمہاری زندگی
بمنزلہ ایک آئینے کے ہو جس میں تمہارے سپاہی دیکھہ سکیں کہ اُنپر کیا کرنا واجب
ہی **سوئم** تم فائدہ پہنچانے کا قصد کرو نہ کہ حکومت کا **چہارم** اپنے وطن سے ایسی
محبت رکھو جیسی اپنے سے **پنجم** دنیوی اُمور کی نسبت دینی اُمور کی زیادہ قدر کرو۔ اِس
قاعدے کے ضمن میں وہ یہہ بھی لکھتا ہی کہ دُعا میں سرگرم ہو اور گو دنیوی کاروبار تمہیں
ہر طرف سے دبائیں مگر پھر بھی دلی آرزو سے خدا کی کتاب کا مطالعہ کرو **ششم** سزا
دینے میں بہت سختی نکرو۔ **ہفتم** یاد رکھو کہ تم مسیحی ہو +

اگستنوس نے ایک حاکم سے اِسطرح خطاب کیا **قولہ** اِنسان اپنے برابر کے
اِنسان پر گنہگار گنہگار پر اِنصاف کرنیکو بیٹھتا ہی۔ کون حاکم خداوند کے اِن کلمات

کے سُننے پر کانپ نہیں اُٹھا کہ جو تم میں بے گناہ ہو وہی اُسے پتھر مارے (یوحنا ۸-۷) اگر تم اول اپنا انصاف کروگے تو دوسرے کا انصاف بھی بیدھڑک کرسکوگے۔ ہمارے دو نام ہیں ایک انسان۔ دوسرا گنہگار۔ خدا نے انسان کو پیدا کیا انسان نے اپنے کو گنہگار بنایا۔ جو شے انسان کی بنائی ہوئی ہو غارت ہوجائے مگر جو خدا کی بنائی ہوئی ہو خلاصی پائے۔ چونکہ تم انسان ہو اسلئے انسان سے دل میں محبت رکھو اور پھر حکومت کا فرض ادا کرو۔ دلوں میں رعب بٹھاؤ مگر محبت کو نہ چھوڑو۔ تمہارا قہر اُس بُرائی پر پڑے جسکو تم اپنے میں دیکھکر ناخوش ہوتے ہو نہ کہ انسان پر جو تمہارے مانند پیدا ہوا ہو۔ میں سزا دینے سے تمہیں منع نہیں کرتا سزا دو لیکن محبت کے ساتھ اور اصلاح کی غرض سے ❖

گریگری نزیانزِنی نے اپنے وطن کے ایک حاکم کو جو وہاں کی رعایا سے ناراض تھا کہا **قولہٗ** تم خدا کے ہمشکل ہو اور خدا کے ہمشکلوں پر حکمرانی کرتے ہو جو دنیا میں تمہارے محکوم رہتے ہیں مگر اُس عالمِ بقا میں جائینگے جہاں ہم سب کو اِس چند روزہ زندگی کے بعد جانا ہی تم سوچو کہ کسکے مخلوق ہو اور کہاں کو جاؤگے اور تمکو کسقدر ملا ہی اور کتنا قرض تمکو ادا کرنا ہی پس جو محبت کہ خدا انسان کے ساتھ رکھتا ہی اُسکی نقل کرو کیونکہ انسان میں نیکی سے بڑھکر کوئی خدائی صفت نہیں اِنتہی۔ اور اُس نے ایک عید پر یہہ نصیحت کی **قولہٗ** ای شہنشاہ اپنے ارغوانی لباس کی عزت کر کیونکہ حاکم کے اوپر بھی ایک اَور حاکم ہی پس غور کر کہ کیا کچھ تیرے سپرد ہوا ہی اِس قول پر ہمارا یقین ہی

بادشاہ کا دل خداوند کے ہاتھ میں ہی (امثال ۲۱-۱) پس خداوند پر بھروسا کرو نہ کہ اپنے خزانے اور فوج پر اور تم جو تخت کو گھیرے رہتے ہو اپنی طاقت پر گھمنڈ نکرو اور فانی چیزونکو ابدی نہ سمجھو۔ شہنشاہ سے وفاداری کرو لیکن خدا کی اطاعت کو مقدم سمجھو اور اُسیکے واسطے اُن کی بھی اطاعت کرو جنکے تم ماتحت ہو۔ تم جو اپنی امیری پر اکڑتے ہو مزاج کی سچّی امیری حاصل کرو۔ شہنشاہ کا میر منشی **نبولوس** ایسا ہی آدمی تھا کیونکہ اُسکو خدا سے زیادہ کوئی شے عزیز نہ تھی چنانچہ جب ملکہ **جسٹینا** نے اُسکو ایک قانون کے بنانے کا حکم دیا جس سے ایک ایسے مسئلے کو فروغ ہوتا جو اُسکے زعم میں مسیح کی الوہیت کے خلاف تھا تو اُس نے انکار کیا اور اگرچہ ملکہ نے بڑے اعزاز اور اکرام کا بھی وعدہ کیا مگر چونکہ اُسکی نظر خدا ہی پر تھی اسلئے اُسنے اپنا عہدہ ترک کرنا زیادہ پسند کیا ❖

خرِسوسٹم نے پیشہ وروں کو بھی خدا کے کلام کے مطالعہ کی ہدایت کی **قولہٗ** یہہ خیال نکرو کہ ہم پیشہ ور ہیں اور اسلئے ہمکو خدا کی کتاب کے مطالعہ سے کچھہ واسطہ نہیں دیکھو پولوس خیمہ دوز تھا اور اُس نے مسیحی ہونے پر بھی اپنا پیشہ ترک نکیا پس ایسے پیشے والے شرم نکریں بلکہ شرم اُن لوگوں کو کرنی چاہیئے جو سستی میں بے فائدہ زندگی گذارتے ہیں جو لوگ ہمیشہ کام کرتے رہتے ہیں اُن کی روحیں زیادہ تر پاکیزہ اور قوی رہتی ہیں۔ کاہلوں کے بہت سے اقوال و افعال نکمے ہوتے ہیں لیکن جو محنت کرتے رہتے ہیں وہ کسی نکمی بات کا کہنا یا کرنا یا اُسکا دل میں لانا پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن کے دل محنت پر لگے رہتے ہیں اِنتہی۔ اور وہ قرنتیوں کے پہلے خط پر کی

اپنی بیسویں نصیحت میں کہتا ہی **قولہٗ** یہہ خیال نکرو کہ فلان شخص موچی یا زرگر یا شمشیرا
ہی بلکہ اُسکے مومن اور بھائی ہونے پر خیال کرو کیونکہ ہم مچھوؤں۔ خراج گیردن۔ خیمہ
دوزوں کے شاگرد ہیں بلکہ اُسکے جس نے ایک بڑھئی کے گھر پرورش پائی اور
یہہ بات قبول کی کہ اُس کی ماں بڑھئی کی بی بی ہو اور جو کپڑے میں لپٹا ہوا چرنی
میں رکھا گیا اور جسکو سر رکھنے کو بھی جگہہ نہ ملی اسبات کا خیال کرو اور جن چیزوں پر
آدمی غرور کرتے ہیں اُنکو ہیچ سمجھو جسطرح اُس شخص کو جو گاڑی میں سوار ہوتا ہی اور
اپنے آگے بہت سے غلام دوڑاتا ہی بھائی سمجھتے ہو اُسیطرح خیمہ دوز کو بھی بھائی سمجھو
اگر تم مسیح کی خاطر آدمیوں کی عزت کرتے ہو تو نہایت کم درجے کے مومن کی بھی عزت کرو +

اِس زمانے میں غلامی کا رواج تھا اور جسطرح مسیحی دین نے دیگر اُمور میں اوّل
ظاہر کو نہیں بلکہ باطن کو بدلا اِسیطرح اُس نے غلامی میں بھی بظاہر مداخلت نکی لیکن
اِس عمدہ قول کے وسیلے سے کہ مسیح میں نہ کوئی غلام ہی نہ کوئی آزاد ہی آدمیوں میں
ایک نئی طبیعت پیدا کی۔ خرسیوسٹم اقرنتی ۷-۲۲و۲۳ کے بیان میں کہتا ہی **قولہٗ** مسیح میں
تیرا آقا اور تو دونوں برابر ہیں کیونکہ تم دونوں مسیح کے بندے ہو لیکن غلام کسطرح
آزاد سمجھا جاسکتا ہی۔ اگر غلام خدا کی مرضی پر عمل کرتا ہی اور مکاری اور نمود سے کچھہ
نہیں کرتا تو باوصف غلام ہونے کے آزاد ہی اور اگر کوئی آزاد شخص آدمیوں کی خاطر
بڑے کام کرتا ہی تو وہ باوجود آزاد ہونے کے غلام ہی۔ یہہ مسیحی دین ہی کی خصوصیت ہی
کہ وہ غلامی میں بھی آزادی بخشتا ہی انتہی۔ مسیحی دین نے آقاؤں کو یہہ بتایا کہ اُن کو

خدا کے سامنے جو سب کا آقا ہی جوابدہی کرنی ہوگی اور غلام بھی [illegible]
خدا کی صورت پہ پیدا کیا گیا ہی اور مسیح غلام اور آقا دونوں کی [illegible]
تھا اور پھر مسیحی دین نے آقاؤں کے دلوں میں محبت [illegible]
اپنے بھائیوں کی روحانی اور جسمانی بہبودی کی فکر ہو [illegible]
کہتا ہی **قولہٗ** براہیم اپنے نوکروں کی ایسی خبرگیری کرتا تھا [illegible]
کی طرح کہتا تھا کیا جس نے مجھے رحم میں بنایا اُسے [illegible]
پس ہم اپنے نوکروں کی بہتری کی فکر کریں اور اُن کو خدا کی باتوں کی تعلیم دیں اس
ذریعے سے ہمارا سارا گھر برکت سے معمور ہو جائیگا انتہی۔ [illegible]
کہتا ہی **قولہٗ** میں بہت سے خاندانوں سے واقف ہوں [illegible]
سے بڑے فائدے پہنچے ہیں انتہی۔ چنانچہ ایک مسیحی عورت نے [illegible]
ایمانداری اور خداترسی سے ملک ایبیریا میں جسکو اب جارجیہ کہتے ہیں مسیحی دین
کی بنیاد ڈالی +

چوتھی صدی میں عرب کی ایک گروہ نے ملک شام کے ایک راہب ملکوس
کو پکڑ کر غلام بنا لیا اور گلہ بانی کا کام اُسکے سپرد کیا وہ اِس حال میں مسیحی دین اور
کتب مقدسہ کی یاد سے بڑی تسلی پاتا تھا چنانچہ وہ اپنے باب میں کہتا ہی **قولہٗ** [illegible]
اپنا حال مقدس یعقوب کا سا معلوم ہوتا تھا [illegible]
کسی زمانے میں دونوں گذرے تھے [illegible]

جو میں نے اپنے حُجرے میں سیکھے تھے گاتا تھا میں قید میں خوش رہتا تھا اور خدا کی حکمت آمیز ہدایت کا شکر بجا لاتا تھا۔ میرا آقا مجھ میں کوئی عیب کی بات نہ پا سکا کیونکہ میں رسول کے اِس حکم کو جانتا تھا کہ ہمکو اپنے آقاؤں کی خدمت کے وسیلے سے خدا کی خدمت وفاداری سے کرنی چاہئے (دیکھو افسی ۶ باب) ✤

اگستنوس غلاموں کے ساتھ مال و اسباب کی طرح پیش آنے کے خلاف میں کہتا ہی قولہٗ کوئی سچا مسیحی غلام کو گھوڑے یا چاندی کی طرح اپنا مال نہیں سمجھتا حالانکہ یہہ ممکن ہی کہ گھوڑا غلام کی نسبت زیادہ قیمت کو بکے اور سونے چاندی کا اسباب اور بھی زیادہ کو لیکن اگر غلام اُس شخص کی نسبت جو اُسکو تجھ سے خریدنا چاہتا ہی تیرے پاس بہتر تعلیم پاتا ہی اور تجھ سے خدا کی خدمت میں اُسکو مدد ملتی ہی تو میری رائے میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُسکو بُرا دے سے بیش قیمت نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ انسان کو ہر ایک انسان سے اپنی برابر محبت رکھنی چاہئے اِسلئے کہ خداوند یہہ چاہتا ہی کہ ہم اپنے دشمنوں سے بھی محبت رکھیں ✤

بہت سے آدمی اِس بات کے مقر تھے کہ اگرچہ اُس محبت کے اثر سے جو مسیحی دین دلوں میں پیدا کرتا ہی غلاموں کی تکلیف میں تخفیف ہو جاتی ہی مگر پھر بھی غلامی اُن عام اِنسانی حقوق میں خلل انداز ہوتی ہی جنکا علم لوگوں کو مسیحی دین کے وسیلے سے زیادہ تر حاصل ہو گیا کیونکہ اگرچہ غلام اپنی طبیعت کے اعتبار سے آزاد رہتا ہی مگر جو کام وہ کرنا چاہتا ہی نہیں کر سکتا اِسلئے بسا اوقات خدا کی خدمت کے بجا لانے سے رُکتا ہی

اِسی وجہ سے رسول پولوس نے اگرچہ یہہ بتایا کہ مسیحی دین غلاموں کو حقیقی آزادی بخشتا ہی مگر پھر بھی یہہ صلاح دی کہ اگر تو آزاد ہو سکتا ہی تو ہو جا (دیکھو ا قرنتی ۷-۲۱) بہت سے دیندار مسیحی نیک خصلت غلاموں کو آزاد کر دیتے تھے اور اُن کو اِس بات کی اجازت دیتے تھے کہ کوئی پیشہ سیکھیں یا راہب یا خادم دین بننے کی لیاقت پیدا کریں پلُوزیم کے اسیڈورُس نے ایک غلام کی سفارش میں اُسکے آقا کو لکھا قولہٗ میں نہ سمجھتا تھا کہ جو شخص مسیح سے محبت رکھتا ہی اور اُس فضل سے واقف ہی جس سے ہم سب نے آزادی پائی ہی اُسکو اپنے قبضے میں کسی غلام کا رکھنا گوارا ہوگا ✤

جو حانتر اِلیموسنتر نُویس نے جو سنہ ۴۰۶ سے لیکر سنہ ۴۱۲ تک اِسکندریا کا اُسقف رہا اُن لوگوں کو جو اپنے غلاموں پر سختی کرتے تھے بُلا کر کہا قولہٗ خدا نے ہمکو غلام اِسلئے نہیں دئے کہ ہم اُن کو ماریں پیٹیں بلکہ اِسلئے دئے ہیں کہ وہ ہماری خدمت کریں اور شاید اِسلئے بھی نہیں بلکہ اِسلئے کہ جو مال خدا نے ہمکو دیا ہی اُس سے ہم اُنکی پرورش کریں کیونکہ جس نے خدا کی شکل میں پیدا ہونے کی بڑی عزت پائی ہی انسان اُسکو کس قیمت سے خرید سکتا ہی۔ کیا تو اپنی روح یا جسم میں کوئی شی اپنے غلام سے زیادہ رکھتا ہی کیا اِن باتوں میں وہ تیرے برابر نہیں۔ پولوس کا قول سُن تم سب جتنوں نے مسیح میں بپتسما پایا ہی مسیح کو پہن لیا نہ یہودی نہ یونانی ہی نہ غلام نہ آزاد کیونکہ تم سب یسوع مسیح میں ایک ہو (گلتی ۳-۲۷ و ۲۸) پس اگر ہم مسیح میں ایک دوسرے کے برابر ہیں تو آپس میں بھی برابر ہیں کیونکہ مسیح نے غلام کی صورت اِسلئے اِختیار کی کہ ہم یہہ بات

سیکھیں کہ غلاموں پر زیادتی نکرنی چاہئے ہمارے خداوند کی مانند کون ہی جو بلندی
پر رہتا ہی اور آپ کو پست کرتا ہی وہ مسکین کو خاک سے اُٹھاتا ہی (زبور ۱۱۳ - ۵ - ۷ آیات)
پس جیسے خداوند نے ہمارے ساتھہ اپنے خون سے خریدا جسکی خاطر آسمان وزمین
پیدا ہوئے جسکی فرشتے خدمت کرتے ہیں جسکی خاطر مسیح نے شاگردوں کے پاؤں
دُھوئے جسکے واسطے وہ مصلوب ہوا اور طرح طرح کے دُکھہ اُٹھائے اُسکے مقابلے میں
وہ سونا یا چاندی جس سے خریدکر ہم نے اُسکو غلام بنایا کیا حقیقت رکھتا ہی لیکن خدا
جسکی عزت کرتا ہی تو اُسکو بیعزت کرتا ہی اور ایسی بیرحمی سے مارتا ہی کہ گویا وہ تیرا ہمجنس
نہیں تہیں قسم ہی بتاؤ تو سہی کیا تم یہہ بات پسند کر سکتے ہو کہ جسوقت تم سے کوئی گناہ
سرزد ہو اُسیوقت خدا تمکو سزا دے ہرگز نہیں پھر تم یہہ دُعا کس طرح مانگ سکتے ہو کہ
ہمکو معاف کر جیسے ہم اپنے قرضداروں کو معاف کرتے ہیں جب یہہ نصیحتیں کارگر نہوئیں
تو اِس اُسقف نے غلاموں کے خریدنے میں کوشش کی ٭

جادوگری فالگوئی وغیرہ جو پیشے مسیحی دین کے خلاف تھے اُنکے کرنیوالے اِس
زمانے میں بھی کلیسیا سے خارج کئے جاتے تھے لیکن جو لوگ چُھپکر ایسے کام کرتے تھے
وہ اکثر اوقات سزا سے بچ جاتے تھے اگستنوس ایک منجم کا ذکر کرتا ہی جس نے بہتونکو
فریب دیا تھا لیکن آخرکار اُسکے دل میں ایسا خوف پیدا ہوا کہ وہ اُسقف کے سامنے
اپنے گناہ کا مقر ہوا اور اُس نے کلیسیا کے سامنے بھی اقرار کرنا قبول کیا۔ اِس موقع پر
اگستنوس نے اپنی جماعت سے کہا قولہ یہہ شخص خدائے قادر سے ڈرکر اُسکی رحمت

میں پناہ لیتا ہی تاکہ تپر ظاہر ہو جائے کہ مسیحیوں میں بہت سے ایسے آدمی بھی ہیں جو
زبان سے خداوند کی حمد کرتے ہیں مگر دل میں کُفر بکتے ہیں۔ اِس شخص نے [illegible] خود
بھی فریب کھایا اور اوروں کو بھی فریب دیا اور بہت سی کتابیں [illegible] یہہ شخص
کہا کرتا تھا کہ اِنسان آپ زنا نہیں کرتا بلکہ زہرہ ستارہ زنا کرواتا ہی۔ اِنسان آپ خون
نہیں کرتا بلکہ مریخ خون کرواتا ہی۔ اور خدا اِنسان کو راستباز نہیں بناتا بلکہ مشتری اُسکو
راستباز بناتا ہی۔ اُس نے بہت سے مسیحیوں کا دل پھیر ڈالا لیکن اب وہ جھوٹ سے نفرت
کرتا ہی اور پشیمان اور رحمت کا خواستگار ہی ہم تم سے اُسکی سفارش کرتے ہیں کہ تم اُس سے
محبت کرو اور اُسکے حال کے نگران رہو اور مسیح کے وسیلے سے اُسکے حق میں دعا مانگو
اگستنوس خبر دیتا ہی کہ اُس نے اُن شخصوں کی طرح جنکا ذکر رسولوں کے اعمال کے
۱۹ باب کی ۱۹ آیت میں ہی اپنے فریب کی کتابیں آگ میں جلا دیں ٭

بارھواں باب
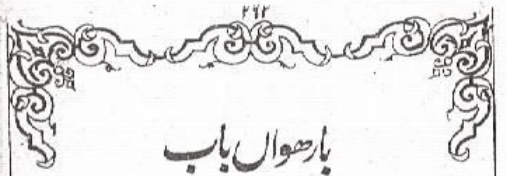
تکلیفوں اور عام آفتونکے وقت مسیحیونکی حالت

جسطرح مسیحی دین آدمیوں کو دنیوی آسایش اور خوشحالی کیوقت گمراہ ہونے سے بچاتا ہی اور دنیا پر دل نہیں لگانے دیتا اور ہمیشہ اُن کے سینہ میں آسمانی وطن کا اشتیاق پیدا کرتا ہی اُسی طرح ایسے بڑے بڑے ہنگاموں کے وقت بھی جو دنیا کی صورت کو بدل دیتے ہیں اور سیکڑوں برسوں کی عمارتوں کو ڈھا دیتے ہیں مسیحی دین ہی سے آدمیونکو مضبوط تسلی حاصل ہوسکتی ہی وہی عام بربادی کیوقت لوگوں میں نئی زندگی ڈالتا ہی اور کوئی شی کیسی ہی ایمانداروں کے مخالف ہو مگر وہ اُسکو بدلکر اُن کی روحانی تربیت اور محبت کی ترقی کا ذریعہ بناتا ہی ✤

اگستنوس کا زمانہ ایسا ہی تھا کیونکہ سلطنت روم کی بربادی کا وقت قریب تھا اور تباہی بڑھتے بڑھتے شمالی افریقہ کی شگفتہ سرزمین تک پہنچگئی تھی۔ ایسے حال میں اگستنوس نے اپنی جماعت کو تسلی دی مگر اس باطل اُمید سے نہیں کہ عنقریب راحت و آرام کا زمانہ آنیوالا ہی بلکہ اُس پختہ اُمید سے جسکی بنیاد کسی قسم کے دنیوی تغیرات سے ضعیف نہیں ہوتی **قولہ** ای میرے بھائیو یہہ اُمید نہ رکھو کہ عیش و آرام کا زمانہ آئیگا ورنہ فریب

کھاؤگے جس شی کا انجیل وعدہ نہیں کرتی اُس کی اُمید دل میں نہ رکھو تم جانتے ہو کہ انجیل کیا کہتی ہی کیونکہ میں مسیحیوں سے خطاب کرتا ہوں جنکو اپنے ایمان پر قایم رہنا چاہیے۔ انجیل کہتی ہی کہ آخری زمانہ میں بڑی مصیبت برپا ہوگی اور جو شخص آخر تک برداشت کریگا وہی نجات پائیگا پس کوئی شخص انجیل کے خلاف اُمید نکرے اور نہ کہے کہ عیش کے دن آتے ہیں اُن میں یہہ چیز اور وہ چیز خریدونگا اگر تو اپنا فائدہ چاہتا ہی تو اُسکی بات سُن جو نہ آپ فریب کھاتا ہی اور نہ دوسروں کو فریب دیتا ہی اور جس نے اُس خوشی کا وعدہ نہیں کیا جو دنیوی چیزوں سے حاصل ہوتی ہی بلکہ اُس خوشی کا وعدہ کیا جو خود اُس سے حاصل ہوتی ہی۔ دیکھو یوحنا ۱۹-۳۳۔ تو یہہ اُمید رکھ کہ جب دنیا فنا ہوجائیگی تو میں مسیح کے ساتھ ہمیشہ بادشاہی کرونگا ورنہ تو دنیا اور عاقبت دونو کی خوشی سے محروم رہیگا ✤

ایسی مصیبتوں کے وقت بہت سے لوگ جنکو اس بات کا خیال نہ تھا کہ قیامت کی علامتیں کسی قدر پہلے بھی نمایاں ہوسکتی ہیں یہہ یقین کرتے تھے کہ زمانہ کے آثار اِس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خداوند عنقریب آنیوالا ہی یا قیامت کے وقت کے باب میں جسکو آسمانی باپ نے اپنی مشیت میں پوشیدہ رکھا ہی یہہ سمجھے تھے کہ وہ حساب سے معلوم ہوسکتا ہی اگرچہ اگستنوس اِس قسم کے خیالات پسند نکرتا تھا لیکن پھر بھی اُسنے اُنپر نہایت منصفانہ راے دی **قولہ** ہمکو حتی المقدور ہر قسم کی غلطی سے بچنا چاہیے لیکن پھر بھی میری راے میں جو شخص اپنی نا علمی کا مقر ہوتا ہی وہ غلطی میں نہیں پڑتا بلکہ وہ غلطی میں پڑتا ہی جو کسی شی کا علم نہیں رکھتا پھر بھی یہہ سمجھتا ہی کہ میں اُسکا علم رکھتا ہوں یا

پس ہم اُس شریر نوکر کو تو علیحدہ کریں جو اپنے دل میں کہتا ہی کہ میرا خداوند ابھی نہ آئیگا اور
اپنے ہم خدمتوں کو مارنے لگتا ہی (متی ۲۴-۴۸) کیونکہ ظاہر ہی کہ یہہ شخص خداوند کے آنے
کو پسند نہیں کرتا ہم اُس سے قطع نظر کرکے اُن تین اچھے نوکروں کے حال پر غور کریں جو
ایمانداری اور ہوشیاری سے اپنے خداوند کے کام پر متوجہ اور اُسکے ظہور کے مشتاق اور
اُسکے آنے کے منتظر رہتے ہیں اُن میں ایک کا یہہ اعتقاد ہی کہ خداوند جلد آئیگا اور دوسرے
کا یہہ کہ وہ دیر میں آئیگا اور تیسرا اِس امر میں اپنی لاعلمی ظاہر کرتا ہی مگر تینوں انجیل کے
موافق خداوند کے آنے کو عزیز رکھتے ہیں اب ہم دیکھیں کہ اُن میں انجیل سے کون زیادہ
تر اتفاق کرتا ہی۔ پہلا کہتا ہی کہ ہم جاگیں اور دعا مانگیں کیونکہ ہمارا خداوند جلد آئیگا۔ دوسرا
کہتا ہی کہ ہم جاگیں اور دعا مانگیں کیونکہ گو خداوند دیر میں آئیگا مگر یہہ زندگی چندروزہ اور ناپایدار
ہی تیسرا کہتا ہی کہ ہم جاگیں اور دعا مانگیں کیونکہ یہہ زندگی چندروزہ اور ناپایدار ہی اور ہم
نہیں جانتے کہ کس وقت ہمارا خداوند آئیگا اور انجیل کہتی ہی تم خبردار ہو اور جاگتے رہو اور
دعا مانگو کیونکہ نہیں جانتے کہ وہ وقت کب ہی (مرقس ۱۳-۳۳) پس ذرا غور کرو کہ تیسرا کونسی
ایسی بات کہتا ہی جو انجیل نہیں کہتی چونکہ تینوں خداوند کا آنا چاہتے ہیں اسواسطے اُن میں
سے ہر شخص یہہ چاہتا ہی کہ پہلے کی بات صحیح نکلے لیکن دوسرا اُسکے صحیح ہونے کا انکار کرتا ہی
اور تیسرا ان دونوں کی باتوں کو غلط نہیں بتاتا بلکہ یہہ اقرار کرتا ہی کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ
اُن میں سے کون راست کہتا ہی۔ اب اگر پہلے کی بات صحیح ہوئی تو دوسرا اور تیسرا بھی خوشی
کریگا کیونکہ یہہ سب خداوند کے آنے کو عزیز رکھتے ہیں اور اگر پہلے کی بات صحیح نہ ہوئی بلکہ

دوسرے کی تو جنہوں نے پہلے کی بات حق جانی اُن کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہو جائیگا
اور ظاہر ہی کہ اِس سے اُن کو بڑا نقصان پہنچیگا اور اگر وہ ایسا مضبوط ایمان رکھتے ہیں
کہ اُن کے دلوں میں کسی قسم کا وسوسہ نہیں آسکتا تاہم اُن کے مخالف اپنے مطلب
سے ایسے لوگوں کے عقیدے میں خلل ڈالنا چاہینگے جنکا ایمان ضعیف ہی اور اگر دوسرے کا
قول غلط ہوا تو جو لوگ اُسکو صحیح جانتے ہیں اُنکے دلوں میں کوئی وسوسہ پیدا نہوگا بلکہ وہ غیر مترقبہ
خوشی سے نہال ہونگے پس ان تینوں میں جو خداوند کے آنیکو عزیز رکھتے ہیں پہلے کا قول
زیادہ تر خوشی سے سُنا جاتا ہی اور دوسرے کے قول کے ماننے میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا
لیکن جو شخص یہہ کہتا ہی کہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں باتوں میں کونسی راست صحیح ہی
ایک کے صحیح ہونیکا آرزومند اور دوسرے کا متحمل ہی وہ کسی حال میں غلطی میں نہیں پڑتا
کیونکہ نہ کسی بات کا اقرار کرتا ہی نہ انکار ۔

اگستنوس نے چھٹی زبور کی تشریح میں بڑے زور سے ظاہر کیا کہ خداوند کے آنے
کے وقت کا حساب لگانا بڑی نادانی ہی کیونکہ خداوند نے کہا تھا کہ تمہارا کام نہیں کہ اُن
وقتوں اور موسموں کو جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہی جانو (اعمال ۱-۷) اور
پھر یہہ کہ اُس دن اور اُس گھڑی کے باب میں باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک
کوئی نہیں جانتا (متی ۲۴-۳۶) اور یہہ بھی لکھا ہی کہ خداوند کا دن اِسطرح آئیگا جس طرح
کہ چور رات کو آتا ہی (۱ تسلونیقی ۵-۲) ✣

جب قوم گوتھہ نے سنہ ۴۱۰ع میں روم کو تاخت و تاراج کیا تو اِس خبر کے سُننے سے

کا ریچ میں بڑا تہلکہ پڑا اور اس موقع پر اگستنوس نے اپنی جماعت سے کہا **قولہ** کیا تیرا دل
دُنیوی تکلیفات کے سبب اُس کشتی کی طرح جس میں مسیح سوتا تھا ڈانواڈول ہے پس غور
کر کہ تیرا دل کیوں مضطرب ہے وہ کشتی جس میں مسیح سوتا تھا گویا تیرا دل ہے جس میں ایمان سوتا
ہے رسول کہتا ہے کہ مسیح تمہارے دلوں میں ایمان کے وسیلہ سے بسے (افسی ۳-۱۷) پس
ایمان کے وسیلے سے مسیح تیرے دل میں بستا ہے جب ایمان موجود ہے تو مسیح بھی موجود ہے جب
ایمان بیدار ہے تو مسیح بھی بیدار ہے اور جب ایمان غافل ہے تو مسیح بھی سوتا ہے۔ کیا خدا نے یہہ
کوئی چھوٹی نعمت بخشی ہے کہ آخری زمانے میں مسیح کو تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ جب ساری چیزیں
فنا ہو رہی ہوں وہ تجھے تر و تازہ کرے جب ساری چیزیں پُرانی ہوتی جاتی ہیں وہ تجھے
نیا بناتا ہے تو دنیا پر جو ضعیفی کی حالت میں ہے دل نہ لگا اور مسیح میں از سرِ نو جوان بننے سے
شرم نکر خدا کے کلام سے محبت رکھہ تو کسی شی سے تیری طبیعت دق نہ ہوگی تو نرم دل ہو
اور مصیبت زدوں کی ہمدردی کر۔ بیماروں کی خبر لے اور چونکہ اس موقع پر بہت سے محتاج
اور مصیبت زدے یہاں آئے ہوئے ہیں تو دل کھولکر مہمان نوازی کر کاش مسیحی مسیح
کے حکموں کو مانیں تاکہ مشرکوں کی بدزبانی اُنہیں کی بے عزتی کا باعث ہو +

یہہ تباہی کا طوفان اگستنوس کے وطن تک بھی پہنچا کیونکہ جنگلی ونڈلوں نے
شمالی افریقیہ پر یورش کی اور ہر طرف سے ملک کو ویران کیا چونکہ یہہ لوگ اریوس کی
بدعت کے پیرو تھے اسواسطے کلیسیا کے خادمان دین پر خاصکر سختی کرتے تھے جب
اس امر میں گفتگو ہوئی کہ اسقفوں کو بھاگ کر اپنی جان بچانی روا ہے یا نہیں تو اگستنوس

نے ایسے شخصوں کے خلاف جو اپنی جماعتوں کو جنکے واسطے اُنہیں جان سے بھی دریغ نکرنا
چاہئے تھا چھوڑکر چلے جاتے تھے بڑے زور سے اپنی رائے ظاہر کی **قولہ** وہ خداوند سے
مدد حاصل کر کے کسلئے اپنے خوف پر غالب نہ آئے جب دل میں محبت ہوتی ہے اور دنیوی
خواہشوں کو غلبہ نہیں ہوتا ایسا ہی کیا جاتا ہے کیونکہ محبت کہتی ہے کون کمزور ہے کہ میں کمزور
نہیں کون ٹھوکر کھاتا ہے کہ میں نہیں جلتا (۲ قرنتی ۱۱-۲۹) لیکن محبت خدا کی بخشش ہے
پس ہم دعا مانگیں کہ جس نے ہمکو محبت کا حکم دیا ہے وہ ہمارے دلوں میں محبت پیدا کرے
اسکے بعد اگستنوس وہ فواید بیان کرتا ہے جو کلیسیاؤں کو سخت تکلیف کے وقت اسقفوں
کے موجود رہنے سے حاصل ہو سکتے تھے **قولہ** اسقف اپنی اُس استطاعت کے موافق
جو اُن کو خدا سے ملی ہے سب کی مدد کرتے ہیں کوئی بپتسما لیتا ہے کوئی عشاء ربانی۔ اور
سب کے سب دلجمعی اور نصیحت پاتے ہیں۔ اور جو خدا ہر بلا سے بچاتا ہے اُس سے دعا
مانگتے ہیں اُن کو تقویت ہوتی ہے غرضکہ وہ موت اور زندگی دونوں کے لئے طیار رہتے
ہیں انتہی۔ چونکہ اگستنوس نے اپنے آخری دن ایک شہر میں کاٹے جسکو وحشیوں
نے گھیر رکھا تھا اور غارت کرنا چاہتے تھے پس وہ روزمرہ یہہ دعا مانگا کرتا تھا کہ خداوند
اس شہر کو بچائے ورنہ اپنے بندوں کو ایسی قوت بخشے کہ وہ اسکی رضا پر راضی
رہیں یا اُن کو دنیا میں سے اپنے پاس بلالے +

اس عام تباہی کے وقت رہبانیت سے بہتر پناہ کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور جو لوگ
دنیا کی شورشوں اور ہنگاموں سے بچنے کو گوشہ نشین ہوجاتے تھے انکو ایسے روحانی

خزانے دستیاب ہوتے تھے جنکو وحشی لوگ ہاتھہ نہ لگا سکتے تھے۔ جیروم ۴۱۱ء میں لکھتا ہی قولہٗ میں چاہتا ہوں کہ ہم دنیا کو اپنی خوشی سے ترک کریں نہ کہ لاچاری سے۔ میں بے اختیاری مفلسی سے جو مصیبت کی طرح جھیلی جاتی ہی اُس مفلسی کو بہتر سمجھتا ہوں جو خوشی سے اختیار کیجاتی ہی اور دل میں راحت پیدا کرتی ہی ایسی مصیبت کے وقت جب تلوار چل رہی ہی جسکے پاس روٹی کھانے کو ہی وہ تونگر ہی اور جس کو آزادی حاصل ہی وہ توانا ہی انتہی۔ لیکن راہب بھی اس عام بربادی کے وقت آسانی سے کوئی ایسی جگہہ نہ پا سکتے تھے جہاں اُن کے آرام میں کسی طرح کا خلل نہ آتا چنانچہ جب ۴۱۲ء میں جیروم بیت لحم میں خدا کی کتاب کے مطالعے اور کتابوں کی تصنیف میں مصروف تھا عرب حملہ آور ہوئے اور جیروم کو اپنا مطالعہ چھوڑنا پڑا اور وہ اپنے بیان کے موافق مسیح کے رحم کے وسیلے سے بدقت اُن کے ہاتھہ سے بچا اور جبکہ الیرک نے روم کو لوٹا اور بہت سے آدمی اِس شہر اور دیگر مقامات سے جہاں وحشیونکا زور تھا بیکس ہو کر بیت لحم میں آئے تو اُن کو دیکھکر جیروم کا دل بھر آیا چنانچہ وہ حزقیل نبی کے صحیفے کی تفسیر کی تیسری فصل کے دیباچے میں لکھتا ہی قولہٗ ہر ایک شی جو موجود ہوئی ہی غارت ہوتی ہی اور ہر ایک شی جو اپنی حد کو پہنچ گئی ہی فنا ہوتی ہی کسکو یقین تھا کہ روم جیسا بڑا شہر تباہ ہو جائیگا اور اُسکے باشندے غلامی میں بکینگے اور مشرقی ممالک اور مصر اور شمالی افریقہ کے کنارے اُنکے انبوہ سے بھر جائینگے اور بیت لحم میں ہر روز ایسے مرد اور عورت گداگری کی حالت میں آئینگے جو کسی زمانہ میں امیر اور دولتمند تھے۔ اگرچہ ہم اُنکی

مدد نہیں کر سکتے پھر بھی اُن کے غم میں شریک ہیں اور اپنے آنسوؤں کے اُن کے آنسوؤں کے ساتھہ بہاتے ہیں اور اسواسطے ہم نے حزقیل کی تفسیر اور کتابوں کا مطالعہ موقوف کر دیا ہی اور ہم خدا کی کتاب کی تعلیم دینے کے عوض اُسکے احکام کی تعمیل میں کوشش کرتے ہیں انتہی۔ چونکہ ان مفلس بیمار زخمی لوگوں کے ہجوم کے سبب جو وحشیوں کے ہاتھہ سے بچکر خانقاہوں میں پناہ لیتے تھے جیروم دن میں فرصت نہ پا سکتا تھا اسواسطے وہ رات کو باوجود بڑھاپے اور ضعف بصارت کے خدا کی کتاب کی تفسیر کے لکھنے کی محنت اپنے اُوپر گوارا کرتا تھا اور اس ذریعہ سے تسکین و آرام پایا تھا ✣

خرسیوستم کو نہایت سخت تکلیفیں اُٹھانی پڑیں کیونکہ وہ ایک جگہہ قیام نہ کرنے پاتا تھا بلکہ پے در پے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جلاوطن کیا جاتا تھا اور اُسکا ضعیف بدن ان متواتر مشقتوں کا متحمل نہ ہو سکا اُس نے اکثر اپنی جماعت کے سامنے بیان کیا تھا کہ ایوب کے ان کلمات سے کہ خداوند کا نام مبارک ہی (ایوب ۱-۲۱) ہر ایک مصیبت کے وقت نہایت ہی تسکین اور خوشی حاصل ہو سکتی ہی اور آپ بھی اُس نے یہہ کلمات اپنی اُن تکلیفوں میں یاد رکھے جو اُسکو حق پر گواہی دینے کے سبب اپنی زندگی کے آخر میں اُٹھانی پڑیں اور مرتے دم بھی اُسکے منہہ سے یہی کلمات نکلے اُسنے ایک تشفی آمیز خط اپنے غمزدہ دوست اُلمپیاس کے نام قسطنطنیہ میں بھیجا جسکی آخری عبارت یہہ ہی قولہٗ میں صرف ایک امر کی درخواست کرتا ہوں جسکی میں نے ہمیشہ تمہیں نصیحت کی ہی یعنے یہہ کہ غم کو دل سے نکالو اور خدا کی حمد کرو اور سب باتوں کے لئے

بلکہ اِن تکلیفوں کے لئے بھی شکرگذار ہو اِس ذریعہ سے تمکو بڑے بڑے فائدے حاصل
ہونگے اور شیطان سر نہ اُٹھا سکیگا تاریکی کے بادل پراگندہ ہو جائینگے اور تمکو خالص راحت
حاصل ہوگی۔ جب اُلمپیاس نے اِسلئے اپنا نہایت غم ظاہر کیا کہ وہ اپنی سعی سے اُسکو
جلاوطنی سے واپس بُلانے میں کامیاب نہ ہوئی تو خریسوسٹم نے اُسکو لکھا **قولہ** تم کیوں
غم کرتی ہو کس لئے دلگیر ہوتی ہو اور جو بُرائی کوئی دشمن تمکو نہیں پہنچا سکتا اُس سے بھی
بڑھکر اپنے کو پہنچاتی ہو کیا اسبات کا رنج ہی کہ تم مجھے اِس جلاوطنی سے نہ بچا سکیں لیکن
تم نے اپنا فرض ادا کیا اور ہر قسم کی تحریک کی اور اگر پھر بھی تم کامیاب نہ ہوئیں تو یہہ کچھ
غم کی بات نہیں کیونکہ شاید خدا کی یہہ مرضی ہو کہ میں زیادہ مدت تک تکلیف اُٹھاؤں
تاکہ زیادہ نورانی تاج پاؤں پس جو شی ہمیں خوشحالی کو پہنچاتی ہی اُسکے باعث تمہیں غم نکرنا
چاہیے بلکہ اِسلئے خوش ہونا چاہیے کہ ہمیں وہ عزت بخشی گئی ہی جسکے ہم لائق نہیں ہیں
اور اگر تم میری تنہائی سے دلگیر ہوتی ہو تو اس سے زیادہ کونسی خوشگوار جگہہ ہو سکتی ہی۔
آرام۔ دلجمعی۔ فرصت۔ تندرستی سب کچھ حاصل ہی اور اگر اِس شہر میں کوئی شی خریدنے
کو نہیں ملتی تو کچھہ پروا نہیں کیونکہ میرے پاس سب سامان موجود ہی میں ہمیشہ یہی کہتا رہا
ہوں اور کہتا رہونگا کہ ایک ہی شی بُری ہی یعنے گناہ اور اسکے سوا باقی سب چیزیں خاک
اور دھوئیں کی مانند ہیں وہ لکھتا ہی **قولہ** تکلیف کا یہہ خاصہ ہی کہ جو لوگ دلجمعی اور
استقلال سے اُسکے متحمل ہوتے ہیں اُن کے دل سے خوف جاتا رہتا ہی اور شیطان کی
برچھیاں اُن تک نہیں پہنچ سکتیں اور وہ اپنے دشمنوں کے حملوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر